UNIVERSAL LIBRARY

OU_224779

UNIVERSAL LIBRARY

۶۸۶

ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا

سائنس و فلسفہ

یعنی

سائنس کی پہلی - دوسری اور تیسری کتاب کا مجموعہ

مصنفہ

مولوی عبدالمتین متین تجارتی پنشنر ریاست بھوپال سابق کامدار
جاگیر نوابزادہ جنرل محمد عبیداللہ خانصاحب بہادر سی. ایس. آئی مترجم
مجتہنک فلاسفہ ترکی و سلم الادب و مصنف سلیم بانو۔ ہمایوں خاتون
موتیوں کی لڑی۔ فلسفہ اخلاق۔ راز کونین۔ قیمتی زیور۔ مشہد عشاق
جوش تمنا وغیرہ وغیرہ بسوہ دار ضلع گوڑگانوں۔ و معافیدار
(ریاست الور)

وزیری پریس آگرہ میں منشی عبدالعزیز خاں مینجر کے اہتمام سے چھپا

قیمت فی جلد ۲

عالیجناب هز هائینس مهاراجه [illegible] بهادر

جی سی ایس آئی [illegible] حضور شهنشاه معظم [illegible]

[illegible] خلد الله ملکه

اس کتاب کو نہایت خلوص اور عقیدت کیساتھ عالیجناب ہز ہائینس
مہاراجہ مختار الملک عظیم الاقتدار ۔ رفیع الشان ۔ والا شکوہ ۔ محتشم
دوران ۔ عمدۃ الامرا ۔ مہاراج دھیراج حسام السلطنت ۔ مہاراجہ
میجر جنرل سر مادھو راؤ صاحب سیندھیا عالیجاہ
بہادر ۔ سری ناتھ ۔ منصور زمان ۔ فدوی حضرت ملک معظم ۔
رفیع الدرجات انگلستان جی ۔ سی ۔ ایس ۔ آئی ۔ جی ۔ سی ۔ وی
او ۔ جی ۔ سی ۔ پی ۔ ایم ۔ اے ۔ ڈی ۔ سی ۔ ٹو ہز مجسٹی کنگ امپرر ۔
ایل ۔ ایل ۔ ڈی (کیمبرج و ایڈنبرا) جی ۔ سی ۔ ایل (آکسن) فرمانروائے
ریاست گوالیار دام اقبالہ کے نام نامی سے معنون کیا جاتا ہے
جنہوں نے اپنے ولیعہد ریاست پرنس جارج جیاجی راؤ سلمہ اللہ تعالیٰ
کی تعلیم کیلئے اسکو کتابوں کے طور پر پیش کرنیکی منظوری مرحمت
فرمائی ۔ اور جنکی قدر دانی اور علمی سرپرستیاں ہندوستان کے
ہندو اور مسلمانوں کیلئے یکساں شکر گذاری اور فخر و مباہات کا موجب ہیں
دعا گوئے دولت و اقبال عبد المتین ۔ متین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ کتاب

منجانب جناب مسٹر محمد سلیمان صاحب

بیرسٹرایٹ لا چیرمین میونسپل بورڈ ریاست گوالیار

سائینس وفلسفہ نام کی لاجواب کتاب جو میرے لایق عنایت فرما مولوی حسن الدین صاحب متین نے تصنیف کی ہے میں نے اس کو نہایت شوق اور دلچسپی کے ساتھ دیکھا۔

قبل اس کے کہ میں اس کتاب کے متعلق کچھ رائے زنی کروں یہ ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

۱۔ سائینس کس کو کہتے ہیں؟

۲۔ شاعری کا موضوع کیا ہے؟

۳۔ سائنس اور شاعری کا ایک دوسرے سے کس درجہ تعلق ہے؟

۴۔ سائنس جیسا کہ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے اخلاق کا خراب کرنیوالا

ہے۔ یا اُس کا درست کرنے والا ہے؟

نمبر (۱) کے متعلق صرف اسقدر عرض کر دینا کافی ہے کہ سائینس لاطینی زبان کا لفظ ہے اور اس کے معنی وہی ہیں جو عربی میں العلم۔ اور فارسی میں دانستن کے ہیں۔ اور اصطلاح میں علوم ذیل۔

(۱) مینٹل (دماغی) یعنی منطق۔ فلسفہ۔ الہیات۔

(۲) مورل (اخلاقی) یعنی علم دین۔ علم اخلاق۔ قانون۔ تاریخ۔ سیاست وغیرہ۔

(۳) فزیکل (طبیعی) یعنی علم برق۔ علم کیمیا۔ علم الصوت۔ جس میں موسیقی بھی شامل ہے علم مناظر و مرایا اور علوم حیوانات۔ نباتات۔ جمادات۔ فلکیات۔ علم الابدان وغیرہ وغیرہ کو سائینس کہتے ہیں۔ اس اعتبار سے سائینس کی کوئی حد نہیں ہے اور یہی وجہ ہے کہ سر اسحاق نیوٹن جیسے بے نظیر سائینس داں کا مقولہ ہے کہ سائینس ایک بحر ناپیدا کنار ہے اور میں ابھی تک اس کے کنارہ پر کھڑا ہوا معمولی سنگریزے اور گھونگے تلاش کر رہا ہوں۔ مگر آجکل عام طور پر سائنس سے وہ علوم مراد لئے جاتے ہیں جن کو ہم نے فزیکل سائینس کی تحت میں بیان کیا ہے۔

نمبر ۲۔ شاعری جس کو ارسطو اور یورپ کے مشہور فلاسفروں نے مصوری اور موسیقی کی ذیل میں شمار کیا ہے۔ اور جس کو باعتبار رنگینی۔ دل آویزی بیان اور واقعات کی ہوبہو تصویر کھینچنے کے مصوری اور موسیقی دونو کہہ سکتے ہیں۔ اس کا موضوع مغربی ممالک میں قدرتی امور و مناظر کا سادگی کے ساتھ دلپذیر طریقہ سے لکھنا اور ان استدلال و انکشافات سے کام لینا ہے جن کی وسعت فطری قوانین سے متجاوز نہ ہو۔ برخلاف اس کے مشرقی ممالک میں جذبات اور متصوفانہ

مضامین جن میں سادگی کے ساتھ جسقدر استعارات وتشبیہات سے کام لیا جاتا ہے اتنا ہی شاعر کو نازک خیال تسلیم کیا جاتا ہے دونو موضوعات میں جسقدر اختلاف ہے۔ اور جس حد تک دونو کے اصلاح کی ضرورت ہے اس کا فیصلہ ہمارے فاضل مصنف نے اپنی ایک نظم میں نہایت قابلیت کے ساتھ خود کر دیا ہے جو ان کی بے نظیر کتاب "فلسفہ اخلاق" میں ناظرین کے ملاحظہ سے گزرے گی۔

نمبر (۳) کے متعلق زمانہ حال کے مشہور ومعروف فلاسفر ڈاکٹر ہربرٹ اسپنسر اور دیگر حکمائے متقدمین ومتاخرین نے صاف طور پر فیصلہ کر دیا ہے کہ اصل شاعر وہی ہے جو سائینس وفلسفہ کا ماہر اور مناظر قدرت اور ان کی تاثیرات سے واقف ہو۔ اور ملک وقوم کے لئے مفید ہو سکتی ہے تو ایسی ہی علمی اور سچی شاعری۔

نمبر (۴) جس حد تک ناقابل التفات ہے قابل مصنف کی نظموں سے اسکا پتہ اچھی طرح چل سکتا ہے اور میں بلاخوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ سائینس مذہب کا خراب کرنے والا کبھی نہیں ہو سکتا۔

اس تمہید کے بعد اصل کتاب کے متعلق صرف اسقدر لکھنا کافی ہے کہ قابل مصنف نے سائنس کے جو مضامین جس محنت اور نئی طرز پر نظم کئے ہیں وہ آج تک کسی شاعر نے دُنیا کی کسی زبان میں نظم نہیں کئے اور یہ نظم کی پہلی کتاب ہے جس کو اُردو جیسی محدود زبان میں تصنیف کر کے لایق مصنف نے نہ صرف فن شاعری میں ہی مفید اضافہ کیا بلکہ ملک وقوم کے ساتھ بھی ایک ایسا احسان

کیا ہے جس کا شکریہ ادا کرنا کسی طرح ممکن نہیں ہے۔

میں نہایت خوشی کے ساتھ اس کتاب کی تصنیف پر مولوی عبدالمتین صاحب متین کو اور اس کے ڈیڈیکیٹ کیے جانے پر اپنے آقائے نامدار۔ سرکار ابد قرار جناب مہاراج ادہراج سرادہو راؤ صاحب سیندہیا عالی جاہ بہادر جی۔سی۔ایس آئی۔ بالقابہ کو مبارک باد دیتا اور تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ حضور ممدوح نے اس بے نظیر کتاب کو قدر کی نگاہ سے ملاحظہ فرمایا۔ ساتھ ہی اسکے میں جناب نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ جی۔سی۔ایس۔آئی۔ بالقابہا کا شکریہ ادا کرتا ہوں جن کی نمک خواری کا شرف ایک سشن جج کی حیثیت سے مجھکو کئی برس تک حاصل رہا ہے۔ اور جن کی فیاضیوں اور قدردانیوں نے مولوی عبدالمتین صاحب متین پنشنر ریاست بھوپال کو اس درجہ مستغنی کر رکھا ہے کہ حضور مہاراجہ صاحب بہادر کے عطیہ کو بھی انہوں نے اس وقت تک نہیں لیا جب تک ہر ہائینس فرمانروائے ریاست بھوپال بالقابہا نے انکو خاص طور پر اجازت عطا نفرمائی۔ فی الواقع یہ دونو رئیس ہندوستان میں۔ علوم و فنون کے سچے قدردان ہیں۔ اور میں دعا کرتا ہوں کہ ان دونو درباروں کی حوصلہ افزائی اور قدردانیوں سے مصنف صاحب ممدوح کو سائنس کے اس سلسلہ کی دوسری کتابیں تصنیف کرنے کا موقع ملے جن کی ملک و قوم کو بیحد ضرورت ہے۔

محمد سلیمان

لشکر۔ ۱۰ ستمبر ۱۹۱۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

نظم و نثر یہ دو چیزیں ایسی ہیں جن کے ذریعہ سے ہر قسم کے خیالات ظاہر اور محفوظ کئے جاتے ہیں مگر نثر کی قوت خداوند تعالیٰ نے عام طور پر سب کو عطا فرمائی ہے۔ ایک وحشی سے وحشی اور جاہل سے جاہل آدمی بھی جو چیز زبان سے نکالتا ہے وہ نثر میں ہوتا ہے برخلاف اس کے نظم کی دولت خداوند تعالےٰ نے انہیں لوگوں کو عطا فرمائی ہے جو اس کے اہل تھے یہی وجہ ہے کہ ہر ملک ہر قوم اور ہر زبان میں شاعروں کا پایہ بڑے بڑے حکما اور فلاسفروں سے زیادہ نہیں تو ان کے برابر ضرور سمجھا گیا ہے اور یہ بات کسی دلیل کی محتاج نہیں ہے کہ شاعری سے بڑھ کر کوئی چیز انسان کے خیالات و جذبات پر اثر ڈالنے والی نہیں ہوسکتی ایک معمولی شعر بھی بعض اوقات ایسا حیرت ناک کام دے جاتا ہے جو نثر کی بڑی سی بڑی کتاب سے بھی کسی طرح ممکن نہیں ہوسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ خوشی کے ترانے، رزمیہ نظمیں، عزاداری کے مرثیے، مسرت، شجاعت اور رنج و غم کے جذبات کو حد سے زیادہ بڑھا کر سامعین کے دلوں کو خوشی، رنج اور بہادری سے بھر دیتے ہیں اور اسی بنا پر علم اخلاق کی زیادہ تر تعلیم نظم کے ذریعہ سے دی جاتی ہے تاکہ اس کی قدرتی دل آویزی ان سب مطالب کو پوری طرح ذہن نشین

کر دی۔ شاعری کیا چیز ہے؟ اس کا اصلی موضوع کیا ہے؟ جذبات کو اُبھارنے، کمزور سے کمزور دل کو قوی کرنے۔ برق صفت تیزی کے ساتھ دماغ سے دل میں اُترنے اور پوری طرح محفوظ رہنے کا کس قدر حیرت ناک اعجاز خداوند تعالےٰ نے اِس کو دیا ہے۔ ان سب باتوں کے متعلق اس قدر کثرت سے اُردو اور دُنیا کی تمام زبانوں میں مضامین لکھے گئے ہیں کہ اُن کے اظہار کے لئے ایک جداگانہ بسیط کتاب لکھنے کی ضرورت ہے اور محفوظ رہنے کی قوت جو خداوند تعالےٰ نے اس کو دی ہے وہ نثر میں سوائے قرآن شریف کے (جو اُس کا ایک خاص اعجاز ہے) اور کسی کتاب کو حاصل نہ ہو سکی۔ بر خلاف اس کے جاہل سے جاہل آدمی کی زبان پر بھی صدہا اشعار چڑھے ہوئے ہیں اور وہ اُن کو موقع و محل سے حسب ضرورت استعمال کرتا رہتا ہے۔

شاعری کا یہ اعجاز ایسا نہ تھا جس سے علمی دُنیا میں کوئی کام نہ لیا جاتا۔ ہر زمانہ اور ہر ملک میں اس کی طرف پوری توجہ کی گئی اور یہ دیکھکر کہ ایک خاص وزن کی وجہ سے کلام منظوم بہت جلد محفوظ ہو جاتا ہے۔

بے شمار کتابیں ہر ملک و زبان میں مختلف علوم کی نظم کی گئیں مگر سائینس جس کے حیرت انگیز انکشافات سے فونوگراف۔ بے تار کی خبر رسانی۔ ہوائی جہاز۔ تہ آب چلنے والی کشتی۔ اور ہزاروں لاکھوں نئی نئی کلیں ایجاد ہوئیں اور بقول لارڈ مکالے

"سائینس نے ہماری زندگی بڑھا دی۔ بیماری اور تکلیف کو گھٹا دیا۔ زمین کی پیداوار کو زیادہ کیا۔ بحری خطروں سے نجات اور آنکھ کی دوربینی کو وسعت دی

بجلی کو مطیع و منقاد کر دیا۔ آفتاب جس سے تمام عالم کا نظام قایم ہے اُس تک سے روٹیاں پکوالیں"

سخت افسوس کے ساتھ دیکھا جاتا ہے کہ اُس کو آج تک کسی زبان میں کسی شخص نے نظم نہیں کیا۔ اور فی الحقیقت دشوار اور سخت دشوار ہونے کے علاوہ یہ مضمون ایسا غیر دلچسپ ہے کہ کسی کی ہمت اس کو نظم اور دل چسپ کرنے کے لئے نہیں پڑی۔ اور یہ پہلی کتاب ہے جس کو میرے محترم اور فاضل مخدوم مولوی عبدالمتین صاحب متین نے تصنیف کرکے ملک و قوم پر کبھی نہ بھولنے والا احسان کیا ہے۔ اور جس فصاحت۔ سلاست اور دل چسپ طریقے سے ایسے روکھے سوکھے مضامین نظم کئے ہیں وہ سخت حیرت انگیز اور تعجب خیز ہیں۔ اور یہ سب اُس قدر افزائی اور علمی سرپرستی کا نتیجہ ہے جو ہماری حضور سرکار عالیہ فرمانروائے ریاست بھوپال دام اقبالہا کی ذات ستودہ صفات کے لئے مخصوص ہے۔ اور کوئی شک نہیں کہ حضور عالیہ بالقابہا کی بیدار مغزی۔ الوالعزمی۔ اور مصنفین و مؤلفین کی قدر افزائی نے دور عباسیہ کو زندہ کر دیا ہے اور وہ خود مختلف علوم و فنون کی کتابیں تصنیف و تالیف فرما رہی ہیں اس لئے جہاں ملک کو فاضل مصنف کا شکر گذار ہونا چاہیے وہاں ہر ہائینس حضور سرکار عالیہ دام اقبالہا اور ہز ہائینس عالی جاہ حضور مہاراجہ صاحب بہادر بالقابہ فرمانروائے ریاست گوالیار کا سچے دل سے منت پذیر ہونا چاہیے جنھوں نے اپنے ولی عہد ریاست کی آیندہ تعلیم کے لئے اس کو منتخب فرما کر اپنے نام نامی سے معنون کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

اگر سر رشتہ تعلیم نے توجہ فرمائی تو فاضل مصنف کی ذات سے اُمید ہے
کہ وہ اسی طرح اس کے آیندہ حصص تصنیف فرما کر سائینس کے بیش بہا مضامین
کو نہایت عام اور عام پسند کرکے ملک و قوم پر مزید احسان کریں گے۔

۱۶ دسمبر ۱۹۱۶ء

سید محمد یوسف قیصر

فہرست مضامین سائنس و فلسفہ

مضمون		نمبر صفحہ
	سائنس کی پہلی کتاب	
	پہلا باب	
باٹنی یعنی علم نباتات	موجودات عالم کی تقسیم اور پودوں کی مختصر مارفالوجی اور ہسٹالوجی --	۲
	طیور کی نغمہ سرائی اور پودوں کی مختصر مارفالوجی --	۴
	نباتات کا پہلا طبقہ یعنی اُن درختوں کی تفصیل جن کے بیج میں دو دالیں ہوتی ہیں۔	۵
	بادام کے درخت کی فریاد اور بیج وغیرہ کی مزید تشریحات۔	۹
	سنترہ و صندل	۱۱
	نباتات کا دوسرا طبقہ اور اُن پودوں کی تفصیل جن کے بیج میں ایک دال ہوتی ہے	۱۲
	سبزۂ نو دمیدہ کی بلند آہنگی	۱۳
	گلاب کا پھول۔	۱۶
	نباتات کا تیسرا طبقہ یعنی بے پھول اور بے دال کے پودے۔	۱۸
دوسرا باب علم حیوانات حیوانات کا پہلا طبقہ یعنی ریڑھ کی ہڈی والے جانوروں کی پہلی قسم۔	دودھ پلانیوالے جانور۔	۱۹
	چمگادڑ کا دلچسپ قصہ۔	۲۷
	ریڑھ کی ہڈی کے جانوروں کی دوسری قسم یعنی پرندے	۲۹
	ریڑھ کی ہڈی کے جانوروں کی تیسری قسم یعنی حشرات	۳۱
	ریڑھ کی ہڈی کے جانوروں کی چوتھی قسم یعنی متنفس الاہواء والماء۔	۳۲
	ریڑھ کی ہڈی کے جانوروں کی پانچویں قسم یعنی مچھلیاں	۳۳
	موتی کا کیڑا	۳۳
حیوانات کا دوسرا طبقہ	لجلجے جانور	۳۷
حیوانات کا تیسرا طبقہ	حلقیہ	۳۷
	ریشم اور ٹسر کا کیڑا۔	۳۹

	مضمون	صفحہ
حیوانات کا چوتھا طبقہ	وہ جانور جو بدن میں جاکر بیماری کا باعث ہوتے ہیں	۴۳
	مکڑی	۴۴
حیوانات کا پانچواں طبقہ	وہ جانور جن کی جلد پر کانٹے ہوتے ہیں۔	۴۵
حیوانات کا چھٹا طبقہ	جوفیہ -	۴۶
	لاکھ کے کیڑے اور اُن کے گھر۔	۴۷
حیوانات کا ساتواں طبقہ	وہ جانور جن کے اعضا وجوارح نہیں ہوتے	۵۰
	پتھر کا کیڑا	۵۲
تیسرا باب جمادات	جمادات	۵۳
	زمین کا دوسرا بیان	۵۵
	چاندی	۵۶
	سونا	۵۷
	تانبا	۵۹
	لوہا	۶۰
	پارہ نکل	۶۰-۶۱

سائنس کی دوسری کتاب

طبیعیات - ہیئت - علم حیات اور علم افعال اعضا کی ابتدائی مسائل

	مضمون	صفحہ
پہلا باب فزیکل سائنس یعنی علم طبیعیات	رنگ	۶۴
	حرارت روشنی اور قوس قزح۔	۶۷
	آواز	۶۹
	ڈوبنے اور تیرنے کا راز۔	۷۰
	جوہر فرد اور مادہ۔	۷۱
	مادے کی تین حالتیں	۷۴
	سورج کا دوسرا بیان یعنی طاقت	۷۵
	سکون وحرکت۔	۷۷
	کشش اور اسکی قسمیں۔	۸۰
	روشنی پر ایک دلچسپ غزل۔	۸۱
	کشش زمین اور بارش	۸۵
	قوت برقی ومقناطیسی	۸۸
	بجلی اور برقی رَو	۸۹
	آگ	۹۱
	پانی	۹۲
	ہوا کیا چیز ہے	۹۳
	ہوا اور آواز پر ایک غزل۔	۹۵
	مدوجزر وکشش ثقل	۱۰۲
	پھاوٹ اور اولے	۱۰۵
	انعامی مضمون	۱۰۵
	بادل کا ترانہ	۱۰۸
دوسرا باب اسٹرانومی یعنی علم ہیئت	چاند پر ایک دلچسپ غزل	۱۰۹

باب	مضمون	نمبر صفحہ
	نظام شمسی	۱۱۱
	آفتاب پر ایک غزل	۱۱۴
	چاند گہن اور سورج گہن	۱۱۶
	سورج کا تیسرا بیان	۱۱۷
	سورج کا چوتھا بیان	۱۱۸
	دُمدار ستارے	۱۲۰
	شہاب ثاقب	۱۲۲
	ثوابت	۱۲۳
	ثوابت کا دوسرا سبق	۱۲۴
	زمین کی شکل	۱۲۵
	مجھکو پہچانو اور میری قدر کرو یعنی وقت کا ترانہ۔	۱۲۷
تیسرا باب بیالوجی اور فزیالوجی یعنی علم حیات و علم افعال اعضا۔	علم الحیات کا پہلا سبق	۱۳۰
	بیالوجی کا دوسرا سبق	۱۳۱
	علم الحیات سے دیگر علوم کا تعلق	۱۳۱
	زندگی کی اصلی ضروریات	۱۳۲
	تندرستی کا راز	۱۳۴
	فزی آلوجی کا ایک مختصر سبق خون کے متعلق	۱۳۵
	نظام اعصاب	۱۳۶
	جگر کے افعال	۱۳۷
	قوت سامعہ	۱۳۸
	قوت شامہ	۱۳۹

مضمون	نمبر صفحہ
قوت باصرہ	۱۴۰
قوت ذائقہ وقوت لامسہ	۱۴۳
آنکھ کی تپلی کا کرشمہ	۱۴۴
موت کی بہن اور زندگی کی بیٹی۔	۱۴۶
ایک قصیدہ کی تشبیب اور علم الحیات کا آخری سبق۔	۱۴۸

سائنس کی تیسری کتاب

فلسفہ والہیات کے ابتدائی مسائل

مضمون	نمبر صفحہ
سائنس اور فلسفہ کی تعریفات	۱۵۲
سائنس کی کلیات مسلمہ	۱۵۳
فلسفہ کا اصلی مقصود	۱۵۴
ذی شعور و بے شعور	۱۵۵
فلسفہ نفس	۱۵۷
طاقت۔ حوادث وشئیت۔ جہد البقا۔ فلسفہ ہستی۔	۱۵۸

	مضمون	نمبر صفحہ
فلسفہ الہیات	اسرار قدرت اور فلسفہ کا عجز۔	۱۵۹
	ایک فلاسفر کے خط کا ضروری اقتباس۔	۱۶۱
	شری بھگوت گیتا یعنی ہندوؤں کی کتاب الہیات کا ضروری اقتباس۔	۱۶۲
	عالم کے حدوث وقدم پر ایک سرسری نظر	۱۶۵
	برق لم یزل	۱۶۸
	تقسیم موجودات	۱۶۹
	ممکن کی قسمیں۔ کیا ممکن واجب ہوسکتا ہے	۱۷۰
	وجود کی اقسام۔	
	مندرجہ بالا مضمون کی توضیح۔	۱۷۱
	معدوم کا اعادہ محال ہے	
	دوسری دلیل متقدم متاخر۔	
	قدیم وحادث اور انکی اقسام۔	۱۷۲
	علت ومعلول وحی کا فلسفہ۔	۱۷۳
	ارواح مجردہ۔	۱۷۴
	سزائے اعمال۔ علم الارواح	۱۷۵
	علم الارواح۔ معاد	۱۷۸
	حشر روحانی ہوگا یا جسمانی۔	۱۷۹
	اثبات واجب الوجود	۱۸۲

گزارش مصنف

سائینس پر قلم اٹھانا - اور اُس کو بچّوں کی سمجھ کے قابل نظم کرنا بہت بڑے فلسفی شاعر کا کام تھا - مگر حضور سرکار عالیہ بالقابہا فرمانروائے ریاست بھوپال کی توجہ اور قدردانی - نیز حضور مہاراجہ صاحب بہادر گوالیار کی ہمت افزائی دیکھ کر جو کچھ رطب یابس ممکن ہوا وہ ملک و قوم کی خدمت میں پیش کرنے کا ارادہ تھا مگر اکثر احباب کی رائے ہوئی کہ سائینس کے دقیق مضامین اور فلسفہ والہیات وغیرہ کے پیچیدہ مسائل بالکل نکال لئے جائیں - اور اس کتاب میں صرف ابتدائی اور محض معمولی مسائل اور تعریفات پر ہی اکتفا کی جائے - اس لئے کہ یہ مضامین عام لوگوں کے لئے غیر مانوس اور بچّوں کے لیے بعید الفہم ہیں - البتہ اس کے پڑھنے کے بعد بتدریج اُن مضامین کا سمجھنا بچّوں کے لئے آسان ہوگا اور ملک کی قدردانی سے آیندہ جو حصّے لکھے جائیں گے اُن میں ان مضامین کا شامل کیا جانا غیر مناسب نہ ہوگا -

مجبوراً وہ مضامین نکال کر رکھ لئے ہیں - اگر سررشتۂ تعلیم نے توجہ فرمائی تو میں اس کے آیندہ حصّے بہ ترتیب مضامین لکھ سکونگا - ناظرین کرام سے اسقدر عرض کرنا بھی ضروری ہے کہ براہ کرم اپنی قیمتی اور آزادانہ رائے سے خاکسار مصنف کو بھوپال محلہ جہانگیر آباد کے پتہ سے ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت یا آیندہ حصص میں معزز ناظرین کے مشورہ سے کام لیا جائے -

عبدالمتین متین

اعتذار

مکرمی مولوی عبدالمتین صاحب متین مصنف "سائینس و فلسفہ" کی خوش اخلاقی اور نیک مزاجی ایسی نہ تھی کہ "عزیزی پریس" آپ کا کوئی ضروری کام جلد سے جلد تیار کر دینے کے لئے مستعد نہ ہو جاتا۔ کتاب ہٰذا کی چھپائی اور پانچ سو جلدوں کی تیاری میں صرف تیرہ دن کا مختصر عرصہ لگا ہے ناظرین کرام اندازہ فرما سکتے ہیں کہ اسقدر ضخیم کتاب اتنی تھوڑی مدت میں تیار کر دینے کے لئے کارکنانِ پریس کو شبانہ روز کیسی جدوجہد کرنی پڑی ہوگی۔

فی الحقیقت کسی کتاب میں غلطنامہ کا لگایا جانا نہایت معیوب بات سمجھی جاتی ہے۔ لیکن اسقدر عجلت کیساتھ کتاب مکمل چھاپ کر دیدینے کے مقابلہ میں جو غلطیاں کتابت میں سہواً رہگئی ہیں وہ کچھ زیادہ قابل الزام نہ سمجھی جائیں گی۔ ہمیں مصنف صاحب ممدوح نیز کتاب ہٰذا کے معزز ناظرین سے توقع ہے کہ وہ اس اعتذار کو قبول فرمائیں گے۔

عبدالرؤف خاں (منیجر) عزیزی پریس آگرہ

صحت نامہ

کتاب ملاحظہ فرمانے سے پہلے غلطیوں کی تصحیح فرما لیجیے تاکہ مطالعہ میں آسانی ہو

پہلی کتاب

صفحہ نمبر	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۲	کی	کی
۵	۱۳	وہ بے داں کھے جاتے	رکھے جاتے ہیں
〃	۱۵	یہی	بھی
۶	۱۸	پہلی	پھلی
۷	۶	اسمیں	اوسی میں
〃	۱۳	بچھوئے	بچھوے
۹	۴	اسکے	ان کے
〃	۸	جین	جنین
〃	۱۶	لے لے کے چوستا ہے	وہ چوستا سدا ہے
۱۰	۲	سورج کی بھی الخ	اور پتیاں بھی اسکی کرنوں سے کھیلتی ہیں
۱۳	۳	کی	کے
۱۷	۶	سپلیوں	سیپلوں
〃	۱۲	زرغنا	زرخرا
۲۱	۱۱	اڈنگ	اوڈنگ
۲۲	۲	وہ	یوں
۲۳	۸	تلوئے	تلونے
۲۳	۹	یہ دریائی	وہ ہیں اس قسم ثالث میں یہ دریائی جو بچھڑے ہیں۔
۲۴	۷	چلنے ہیں	چلتے ہیں۔
〃	۴	اوسکی	اُس کے
۲۵	۱	خرگوش سے بیحد مشابہ ہیں	خرگوش کے مانند اعضا ہیں۔
〃	۳	نویں نمبر میں الخ	نویں نمبر میں ہیں سُم رکھنے والے جانور جو ہیں۔
〃	۴	انگوٹھے بھی الخ	انگوٹھے بھی کسی کے چار ہیں یا تین یا دو ہیں۔
۲۶	۴	بچچھی	چیچپی
۲۸	۱۵	بیٹا	بلیا
۲۹	۱	ہنیں	انہیں
۳۵	۱۵	مستغفر	مستقر
۳۶	۵	ایسی	ایسے
۳۹	۱۴	جسم ہیں	جسم میں

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۰	۱۸	دیکھے	دیکھیے
۴۱	۱	ور	اور
۴۲	۱۰	ائے	اے
۴۳	۳	کیچوئے	کیچوسے
۴۵	۸	تھا	تھے
۶۰	۲	اوسکو	پھلے
"	۱۱	حالات	آلات

دوسری کتاب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۶	۱۵	خاصا	خاصا ہے
۶۹	۱	رنگ اندر	رنگ ہے اندر
۷۰	۱۲	دیکھئی نہ	دیکھئی نا ؟
۷۲	۲	قوت ورفع	قوت دفع
۷۴	۹	اسکی جسم	اُسکے جسم
۸۶	۶	کشش آپس	کشش کچھ آپس
۸۸	۱۱	کیا جادو	کیسا یہ جادو
"	"	خو ہے یہ	خو ہے
"	۱۵	جو ہیں دونو	جو ہیں اُن دونو
۹۱	۸	کیجئے	کیجیے
۹۳	۹	ہو جاتا ہے	تو ہوتا ہے
۹۵	۹	ضیار	ضیا
"	۱۳	ہی ڈاک گاڑی سے بھی یہ تیز دس تھا آواز	دس حصے میل سے ہی تیز اور رسا آواز

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۷	۱۰	ستارکے ذرا تارو کو آپ چھولیں اگر	اگر ستار کے تاروں کو آپ چھولیں گے
۱۰۳	۹	زمیں	زمین
۱۰۴	۱۳	مگر	مد
"	۱۸	فینٹ	فٹ
۱۰۵	۱	ڈر ۷ مرتبہ	ڈر ۸ مرتبہ
"	"	تڑ ۷ مرتبہ	تڑ ۸ مرتبہ
۱۱۱	۲	ہئت	ہیئت
"	۷	ہئت	ہیئت
۱۱۲	۳	ہئت	ہیئت
۱۱۴	۹	کرم	گرم
۱۱۵	۱	ائے	اے
۱۲۱	۷	سباروں	سیاروں
۱۲۶	۱۹	چاہتےٴ	چاہتے
۱۲۸	۴	راث اور دن پر	بحر اور بر پر
"	۱۲	مری	میری
۱۳۲	۴	ٹبیعیات	طبعیات
۱۴۷	۱۴	مبرے	میرے
"	۱۶	اب کہنا	اب نہ کہنا
۱۵۲	۶	طاقت نوعیت	طاقت و نوعیت
۱۵۴	۱۷	ابو آلا با	ابو الآبا
۱۵۵	۱	خسارتیں	جسارتیں
۱۵۷	۹	سعی - لازم	سعی لازم
۱۷۱	۲	وجود نہ ہو	احساس نہ ہو
۱۷۳	۱۴	لغیر	تغیر
۱۷۷	۶	ہوئی ہے	ہے کوئی
۱۸۰	۲	آزجی	ازجی
"	۱۵	۲زجی	ازجی

سائنس کی پہلی کتاب

نباتات ۔ حیوانات اور جمادات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلا باب

باٹنی یعنی علم نباتات

(۱) موجوداتِ عالم کی تقسیم

جمادی۔ اور نباتی۔ اور حیوانی ہیں کل اشیا ۔۔ بھرا ہے جنسے پوری طرح پر یہ پردۂ دنیا
ہیں اعضادار اشیا کل نباتی اور حیوانی ۔۔ اور ان اشیا کا ہے جو علم وہ ہے بائی آلوجی
ہیں حیوانات پہلی شاخ میں۔ پودے ہیں ثانی میں ۔۔ نہیں ہے عضو لیکن کوئی بھی نوعِ جمادی میں

(۲) پودوں کی مارفالوجی اور ہسٹالوجی

تنہ۔ جڑ۔ شاخ۔ اور جتنے بھی ان شاخوں پہ پتے ہیں ۔۔ یہ اعضا سب کے سب دراصل انکی پرورش کے ہیں
گل و تخم و ثمر ان کی پیدائش ہے پھر یعنی، ۔۔ جدید اعضائے پیدائش جنھیں کہتے ہیں گل گیتی
تنہ جاتا ہے اوپر اور جڑ نیچے کو جاتی ہے ۔۔ ہوا سے جڑ کوئی بچتی۔ ہوا کو کوئی کھاتی ہے
زمیں۔ پانی۔ ہوا میں رہتی ہیں انکی جڑیں قایم ۔۔ عجب قدرت ہے اسکی رائے کیا اپنی کریں قایم
تنہ۔ جڑ۔ شاخ۔ پتے ہوتے ہیں جن پودوں کے یکساں ۔۔ وہ اعضا اپنی پیدایش کے رکھتے ہیں بہت پنہاں

(٣) پودوں کی جنرل فزی آلوجی

زمیں۔پانی۔ہوا جس چیز پر جڑ جسکی ہوتی ہے
کبھی تو گیس کی صورت کبھی پانی کی صورت میں
زمیں سے چوستی ہے جڑ نمک اور معدنی اشیا
درختوں پر جو اُگتے ہیں غذا پاتے ہیں وہ اُن سے
ہوا اور پانی کے محتاج جیسے ہم ہیں وہ بھی ہیں
مرکب بھی انہیں چیزوں سے پودے ہوتی رہتی ہیں

غذا اُسکی وہیں پر دیکھو اُسکو روزی ہوتی ہے
خدا پہنچاتا ہے وہ روزی جو ہے جسکی قسمت میں
اسی صورت سے پانی۔اور ہوا کے بھی بہت اجزا
غذا کو کرتے ہیں تیار پھر اُنکے تنے۔پتے
جمادی اور حیوانی غذائیں اُنکو ملتی ہیں،
جمادی آٹھ ہیں۔اور باقی ہے حیوانی حصّے میں

(٤) پودوں کی زندگی اور اُن کا عمل تجذیب و تبخیر

جڑوں کے تازہ ریشے جذب کرتے رہتے ہیں پانی
جو اُسکا مادہ پتلا ہے اُڑ جاتا ہے گرمی سے
مثالاً اسطرح سمجھو کہ جو یہ گانٹھ گو بھی ہے
تنفس اُنکا تاریکی میں ہوتا ہے عیاں اکثر
ہوا میں کم اگرچہ کاربانک ایسڈ ہوتی ہے
اُسے تحلیل کرکے کاربن لے لیتے ہیں پودے
اُجالا اپنی گرمی سے اُسے تحلیل کرتا ہے
اور اُنسے ہوتی ہے اسطرح خارج اکسیجن جو
وہ جاتی پھیپھڑے میں۔کاربانک ایسڈ آتی ہے
نباتات اور ہم دونو معین اک دوسرے کے ہیں
جمادات اُنکی حیوانات کی ہے وہ غذا دیکھو

شعاع مہر سے کرتے ہیں پتے تحت و پر اُنکی
رطوبت جڑ سے پھر چڑھتی ہے جیسے تیل بتی سے
نکلکر روز اُنمیں اور ونس اُس سے اُڑتا پانی ہے
ہوا تبخیر سے پودوں کی ہو جاتی ہے سرد و تر
مگر وہ پرورش کرنیکو کل پودونکے کافی ہے
اور اُسکی آکسیجن ہمکو سب دیدیتے ہیں پودے
نہیں اُگتا اسی باعث سے تاریکی میں پودا ہے
مدد پہنچاتی رہتی ہے ہماری زندگانی کو
ہمارا پھیپھڑا کیا؟ دھونکنی گویا انہیں کی ہے
وہ ہم سے نفع پاتے ہیں۔ہم اُنسے نفع پاتے ہیں
غذا تینوں ہماری۔اُنکی ہم۔شان خدا دیکھو

طیور کی نغمہ سرائی اور پودون کی مختصر مارفالوجی

شام کو روزمرّہ کہتے ہیں
ایک چھوٹے سے بیج کو تونے
پائے گرمی کو چوستا ہے نمی
پھٹ کے چھلکا نکلتا ہے ریشہ
نیچے جڑ جاتی ہے۔ تنہ اوپر
جڑ کے جو پتلے پتلے ریشے ہیں
ہیں جو ریشوں میں چھوٹی چھوٹی چھید
چوستی رہتی ہے نمی کو جڑ
جذب و تبخیر کے عمل سے پھر
روشنی اور ہوا سے بن کے غذا
کھال کیطرح ہے درخت کی چھال
ہیں مسامات کھال میں ایسے
چھال میں لکڑی۔ لکڑ میں رس ہے
رس ہے چھال اور لکڑی کے اندر
عمر کی دیتا ہے خبر سب کو
پتے انکے ہیں پھیپڑے کیطرح
ہیں مسامات پتوں میں بھی بہت

اس طرح طائران خوش الحان
کر دیا اے خدا عظیم الشان
پھول کر پھر نکالتا ہے زبان
اور دکھاتا ہے وہ خدا کی شان
کیا سبب؟ کون کر سکے یہ بیان
توڑ دیتی ہیں بعض وقت چٹان
وہ اگر حلق ہیں تو یہ ہیں زبان
پتے کرتے ہیں کھانیکا سامان
وہ غذا ان کے ڈالتی ہے جان
کرتی ہے جڑ کی سمت پھر رحجان
گرمی سردی سے دیتی ہے جو امان
جلد میں جیسے رکھتے ہیں حیوان
رس کا ہے خون کیطرح دوران
ہوکے ہر سال مثل حلقہ نشان
ہے وہی اسکے عمر کی پہچان
زندگی کا انہیں سے ہے سامان
اے خدا تیری شان کی قربان

ہم بسیرا درخت پر لیکر
پاتے ہیں ہر طرح کا اطمینان

رات کو رہتے ہیں یہیں آکر
ہے ہمارا تو یہ درخت مکان

پتہ۔ پھیلاؤ ہے تنہ کا جو
تین حصّوں کا دیتا ہے وہ نشان

ایک۔ یا دو ہیں بعض میں حصّے
ہے عجب شان خالقِ دوجہان

پھول کے چار ہیں جو یہ اعضا
دو ہیں نر اور مادہ کی پہچان

بعض میں پھل ہیں بعض میں ہیں بیج
دونوں کا بعض میں نہیں ہے نشان

پھل میں چھلکا۔ غلاف تخم۔ گری
اور بڑھاتی گری ہے ذوقِ زبان

نباتات کا پہلا طبقہ

عام حالات اور اُن درختوں کا بیان جنکے بیج میں دو دالیں ہوتی ہیں

نباتات کی یوں تو گنتی نہیں ہے
مگر ہوتے ہیں اُنکے بھی تین طبقے

جو ہے اُنکے بیجوں کی اصلی بناوٹ
اُسی پر وہ ہوتے ہیں تقسیم پورے

شمار اُنکا ہے پہلے طبقہ کے اندر
جو رکھتے ہیں بیج اپنے دو دال والے

وُہ دو دال کہے جاتے ہیں دوسرے طبقہ میں وُہ
جو برعکس اسکے ہیں اک دال والے

وہ بے دال کہ تیسرے طبقے میں ہیں
نہیں جنمیں پھول اور پھل کچھ بھی ہوتے

ہیں دو دال والوں کی بھی چار نوعیں
اور اُنمیں بھی ہیں ایک کے پھول ایسے

فقط ہے غلاف اُسکے گل کا پیالہ
مگر تین میں تاج ہیں اور پیالے

ہیں اُنمیں سے چھ نوع اوّل کی قسمیں
اور اُن چھ میں ہے ستّیاناسی پہلے

غلافی ہیں جو پتّیاں اُس کے اندر
جُدا گانہ ہیں سب وہ اک دوسرے سے

اسی طرح ہے اُسکی ہر پنکھڑی بھی
جُدا گانہ اِن پتیوں کی طرح سے

ہے خشخاشیہ دوسری قسم اس کی
اور اُسمیں بھی ہیں پھول بھی پوستہ کے

پیالہ میں پھولوں کے دو پتیاں ہیں
گرا دیتا ہے جنکو خود پھول کھل کے

جو ہے تاج گل اُسکا۔ ہیں اُسکے اندر
فقط چار اوراق گل چھوٹے چھوٹے

کرم کلّا ہے تیسری قسم اس کی
اور اُسکے سوا مولی۔ رائی کے پودے

غلافی ہیں کل پتیاں چار اس کی
اسیطرح اوراق گل بھی ہیں اتنے

سلائیاں چھ۔ چار لمبی۔ دو چھوٹی
نہیں پیالہ گل بھی کچھ اسمیں ہوتے

ہے اک کوٹھری بیج کی جو ہمیشہ
کھلا کرتی ہے دھاریوں کی طرف سے

قرنفلیہ ہے دیکھئے قسم چوتھی
بہت اچھی بُو دیتے ہیں جسکے پتّے

غلافی و اوراق گل دیکھئے نا
نظر آتے ہیں پانچ پانچ اسمیں پورے

ہے خبازیہ پانچویں قسم اس کی
اور اسکے بھی ہیں پھول ویسے ہی ہوتے

مگر ایک تاگوں کا ہوتا ہے بنڈل
کپاس اور خطمی کے ہیں پھول جیسے

چھٹی قسم صابونیہ یعنے ریٹھا
پہنتے ہیں کپڑوں کو بھی جس سے دھو کے

ہیں دو قسمیں پھر نوع ثانی کے اندر
اور انمیں بھی ہیں دو دو قسموں کے پودے

جو ہے قسم اول ہیں اس کے بھی اندر
پھلی والے اور دردیہ طبقہ والے

پھلی والے جس طرح مونگ اور مٹر ہیں
جنہیں جانتے ہو تم اچھی طرح سے

جو ہے درویہ خاندان اس کے اندر
ہیں اس قسم کے پودے بادام جیسے

ہیں پھر صنف ثانی کی بھی دو یہ قسمیں
اسی طرح ہیں تیسری نوع میں بھی
ہیں پھر صنف ثانی کی بھی تین قسمیں
گل لولو ۔ بابونہ ۔ ہے قسم اوّل
جو ہاتھی چنگھاڑ اور ہے بہٹ کٹائی
جو ہے تیسری قسم ہے اس میں کا ہو
ربیعیّہ بھی ایک ہے قسم اسکی
اسی طرح بلباں کے بھی خاندان میں
نباتِ صدف کا الگ خاندان ہے
اسی طرح پھر ہے الگ قسم اس کی
خنازیریہ کا بھی ہے ایک کنبہ
دس اقسام نوع چہارم کی بھی ہیں
ہیں ان دس میں باکسٹری اور کروٹن
بوقیصا جو ہے ناق کے خاندان میں
ہے پھر خاندان سن کا ۔ شہتوت کا پھر
ہے پھر آلدر ۔ اور پھر بید مجنوں
بتائیں گے تفصیل ہر ایک کی پھر
تناور درختوں کا ہے رتبہ اوّل
تنہ ہے تناور درختوں کے اندر

خراسانی اجواین ۔ اور ککڑی کھیرے
مجیٹیہ اور تربز کے مانند پودے
سنو نام تم ان کے پھولوں کا مجھ سے
زہیروں کے ہیں جنکے پھولوں میں ہالے
اسے دوسری قسم میں آپ رکھیے
اسمیں سپتاں بھی ہے یاد رکھیے
مریکانہ سائی کلیمن ہیں جیسے
لونڈریں اور نازبو خوشبو والے
اسیطرح ہیں مرچ کے بھی قبیلے
جو ہیں بھنگ کے اور دھتورے کے پودے
دجیتیال کو جسمیں شامل ہیں کرتے
اور ان سب کے بھی خاندان ہیں بہت سے
اسی طرح سے ہے کھجوٹ اور بچھوئے
اسے نوع ثالث کے اندر ہیں رکھتے
بلوطیہ ۔ اور جوزیہ ۔ لعدان کے
ہیں دسویں میں پھر سرو و شمشاد جیسے
ابھی تو یہ ہیں تذکرے مختصر سے
بناتے ہیں ہم جن سے گھر اپنے اپنے
اور اسمیں ہیں شاخ ۔ اور شاخوں میں پتے

تنہ کو اگر کاٹو نکلے کا گو د ا ،
ہے اک حلقہ ہر سال میں پورا ہوتا
دوامی بھی ہوتے ہیں اشجار اکثر
کسی کی جڑیں ہی فقط ہیں دوامی
ہے یکسالہ کوئی تو دوسالہ کوئی
کسی پتہ میں دیکھو ہوتی ہے ڈنڈی
کوئی خود بخود ہوتا ہے بار آور
شکر خورے ۔ اور تتلیاں ۔ مکھیاں بھی
تو زیرہ جو ہوتا ہے اس پھول میں وہ
اسی طرح سے اُنکے زیروں کو اکثر
تو اُن زیروں سے ہوتے ہیں بار آور
نر و مادہ ان میں کہیں تو جدا ہیں
شمار اُنکا اوسط میں کرتے ہیں ہم سب
نظر آتی ہے جو کہ پانی پہ کائی ،
شجر بعض مکڑی کے مانند اکثر
جمادات بھی ایسے دیکھے گئے ہیں
نباتات میں بھی اسی طرح پر ہیں
چھوئی موئی لجونتی کہتے ہیں جس کو
نہیں آتے بے خوردبیں کے نظر ہی

نظر اُس میں پھر آئیں گے چند حلقے
اور اندازۂ عمر کرتے ہیں اُس سے
اور اُنمیں ہیں ہر سال پھل پھول آتے
مگر اُسکے ڈنٹھل ہیں ہر سال جھڑتے
مثال اُسکی نملات ۔ گھانس ۔ اور گنّے
کسی میں ہیں دندانے ہی صرف ہوتے
کسیکے ہوا لے کے جاتی ہے زیرے
کسی پھول پر بیٹھتی ہیں جب آکے
پھنچتا ہے اُنکے ذریعہ سے جا کے
ہوا چھوڑ جاتی ہے گر ساتھ لا کے
اُنہیں سے ہیں وہ پھیلتے اور بڑھتے
کہیں دونو یہ خاصے ہیں اکھٹّے
یہ ہیں جو جڑی ۔ بوٹیاں ۔ گھانس غلّے
نباتات میں ہے یہی سب سے گھٹ کے
پکڑ لیتے ہیں مکھیاں چپکے چپکے
نباتات سے جو ہیں ہر طرح ملتے
کئی حیرت انگیز اور طرفہ پودے
سمٹ جاتی ہے دیکھو شرما لجا کے
نباتات کچھ غیر مرئی ہیں ایسے

سمجھ ہی میں آتا نہیں راز قدرت — نہ سمجھوں تو سمجھاؤ مَیں کس طرح سے

بادام کے درخت کی فریاد

بیج وغیرہ کی مزید تشریحات

تھا سیب کی طرح سے مضبوط خول اُنکا — اور ایک چھلکا اسکے نیچے تھا ہوا ہوا
قدرت کی تھی یہ خواہش مضبوط انکو رکھے — آسانی سے نہ انکے گودے کو کوئی چکھے
ایسا خیال اُسکو دراصل لازمی تھا — اسواسطے کہ گودا ہے میرا پیارا اچھا
آئندہ ہونیوالے بچے کے سارے اعضا — رکھے ہوئے ہے مخفی پوری طرح سے گودا
اسمیں جنین بھی ہے اور اُسکی ہے غذا بھی — ہے نانو زندگی کی۔ اور اُسکا ناخدا بھی
تاثیر جب زمیں کی ہوتی ہے اس پہ عامل — تو گرمی اور نمی کو کرکے یہ اُس سے حاصل
اُگتا ہے اور اپنی شانِ نمود کہاتا — اور اس سے جلوہ ظاہر ہوتا ہے پھر خدا کا
اک ریشہ سا نکلکر جاتا ہے کچھ تو نیچے — اور کچھ زمیں کے اُوپر جاتا ہے پھر نکل کے
اسکے سرے یہ دونو دکھلاتے ہیں تماشا — اک چاہتا ہے ظلمت تو دوسرا اُجالا
بڑھتا ہے ایک اوپر جاتا ہے ایک اندر — نفرت اسے ہوا سے تھا ہی وہ ہوا پر
کُل حالتیں مخالف ہیں اسکی زیر و بالا — اوپر ہیں اسکے پتے۔ نیچے نہیں ہے پتا
نیچے کی جانب اسکا ہے مرکزی جو محور — ہے فکر روزی اُسکو دیکھو زمیں کے اندر
وہ خاک میں سے اپنی روزی کو ڈھونڈتا ہے — اُسکے رقیق اجزا لے لیکے چوستا ہے
نیچے کا حصہ جڑ ہے۔ اوپر کا کیا؟ تنہ ہے — اور اس تنہ سے اُسکے اعضا کا سلسلہ ہے
اوپر کا حصہ سارے اعضا کا ہے خلاصہ — ہے اسمیں شاخ۔ پتہ پھل۔ پھول اور شگوفہ

باسازوبرگ دیکھو ہوتا ہے وہ نمایاں
کرتا ہے وہ مہیا پھر ہر طرح کا ساماں

آکر ہوائیں اسکے پتوں سے کھیلتی ہیں
سورج کی بھی شعاعیں پڑ پڑکے پھیلتی ہیں

چلتی ہوئی ہوائیں جلتی ہوئی حرارت
کرتے ہیں جذب پتے دیکھو تو اسکی قدرت

سورج کی روشنی کو رکھتے ہیں یہ چھپاکر
دکھلاتی ہے جو جھلکی پھر تازہ رنگ لاکر

جو زاویہ تنہ اور پتوں کے درمیاں ہے
اور چھوٹا سا شگوفہ اسمیں جو یہ عیاں ہے

ہوتا ہے یہ شگوفہ آخر کو شاخ بڑھ کر
اور اسطرح سے ہوتی پھر ٹہنیاں ہیں اکثر

رونق بڑھاتا ہے یہ پھولوں سے بوستاں کی
پھل دیکے یہ ترقی کرتا ہے خانداں کی

اس واسطے مقفل اسکو کیا تھا اُسنے
بیضادی ایک ڈبّا اُسکو دیا تھا اُسنے

قدرت کے ہاتھ میں تھی کنجی اگرچہ اُسکی
صندوقچی وہ لیکن پتھر سے توڑ ڈالی

بچوں کو میرے کچا ظالم چبا رہے ہیں
اور کرکے اُنکے ٹکڑے افسوس کھا رہے ہیں

جھلی جنین پر جو قدرت نے تھی چڑھائی
وہ بھی تو ظالموں سے دیکھو نہ بچنے پائی

پتھر پہ ہائے میرے بچوں کو پیس ڈالا
اللہ آدمی سے ڈالے کبھی نہ پالا

تو ام بھی بعض ان میں تھے دیکھو میرے بچے
افسوس اب ہیں انکو دیکھونگا کسطرح سے

تھی جن سے میری رونق۔ تھی جنسے میری زینت
اُنسے بڑھائیں میری دشمن دماغی طاقت

حلوا بنائیں میرے بچوں کا ہائے قسمت
اور مغز کھائیں میرے بچونکا ہائے قسمت

تیل انکا وہ نکالیں اللہ تیری قدرت
اس طرح چاب ڈالیں اللہ تیری قدرت

سنترہ

سنترہ کا بھی بہت ہی خوب ہوتا ہی درخت
گہری سبزی دیکھئے رکھتی ہیں کیسی پتیاں

پھول اور پھل جلوہ گر ہیں دیکھئے کیا ساتھہ ساتھہ
پھول جب آتے ہیں اسمیں پھل بھی ہوتے ہیں عیاں

ہے پیالی پھول کی ڈنڈی پہ جو چھوٹی سی ایک
وہ بناتی ہے اسکی پانچ چھوٹی پتیاں

پتیوں نے جڑکے اوپر کنگرے سے کردیے
پنکھڑی ہیں پانچ اندر اور انمیں چتیاں

ہے سفید اور دیکھئے کیسی شگفتہ پنکھڑی
چتیاں جو ہیں وہ گویا تیل کی ہیں شیشیاں

پھول سے جو آرہی ہی میٹھی میٹھی تیز بو
وہ انہیں کی ہی جو چھوٹی چھوٹی سی ہیں چتیاں

بیچ میں زیروں کے گچھے اور ان میں ہی غبار
اور اسی سے ہوتی ہیں پیدا یہ سب نارنگیاں

ہی یہ باریک اور غبار آسا ہی ستیل جس کا نام
آگے چلکر تمکو کچھہ سمجھائیں گے رازِ نہاں

اسکا شربت ہی مفرح اور ہی پھل بھی لذیذ
بیج بو کے کرتے ہیں پیوند اسکو باغباں

صندل اور خشخاش کو چھلکو نمیں اسکے پیس کر
کرتے ہیں تیار اکثر غازۂ روئے بتاں

چھلکے کے گودی کا بنتا ہے مُرّبا بھی لذیذ
جس کو کھا کر آدمی ہوتا ہی بیحد شادماں

آئیے اور اپنے ہاتھوں کو بڑھا کر توڑئیے
کچی پکی - اور گدرائی ہوئی نارنگیاں

صندل

کیسا اچھا ہے دیکھنا صندل
دیتا ہے بوئے جانفزا صندل

بو تو بالائی حصہ میں بھی ہے
اصل لیکن ہے سار کا صندل

کھینچتے ہیں جو اس کی جڑ کا عطر   اُن کو دیجاتا ہے مزا صندل
خون کا صاف کرنے والا ہے   اور مسکّن بھی ہے بڑا صندل
دھونی دیجاتی ہے بُرادہ کی   صاف کر دیتا ہے ہوا صندل
تیل سوزاک کے لئے اکسیر   درد سر کے لئے دوا صندل
چین میں جاکے بیل بوٹوں سے   پاتا ہے اور بھی جلا صندل
عرب اور دُور دُور جاتا ہے   اسی ہندوستان کا صندل
چین میں اسکے بنتے ہیں تابوت   ہے یہاں غازہ قبر کا صندل
یہ جزایر سے ہند میں آیا   ہے وہاں اب بھی جابجا صندل
پھول ہوتا ہے زرد پھر اودا   پھولے جس وقت دیکھنا صندل
سیپل اور پنکھڑی کا رنگ ہے ایک   کیسا دلکش ہے واہ وا صندل
کس کی پیشانی چومنے کے لئے   اس طرح سے ہے جبہہ سا صندل
پیتے ہیں اسکے چکنے چکنے سے   اور چکنائی سے بھرا صندل

نباتات کا دوسرا طبقہ

اُن درختوں کے اقسام جنکے بیج میں ایک دال ہوتی ہے

پودے ہیں اک دال والے جسقدر انمیں سے ہی   ثعلب مصری کا بھی نامی گرامی خاندان

بالعموم اُن کی جڑیں اکثر ہوا میں رہتی ہیں
اور وہیں پر وہ غذا پاتی ہیں اپنی بے گماں

اور پیالہ۔ تاجِ گل۔ دونو محیطِ غنچہ ہیں
جن کا پہلا حصہ کرتا ہے نئی شکلیں عیاں

پھول بھی ان کی سبب سے اُسکا ہوتا ہے عجیب
اور اُسمیں زیرہ کی ہوتی ہیں گویا ڈھیریاں

ہوتی ہیں یہ ڈھیریاں پھٹنے سے اسکے منتقل
پھول سے ہے حُسنِ صورت بوئے دل خوش کُن عیاں

بعض کی صورت ہے مینڈک چھپکلی انساں کی طرح
بعض کی ہے شکل ایسی جس طرح ہوں تتلیاں

بعض کے ہیں پھول چڑیا اور مکھی کی طرح
بعض کے ایسے نظر آتے ہیں جیسے مکڑیاں

بعض ایسے ہیں کہ تھن والے ہوں جیسے جانور
صدقے تیری شان کے اے خالقِ کون و مکاں

اور ہے نرگس کا نمبر ثعلب مصری کے بعد
آئیرس ہے قسمِ ثالث۔ پھر ہے لالہ بے گماں

پانچویں میں تاڑ۔ ساگودانہ۔ اور ہے چھالیا
نارجیل اور یہ کھجوریں ہیں جو کثرت سے یہاں

اور چھٹے نمبر میں ہیں جَو۔ باجرا۔ گیہوں۔ جوار
بانس۔ چانول۔ گنّا جنکا پھر کرینگے ہم بیاں

سبزۂ نودمیدہ کی بلند آہنگی

اور

اُس کی زبانِ حال سے پودونکی تشریح

خاک۔ پانی۔ اور ہوا اور آگ کے اجزا ہیں جو
میری ہستی کی بنائے اولیں اُن پر ہی ہے

چاند۔ سورج۔ اور اجرامِ سماوی جتنے ہیں
اُن کی ساری قوتوں پر مبنی میری ہستی ہے

خاص نسبت سے ہر اک شے ملتی ہے آپسمیں جب
اور قدرت بھی تصرف اسمیں اپنا کرتی ہے

قاعدے قدرت کے حصّہ لیتے ہیں ترکیب میں
جب کہیں جا کر مری یہ شکل و صورت بنتی ہے

یہ لکیریں پتوں میں جو ہیں رگیں اور پٹھے ہیں
جو بناوٹ ہے تمہاری جسم کی میری بھی ہے

جڑ سے پتے کے جو چوٹی تک چلی جاتی ہیں نس
جانتے بھی ہو یہ کیا ہے؟ درمیانی پسلی ہے

مجھ کو خود رو تم سمجھ کر روندتے ہو کس لئے؟
کوئی شے بھی خود بخود دُنیا میں پیدا ہوتی ہے

مادّہ میں مختلف عنصر کہیں ملتے ہیں خود؟
مل بھی جائیں تو یہ کیوں اُنکی کمی و بیشی ہے؟

صورتِ نوعی کی ترتیب و تناسب ہی یہ کیوں؟
خود بخود سب کچھ ہو - ناممکن محال عقلی ہے

مادہ سے اور عناصر سے کہیں افضل ہو تم
جانتے بھی ہو کہ کس میں کونسی شے کتنی ہے

ہیں یہاں وہ ساری چیزیں امتحان کر لیجئے
دیکھئے تو کوئی شے بھی آپ سے بن سکتی ہے

روندتے ہو کیوں مجھے؟ پامال کیوں کرتے ہو تم؟
میرے باعث سے بہت خلقت خدا کی پلتی ہے

مجھ سے پلتے ہیں مواشی - مجھ سے پلتے ہیں ہوام
میری ہستی اُسکی ہستی پر گواہی دیتی ہے

گر غذا میری جمادی چیزیں ہیں تو - مجھ کو بھی
وہ مویشی جس کی چارہ پر گذر ہے کہاتی ہے

مجھ سے انکی زندگی - میری جمادی چیزوں سے
اور ہم دونوں سے قایم نوع یہ حیواں کی ہے

کل جمادات - اور نباتات اور حیوانات کی
باہمی امداد سے آسان مشکل ہوتی ہے

ایک کا ہے دوسرا محتاج پوری طرح سے
باہمی امداد سے دنیا کی گاڑی چلتی ہے

عقل ہے سر میں تمہارے تو ہماری جڑ میں ہے
جو ضروری ہے غذا وہ جڑ زمیں سے لیتی ہے

مختلف اشجار اور اُن کی غذائیں مختلف
اور جڑ ہر ایک کی لیتی ہی حاجت جس کی ہے

جڑ زباں کی طرح پانی چوستی ہے مٹی سے
اور اُسمیں چونا - سوڈا - کھار اور سجی بھی ہے

جڑ تنہ کو - اور تنہ پتہ کو دیتا ہے غذا
جو ہوا اور روشنی کی جذب سے پک جاتی ہے

جذب کرتے رہتے ہیں پتے ہوا اور روشنی
پھر غذا اُن کی بدولت بن کے پھل دیجاتی ہے

جاندار ہوتے ہیں پتے توڑتے ہو تم جنہیں
بعض تم کھاتے ہو اور اکثر مویشی چرتی ہے

جان رکھتے ہیں ستاتے جانداروں کو نہیں
جان پودوں کی۔ نہ حیوانوں کی تم سے بچتی ہے

پتہ۔ کونپل۔ پھول۔ غنچہ۔ ڈنٹھل اور چھال اور ثمر
جڑ۔ عرق۔ بتلاؤ کوئی چیز تم سے بچتی ہے؟

دعوئے پھر انسانیت کا ایسی سفّاکی پہ ہے
خود کہو انسانیت ہے یا کہ یہ خونخواری ہے

کونسی شے ہے بتاؤ تو جو پودوں کی طرح
چوستی ہے کاربن اور آکسیجن دیتی ہے

زہر کو خود پیتے ہیں اور دیتے ہیں امرت تمہیں
یہ صفت ایثار کی خود ہی کہو تم میں بھی ہے

انگلیوں اور پنجوں سے جڑ تھامے رہتی ہے زمیں
جو ہوا کے بھی ہلائے سے نہیں ہل سکتی ہے

پیاز۔ گاجر۔ مولی شلجم اور چقندر ہیں جڑیں
اور اسی صورت سے آلو۔ گانٹھ گوبھی۔ اروی ہے

بعض ہوتی ہیں جڑیں طائر کی ٹانگوں کی طرح
اور ریشوں سے وہ جڑ اندر زمیں کے گھستی ہے

یاد رکھو اب کبھی خود رو نہ کہنا مجھ کو تم
رنگ ہے سورج کا یہ جو میرے اوپر سبزی ہے

چاند میرے واسطے سورج ہے میرے واسطے
روشنی نشو و نما کا میری باعث ہوتی ہے

ہے تمہاری طرح میری بھی ہوا سے زندگی
زندگی پانی سے جیسی ہے تمہاری میری ہے

مجھکو جو کھاتے ہیں وہ بے عقل ہیں اور جانور
روندتے بھی وہ ہیں جنکی جنس انسے ملتی ہے

تمکو تو جب تک نہ ڈھونڈو رزق مل سکتا نہیں
میری روزی بے تگ و پو روز مجھکو ملتی ہے

چلنے پھرنے کی نہیں طاقت اگر مجھ میں نہ ہو
میں توکل پیشہ ہوں حاجت مجھے کیا اسکی ہے

میری جڑ مجھکو زمیں سے لاکے دیتی ہے غذا
جس کو پامردی کی روزی کہتے ہیں میری ہی ہے

نرم ریشے جڑ کے جب اندر زمیں کے گھستے ہیں
کہتے ہیں تم سے کہ غالب سختیوں پر نرمی ہے

تم کو میں دیتا ہوں گو اخلاق کا اعلیٰ سبق،
اس پہ بھی یہ پائمالی اور یہ ناقدری ہے

گر نہیں ادراک و حس مجھ میں خدا کا شکر ہے
عقل جتنی ہوتی ہے اتنی مصیبت ہوتی ہے

مجھ کو جو خوابیدہ کہتے ہیں وہ ہیں خوابیدہ خود
میں نہیں وہ، نیند غفلت کی جنہیں آ سکتی ہے

ایک پاؤں سے کھڑا رہتا ہوں اُسکی یاد میں
بندگی کرتا ہوں اُسکی مجھ سے جو ہو سکتی ہے

جانتا ہوں میں کہ میری عمر ہے صرف ایک سال
گور میں ہیں پاؤں یعنی جڑ زمیں میں میری ہے

مختصر سی زندگی پر بھی نہیں جب مجھ کو چین
تم کو راحت کس طرح دُنیا میں پھر ہو سکتی ہے

جیتے جی کیا۔ بعد مرنے کے بھی کام آتا ہوں میں
غور سے دیکھو تو تم سے میری حالت اچھی ہے

گر نہ ہوتے پودے تو جاندار ہو سکتے نہ پھر
مبنی ان پر زندگی انسان اور حیواں کی ہے

دیتے ہیں پودے ہی کپڑے اور غذا تم لوگوں کو
یہ نباتی فیض ہی رونق فزائے گیتی ہے

گلاب کا پھول

تیرے رنگ بیسیوں ہیں تیری قسمیں سیکڑوں ہیں
تیرے رنگ کی طرح سے تری بُو جُدا جُدا ہے

تری ڈالیاں ہری ہیں تری پتّیاں ہیں نازک
ترے غنچے گر ہیں دلکش ترا پھول دلربا ہے

ترا دلفریب جلوہ تری نازکی ستم ہے
تری پاک مسکراہٹ ترا خندہ خوشنما ہے

ہے عرق تیرا مسکّن تیرا عطر ہے مفرّح
تری بو ہے لخلخہ گر۔ تری پنکھڑی دوا ہے

ترے چہرہ کی بشاشت تری دلفریب خوشبو
کوئی آکے مجھ سے پوچھے تو بتاؤں میں کہ کیا ہے
تجھے پوجتے ہیں جو دل وہ یہ تجھ سے کہہ رہے ہیں
ترا غنچہ گر ہے گنبد ترا پھول صومعا ہے

تری پانچ پنکھڑی ہیں کئی تہ ہیں ان کے اوپر
تری پانچ سیلپوں سے یہ تمام سلسلا ہے
تری بیچ کی نلی میں جو ہیں چھوٹے چھوٹے زیرے
وُہی زیرہ پنکھڑی بھی کہیں کھل کے بنگیا ہے
ہے نلی میں ایک اسٹِل کئی ٹکڑوں سے مرکب
مگر ایک ایک ٹکڑا الگ اور جُدا جُدا ہے
ہیں نلی کے حلق میں ہی سرے انکے کیسے قایم
وہ نلی اگر گلا ہے تو وہ گویا نرغٹا ہے
ترے پتوں کو بناتیں تری چھوٹی کونپلیں ہیں
ترے بوئے جانفزا سے یہ چمن مہک رہا ہے

نباتات کا تیسرا طبقہ

یعنی بے ڈال کے پودے جنمیں پھول نہیں لگتے

ان میں ہیں اسپورلٹس ہی اصلی بیجونکی جگہ
ہوتی ہے اسپورلٹس کی وجہ سے تلقیح بھی
سُرخ سی ہوتی ہے جو انکے سوا دریا میں گھانس
چھوٹی چھوٹی پھٹکیاں ہوتی ہیں انکے پتوں میں

پودے یہ بے ڈال اور بے پھول کے ہیں جسقدر
کبھی ان میں سے زمیں پر ہی تو کائی آب پر
وہ بھی ہوتی ہے اسی صورت سے بے گل بے ثمر
تہ میں انکی ہوتی ہیں تخم ان کے گویا مستتر

پھر بتائیں گے طریقہ ان کی پیدائش کا ہم
ہے ابھی تو کافی اتنا ہی بیانِ مختصر

دوسرا باب

(علم حیوانات)

حیوانات کا پہلا طبقہ

ریڑھ کی ہڈی والے جانوروں کی پہلی قسم

دودھ پلانے والے جانور

نباتات - اور جمادات - اور حیوانات کی قسمیں ۔۔۔ نظر آتی ہیں دنیا میں سو اِن کے نہیں کچھ بھی
درخت اور کائی - غلہ - گھاس جو چیزیں ہیں ہری ۔۔۔ نباتات انکو کہتے ہیں اور انمیں حس نہیں ہوتی

ہوا اور چاند سورج - سونا - چاندی - پتھر اور مٹی ۔۔۔ اور ایسی جتنی چیزیں ہیں جمادات انکو کہتے ہیں
علاوہ اُنکے چلنے پھرنے - اُڑنے - تیرنے والی ۔۔۔ جو ہے مخلوق - حیوانات ہیں اور اُنکے طبقے ہیں

یہ ہیں جو حضرت انسان سب از قسم حیواں ہیں ۔۔۔ مگر دنیا کی کل چیزوں سے اپنا کام لیتے ہیں

نباتات اور حیوانات کی کچھ باتیں یکساں ہیں نر و مادہ ہیں اُنمیں پھلتے اور پھل پھول دیتے ہیں

ہوا - پانی - غذا سے زندگی جیسی ہی حیواں کی اُسی صورت سے اُنکو بھی ضرورت اُنکی رہتی ہے
اثر کرتی ہوا اُن پر ہے گرمی اور زمستاں کی ہماری زندگی کیطرح اُن کی زندگی بھی ہے

ہیں ایسے جانور بھی جو نہ چلتے اور نہ پھرتے ہیں اور اکثر باتوں میں ملتے ہیں وہ بالکل درختوں سے
اسی صورت سے بعض اِس قسم کے دُنیا میں پودے ہیں جو صورت اور شباہت میں بہت ملتے ہیں چڑیوں سے

نہیں ہر چند اُنمیں کچھ بھی طاقت چلنے پھرنے کی نہ کچھ احساس ہی ہوتا ہے اُنمیں یاس و ارماں کا
مگر پائے گئے ہیں آجکل کچھ ایسے پودے بھی پکڑتے ہیں جو مکھی چوستے ہیں خون انساں کا

ہیں جتنے جانور دُنیا میں اُنکے سات ہیں طبقے اور اُن طبقوں ہی میں وہ سب کے سب تقسیم ہوتے ہیں
وہ اعلیٰ طبقہ ہی ہوتی ہے ہڈی ریڑھ کی جن کے اور اُنمیں بھی بہت انواع ہیں اور پانچ شعبے ہیں

ہوا کرتا ہے ان شعبوں میں ایسا ایک شعبہ بھی پلاتا رہتا ہے جو دودھ اپنے اپنے بچوں کو
پلاتے دودھ ہیں جو جو وہ تفریقیں ہیں اُن سب کی اُنہیں میں ایک ہیں یہ حضرتِ انسان بھی دیکھو

کھڑا ہوتا ہے یہ پاؤں کے بل اور سیدھا تلوا ہے انگوٹھا پاؤں کا اور انگلیاں مُڑتی نہیں یکسر
یہی باعث ہے جو یہ صرف دو پاؤں سے چلتا ہے مگر مُڑتی ہیں اُن کی انگلیاں ہیں جسقدر بندر

جو یورپ میں رنگت گوری افریقہ میں کالی ہے
ذریعہ بعض کہتے ہیں اسے فرقِ مراتب کا
غلط ہے انکی تفریقِ مدارج جسنے جو کی ہے
بناوٹ میں نہیں جب فرق تو رنگت سے کیا ہوگا

دودھ پتے جانور انسان ہیں جو پاؤں سے چلتے ہیں
اوران کی مادہ کو اللہ نے دے رکھے ہیں دو تھن
اسی باعث سے ہوتا ایک یا دو ہوتے بچے ہیں،
زیادہ دیتے ہیں بچے۔ زیادہ رکھتے ہیں جو تھن

بناوٹ میں بدن کی ہم بہت ملتے ہیں بندر سے
ہماری ہی طرح سے ٹولیوں میں وہ بھی رہتے ہیں
ہیں انکے گال میں تھیلی جسے بھرتے ہیں اندر سے
مگر امریکہ کے بندر جو ہیں بے تھیلی رہتے ہیں،

ہمارے ہاتھ کی ہی جو بناوٹ اسکے پاؤں کی
انگوٹھے انگلیاں لیکن وہ یوں پھیلا نہیں سکتا
ہمارے پاؤں کی رہتی ہیں دیکھو انگلیاں سیدھی
مگر وہ پاؤں سے بھی کام لے لیتا ہی ہاتھوں کا

جگہ خالی کچھ اسکے دانت اور ڈاڑھ ہومیں ہوتی ہے،
ہمارے دانت اور ڈاڑہیں مگر بالکل برابر ہیں
گورلا۔ اور بن مانس کی صورت ہم سے ملتی ہے
مگر ہم عقل کے باعث سے انسان اور وہ بندر ہیں

چوتھا۔ بندر اور لنگور بن مانس گورلا ہے
اورنگ اُٹنگ بھی جو ملتا ہی اکثر بورنیو میں
گورلا پانچ فٹ کا قد میں یا چھ فٹ کا ہوتا ہے
اوراس سے ملتا ہی چمپانزی بھی خو میں اور بو میں

نہیں ہوتی ہی ان چاروں کے دُم گو ہوتے ہیں بندر
ذہین اور تیز ہوتے ہیں بہت کچھ سیکھ جاتے ہیں

بنا کر ٹولیوں کو رہتے ہیں یہ سب کی سب اکثر
یہ پھل اور پتیوں اور چھال ہی کو صرف کھاتے ہیں

یہ دو پاؤں سے بھی جا ہیں اگر چلنا تو چلتے ہیں
مگر چلنے میں وہ بھدے بہت معلوم ہوتے ہیں
بہت سی انکی قسمیں اور کئی ایک انکی فرقے ہیں
مگر یہ جتنے بھی ہیں عقل سے محروم ہوتے ہیں

اسی کی قسم میں سے مکڑی بندر ایک ہوتا ہے
کہ جسکی پتلی دم دیتی ہے اکثر کام ہاتھوں کا
اسی صورت کا بندر ایک امریکہ میں دیکھا ہے
نشاں ہوتا نہیں ہے جسکے پاؤنیں انگوٹھوں کا

چوہتوں کے علاوہ کیڑے کھانیوالے ہوتے ہیں
کہ جنکے تیز دانت اور ڈاڑھ بھی ہوتی نکیلی ہے
چھچھوندر - کورموش اور جسقدر یہ جنگلی چوہے ہیں
یہ تلوے ٹیک کر چلتے ہیں انکے تھوتنی بھی ہے

زمیں کو کھودتے ہیں بل بنا کر اسمیں رہتے ہیں
بہت ہوتی ہے انمیں سونگھنے اور چھونے کی طاقت
علاوہ انکے چمگاڈر کی صورت پنکھ رہتے ہیں
کہ جنکے کان ہیں ور دانت اور پرواز کی قوت

بدن پر ہیں رؤیں اور اڑتی ہے بے پر کی وہ ہر سو
اور انکے بازوں کی جھلی پر کا کام دیتی ہے
پرندوں اور چرندوں دونوں کی رکھتی ہے وہ خو بو
کسانوں کو بھی کیڑے کھا کر وہ آرام دیتی ہے

کترنیوالوں کا لکھا ہے اسکے بعد میں نمبر
اور انکی جنس میں خرگوش چوہا اور گلہری ہے
کترنیوالوں کی بے انتہا قسمیں ہیں ہر جا پر
ہمیشہ دانت بڑھتے دہار انکی تیز رہتی ہے

زیادہ کام جتنا دانت سی لیتے ہیں بڑہتے ہیں — عموماً کل کترنیوالونکا قد چہوٹا ہوتا ہے
کئی جہول انکے ہوتے اور بہت تیکھے ہوتے ہیں — بہت نقصان انکی وجہ سی چیزوں کا ہوتا ہے

کچہہ ایسے جانور بہی ہیں جو اکثر گوشت کہاتے ہیں — کہ جیسے سیل - والر - ریچہہ - بجو - بلی اور کتا
کچہہ ایسے ہیں جو اپنی زندگی بہر گوشت کہاتے ہیں — اور انہیں شیر ہی - اور بہیڑیا اور تنیدوا - چیتیا

خدانے دانت اور پنجے بنائے انکے ایسے ہیں — کہ جنسے چیرتے اور پہاڑتے ہیں وہ شکار اکثر
وہ چہہ چہہ دانت - ڈوڈو کچلیاں بہی تیز رکہتی ہیں — اور انکے جبڑے حرکت کرتے ہیں بس نیچے اور اوپر

مڑے ہوتے ہیں ناخن دانت بہی کچہہ نکلے رہتے ہیں — کوئی پنجوں کے بل چلتا ہی کتے - بلی کیصورت
کچہہ ایسے ہیں جو رکہتے ریچہہ کے مانند تلوے ہیں — پروں کے بل بہی کچہہ دریا پہ چلتی رہتی ہی خلقت

یہ دریائی جو بچہڑے ہیں وہ ہیں اس قسم ثالث میں — جرغ اور بلی - اور کتے کی قسمیں ہی جدا ہیں سب
چھپے بلی کے ناخن - کتے کی باہر کو رہتے ہیں — چھپاتی کہاں ہیں ناخن ہے بلی دیکھیے کرتب

خدانے گدیاں بہی اسکے پنجوں میں لگائی ہیں — کہ جنسے چپکے چپکے آتی ہی آہٹ نہیں ہوتی
بہت کچہہ قوتیں قدرت سی اسکے ہاتہہ آئی ہیں — اسی کی قسم میں ہے تیندوا اور شیر چیتا بہی

جو ہیں کتے کی قسمیں ناخن انکے رہتے ہیں باہر — اور انکی آنکہہ کی تپلی بہی کچہہ شب کو نہیں ہٹتی

وہ ہیں خونخوار اور نقصان جاں بھی کرتے ہیں اکثر
مگر یہ اُن سے کم خونخوار ہیں رکھتے نہیں گدی

انہیں کی قسم میں گیدڑ بھی ہے اور لومڑی بھی ہے
یہ ہل جاتے ہیں گر انکو ہلائے آدمی کوئی
وفاداری بہت کچھ دیکھئے کتے میں ہوتی ہے
اثر صحبت کا لیتی ہے طبیعت جلد تر اُسکی

جو چلتے تلوؤں کے بل ہیں اُنہیں میں بجّو ہے شامل
مڑے رہتے ہیں ناخن کھودتا ہے جو زمیں اکثر
ہے ڈھیلی ڈھالی کھال اور رنگ ہے خاکستری مائل
نہیں ہوتا ہے پانی کا اثر کچھ کھال کے اوپر

علاوہ انکے نمبر سات میں وہ سونڈ والے ہیں
کہ جن کی قسم میں اب رہگیا ہے صرف ہاتھی ہی
یہ سونڈ اُسکی ہے ناک اور کام اکثر اس سے چلتے ہیں
اسی سے پانی پیتا اور اسی سے ہے وہ کھاتا بھی

قد اُسکا دیکھئے تو آٹھ، نو فٹ اونچا ہوتا ہے
اور اُسکی پانوں کی بھی ساخت بالکل ہی نئی ہوتی ہے
نہیں ہوتا ہے سب میں لیکن اُنمیں سم سا ہوتا ہے
جو پچھلی چار انگلی اور اگلی ایک انگلی ہے

زمیں پر تلوؤں کے بل چلتا ہے آہٹ نہیں ہوتی
اور اُسکی سونڈ میں بھی ہوتی ہے اک چھوٹی سی انگلی
اُٹھا لیتا ہے ہر شے اُس سے۔ گو ہو چھوٹی سی چھوٹی
دماغ اُسکا ہے چھوٹا۔ سر کی ہڈی چوڑی اور چکلی

ہیں اُسکے دانت بھاری ٹھوس اور وہ بڑھتے رہتے ہیں
اور اُن سے بنتی رہتی ہیں ہمیشہ سیکڑوں اشیا
ہزاروں سونڈ کے اندر رگیں ہیں اور پٹھے ہیں
نہیں رکھتی ہے لیکن دانت دیکھو ہاتھی کی مادہ

ہیں نمبر آٹھ میں وہ سوس کی قسمیں کہ جو اکثر　　بلوں میں رہتی ہیں خرگوش سے بیحد مشابہ ہیں
ہیں گو خرگوش کے بھی پنجے لیکن پھر کہ صورت پر　　یہ کھر اور ڈاڑھ میں گینڈی سے ملتی جلتے گویا ہیں

نویں نمبر میں ہیں سُم دار اور انکی ہیں قسمیں دو　　چرے سُم کے جگالی کرنیوالے اگائیں اور بھینسیں
انگوٹھے بھی کسیکے چار ہیں۔ یا تین۔ یا ہیں دو　　انگوٹھا ایک رکھتے ہیں مگر جو ٹھوس سُم کے ہیں

جگالی کرنیوالے گائے بھینس۔ اور بھیڑ اور بکری　　ہرن اور نیل گائے بارہ سنگھے اور چکارے ہیں
چرے سُم انکے ہوتے ہیں نباتی ہے غذا جنکی　　غذا رکھنے کے انکے معدہ میں بھی چار خانے ہیں

غذا معدہ سے لیکر یہ چباتے رہتے ہیں اکثر　　اور انکے دانت چکّی کی طرح پر چپٹے چپٹے ہیں
انگوٹھے انکے پاؤں ہیں دو دو اور انگوٹھوں پہ　　چڑھے رہتے ہیں ناخن اور کھر سب انکو کہتے ہیں

مگر ہے اونٹ کے معدہ میں خانہ پانچواں ایسا　　کہ جسمیں پانی رہتا اور ضرورت پر وہ پیتا ہے
غذا کا کام دیتا رہتا ہے کوہان بھی اسکا　　پگھل کر آتی ہے چربی وہ جسکو کھا کے جیتا ہے

علاوہ سُم کے انکی سینگ سے بھی قسمیں ہوتی ہیں　　کسی کے ہوتے ہیں کھوکھل کسیکے ٹھوس ہوتے ہیں
غرض ہیں جتنی باتیں سب کی سب حکمت پہ مبنی ہیں　　جسے جنکی ضرورت تھی وہ اعضا اسکو بخشے ہیں

گدھے۔ اور گورخر۔ اور گھوڑوں کے سُم ٹھوس ہوتے ہیں　　ہر اک پاؤں میں ان کے صرف ناخن ایک ہوتا ہے

جو ہی دریائی بھینسا چار چار اُسکے انگوٹھی ہیں — انگوٹھے تین جو ہر پانؤ میں کتا ہی گینڈا ہے

جو ہے وہیل اُسکے قسمیں کہتے ہیں سب سو میں نر ہیں — اور اُسکی جنس ہی وہ سنگ ماہی جسکو کہتے ہیں
وہ گائیں بعد اُسکے ہیں جو رہتی ہیں سمندر میں — اور اُنکے بعد وہ جو چیونٹی کو کہاتے رہتے ہیں

یہ ہیں جو مورچہ خور ہوتے ہیں سب پوپلے مُنہ کے — زباں ہوتی ہی پندرہ انچ لمبی چپچپی ان کی
چھچھوندر ہنس نمبر تیرہ میں ہی جسکے پاؤں سے — لگی رہتی ہے جھلی سکل بھی ہی کچھ چھچھوندر سی

ہیں نمبر چودہ میں وہ تھیلی والے جانور جنمیں — اپوسم گوشت کہاتا۔ کانگرو ہے گھانس کو چرتا
یہ تھیلی ہے جو اُن کے پیٹ پر رکھہ لیتی ہیں اُنمیں — خدا کے فضل سے ہوتا ہے گر اس نوع کے بچا

غرض جس چیز کی حاجت جسکو تھی وہ اُسی دی ہے — عجب ہی اُسکی قدرت اور عجب شانِ الٰہی ہے
بناوٹ سے ہر اک کے قدرت اُسکی ظاہر ہوتی ہے — مگر ہم خوابِ غفلت میں ہیں یہ ہم پر تباہی ہے

کوئی خشکی میں جیتا ہے۔ کوئی پانی میں زندہ ہے — کوئی بے دُم کا ہوتا ہی کسیکی ہوتی ہی دُم بھی
کوئی اُڑتا۔ کوئی پنجوں۔ کوئی تلوؤں سے چلتا ہی — پچرے سُم کا کوئی ہی اور کسی کا ٹھوس ہی سُم بھی

یہ جتنے جانور ہیں سانس لیتے پھیپڑوں سے ہیں — اور اُنمیں خون جو ہوتا ہی وہ بھی گرم ہوتا ہے
کوئی بے دانت کا ہی۔ اور کسیکے دانت ہوتے ہیں — کسی کی پشت پر کانٹا کسی کے صرف چھلکا ہے

زمیں میں بل بنا کر کوئی رہتا گیری کہاتا ہے ۔۔۔ کسی کے جلد ہوتے ہیں کسیکے دیر میں بچے
کسیکی ناک ہے سونڈ اور کسی کا سر پہ ہنتا ہے ۔۔۔ چھپاتا کہاں میں ہر کوئی اپنے ناخن اور پنجے

کسی کی انگلیاں کم ہیں کسیکا ہاتھ انگلی ہے ۔۔۔ کسی کے معدہ میں خانہ ہے گہاس اور پانی کہنے کا
کسی کا کان کیا؟ سوراخ ہے اوپر سے جھلّی ہے ۔۔۔ لگائے پانی میں غوطہ تو پانی جا نہیں سکتا

چمگادڑ کا دلچسپ قصّہ

سُنا ہے ایک بکری اتفاقاً ہو گئی زخمی
یہ بے دردی جو دیکھی چیل اور کوؤں کی بکری نے
مگر وہ اُڑ گئے اور وار بکری کا گیا خالی
وہیں پر اتفاقاً اور بہی چوپائے چرتے تھے
اُڑے کوّے فضا میں اور اُنہوں نے کائیں کائیں کی
فقط کوّے ہی کیا چیل اور گِدھ اور سیکڑوں طائر
چرندوں اور پرندوں میں لڑائی چھڑ گئی آخر
ہوائی تاخت تھی۔ اُڑتے تھے زیپلن کیطرح طائر
ہوائی جنگ میں جسطرح اُڑتے ہیں جہاز اکثر
لڑائی تھی حقیقت میں بڑی پُرلطف دونوں کی
عجب فطرت کا لیکن جانور تھا ایک اُن سب میں

اور اُس کو چیل اور کوؤں نے آکر نوچنا چاہا
تو اُس کو سخت غصّہ آیا اور اُنکی طرف جھپٹا
اور اسکے بعد پھر اُڑتا ہوا ان کا پرا آیا،
ہوا جوش انکو اور ہر ایک کوؤں کی طرف جھپٹا
اور اس آواز کے سُنتے ہی کوّے آ گئے صدہا
یہ حالت دیکھکر آیا چرندوں کو بہت غصّا
اگر وہ مارتے تھے چونچ تو یہ سینگ کا بھالا
چرندے بھی اُچھلتے کودتے تھے کرتے تھے حملا
ہر اک طائر اسی صورت سے اُڑ کر حملہ کرتا تھا
کبھی ہوتا تھا پلّہ اِنکا بھاری اور کبھی اُنکا
وہ ملجاتا تھا اُس سے جسکا پلہ بھاری ہوتا تھا

چرندے جیتتے۔ تو ہو کے خوش کہتا تھا ہم جیتے
پرندے جیتتے تھے تو بھی وہ ایسا ہی کہتا تھا

بلا کی واقعی پائی تھی اُس عیار نے فطرت
چرند وہ نہیں چرندہ اور پرند وہ نہیں پرندہ تھا

پرندے دیکھتے تھے تو سمجھتے تھے پرندہ ہے
چرند وہ نہیں چرندے کرتے رہتے تھے شمار اُسکا

چرندے کیوں چرند اُسکو نہ کہتے کیا سبب آخر
وہ انکی طرح سے دودھ اپنے بچوں کو پلاتا تھا

علی ہذا پرندے کیوں نہ اس کو جانتے طائر
وہ انکی طرح سے اُڑتا ہوا ہر سمت پھرتا تھا

یہی حالت رہی جب ہر شکست و فتح پر اُسکی
تو پھر دونوں نے اُسکو واقعی بہروپیا سمجھا

چرندوں اور پرندوں کی نگاہوں سے گرا بالکل
رجسٹر سے کیا دونوں نے خارج نام ہی اُسکا

اِدھر سے بھی گیا ان حرکتوں سے اور اُدھر سے بھی
اور اِن دونوں گروہوں سے اُسے چھپتے ہی بن آیا

نکلتا ہی نہیں اب دن کو وہ شرم و خجالت سے
نکلتا ہے وہ کب؟ جب دیکھتا ہے پڑ گیا سوتا

بنا تھالی کا بینگن۔ اور یہ دُرگت ہوئی اُسکی
اگر ایسا نہ کرتا راندۂ درگاہ کیوں ہوتا

خدا ہر ایک کو محفوظ رکھے ایسی عادت سے
یہ کس کا قصہ تھا تم سمجھے چمگاڈڑ کا قصہ تھا

یہ دیکھو ہاتھ اسکے ہوتے ہیں بازو کی صورت کے
اور اسکا ڈھانچ ہے بندر کے بالکل ڈھانچ سے ملتا

یہ ہے ٹانگوں سے دُم تک۔ پہلووں سے چھنگلی انگلی تک
مگر انگلی میں پاؤں کے نہیں ہے نام جھلی کا

بڑی ہیں دیکھئے ہاتھوں کی اسکی انگلیاں چاروں
اور ان پر جھلیاں ہیں جیسے ہو لپٹا ہوا کپڑا

یہ بارہ ناخن اسکے کیسے کانٹے کیطرح سے ہیں
اُڑے رہتے ہیں ایسے جسطرح پر ہو کوئی ٹیا

بھلا کس طرح طائر اُسکو سمجھیں کچھ سبب آخر
نہیں ہوتی ہے اسکی چونچ دانت ہوتے ہیں البتہ

ہیں چھوٹی چھوٹی آنکھیں کان اسکے گول ہیں بالکل
رُواں اور تھوتھنی ہے ایسی ہو جیسی کوئی چوہا

ستاتی ہے انہیں سردی بہت کھاتے ہیں یہ کیڑے
سو نارنگی کے جو پھل ہیں وہ ہیں انکا آذوقا،

بہت اقسام ہیں انکی اور انمیں ایک ہے ایسی
جو سوتا پاکے خوں پی جاتی ہے چپکے سے انساں کا

یہ اکثر ایک بچہ دیتی ہیں اور رہتا ہے وہ بھی
نہیں کے ساتھ ان کی چھاتی سے پوری طرح چمٹا

اور اسکی کھال بھوری اور بہت ہی نرم ہوتی ہے
کچھ ایسے آدمی بھی ہیں جو کھاتے ہیں گوشت اسکا

جسے کہتے ہیں بڑ باگل ہو اسکی قسم سے وہ بھی
جسے اس جرم میں قدرت نے بھی لٹکا دیا اُلٹا

دو رنگی چھوڑکر یک رنگ رہنا پیارے بچو تم
تمہیں بھی ورنہ دُنیا میں نہیں کوئی بھی پوچھیگا

ریڑھ کے جانوروں کی دوسری قسم

پرندے

ان پرندوں کی جو اُڑتے پھرتے ہیں
ہوتی ہیں اندر سے خالی ہڈّیاں

اسلئے بھر جاتی ہے ان میں ہوا
اور جاتے ہیں یہ سوئے آسماں

پھڑپھڑا کر اپنے بازو اور پر
اُڑتے اور کرتے ہیں نغمہ سنجیاں

جس شجر پر چاہیں جاکر بیٹھ جائیں
ہیں نباتات اور ہوا پر حکمراں

خوبصورت مختلف رنگوں کے پر
کرتے ہیں اظہار اپنی خوبیاں

ہے ہماری طرح سُرخ و گرم خون
رکھتے ہیں یہ ریڑھ کی بھی ہڈّیاں

انڈے دیتے اور اُنہیں سیتے ہیں یہ
اور اپنے بچوں پر ہیں مہرباں

چونچ انکی ہونٹھ کے مانند ہے
دانت کا ہوتا نہیں نام و نشاں

پاؤں دو ہوتے ہیں اور ہر پاؤں میں
ایک پیچھے تین آگے انگلیاں

اگلی دو ٹانگوں کی جا بازو ہیں دو
ہلکی اور بے مغز ہیں کل ہڈّیاں

سامعہ اور باصرہ کی قوتیں
انکی ہیں ہم سے بھی بڑھکر بے گماں

بعض کھاتے ہیں فقط انہیں سے گوشت
بعض پھل ۔ اور گھانس ۔ کیڑے پتیاں

جھاڑتے ہیں بعض تو دو بار پر
اور اکثر صرف ہنگام خزاں

پھیپھڑوں سے سانس یہ بھی لیتے ہیں
انمیں بھی ہیں سات طبقے بیگماں

پہلے طبقہ میں شکاری جانور
جس طرح ہیں باز ۔ گدھ اور بہریاں

تیز پنجے ۔ چونچ مضبوط ۔ اور مڑی
اور رکھتے ہیں بہت تاب و تواں

مادہ انمیں نر سے ہوتی ہے بڑی
اڑنے میں دکھلاتے ہیں یہ تیزیاں

دوسرے طبقہ میں ہے چڑیونکی قسم
اور بلبل رہتی ہے جو نغمہ خواں

ان میں نر ہوتا ہے مادہ سے بڑا
مڑتی اُن کی رہتی ہیں کُل انگلیاں

بچے اندھے اور بے پر ہوتے ہیں
پرورش کرتے ہیں جنکو باپ ماں

تیسرے ہیں جو شجر پر چڑھتے ہیں
جس طرح سے کوئلیں اور طوطیاں

انکے ناخن بھی بہت مضبوط ہیں
آگے اور پیچھے ہیں دو دو انگلیاں

دُم کے پر ہیں کچھ نکیلے اور سخت
کام دیتے ہیں جو مثل نردباں

چوتھے طبقہ میں کُریدیں جو زمیں
جس طرح سے مور ۔ تیتر ۔ مرغیاں

پانچویں ہیں سارس اور لم ڈھینک ہیں
بے تکلف ہیں جو پانی پر رواں

تیرتے تو وہ نہیں ہیں مطلقاً
آکے لیجاتے ہیں لیکن مچھلیاں

پچھلی انگلی یا تو چھوٹی ہوتی ہے
یا نہیں ہوتا ہے کچھ اُسکا نشاں

اُن کی ٹانگیں اور چونچیں ہیں بڑی
انگلیونمیں بھی ہیں کم جھلیاں

ہیں چھٹے طبقہ میں بطخیں اور ہنس
کرتے ہیں جو پانی میں غواصیاں

ساتویں میں ہے شتر مرغ اور رُدہ
اُڑ نہیں سکتا ہے رہتا ہے دواں

ہیں ہر اک طبقہ میں نوعیں بے شمار
اُس کی قدرت ہمکو لا کھوں طرح سے

ہم کرینگے پھر کبھی جن کا بیاں
اپنی دکھلاتی ہے کل صناعیاں

ریڑھ کی ہڈی رکھنے والے جانوروں کی تیسری قسم

حشرات

ریڑھ کی ہڈی جن کے ہوتی ہے
کچھوے۔ اور سانپ چھپکلی۔ گھڑیال
جسقدر سنگ پشت بحری ہیں،
سانپ بھی مختلف طرح کے ہیں
نوع میں چھپکلی کے ہے گرگٹ
شیر آبی۔ نہنگ۔ اور گھڑیال

ہیں اسی قسم میں یہ سب حشرات
بس یہی اُنکے چار ہیں طبقات
انکی اور کچھوؤں کی ہے ایک ہی ذات
اور ہے اُن کی ہر جگہ بہتات
جسمیں بہروپیے کی سب ہیں صفات
ایک ہی طبقہ کے ہیں یہ حشرات

سانپ کی ہیں ہزارہا قسمیں
اور عرب کہتے ہیں انہیں حیات

ریڑہ کی ہڈی والے جانوروں کی چوتھی قسم

متنفس الماء والهواء

ریڑہ کی رکھتے ہیں ہڈی دو جنم کے جانور ۔ اور انکی تین نوعیں پائی ہیں اتنک قرار
نوع اول سانپ کی صورت کے ہیں اور کوہیں ۔ ہے دوم میں ریگ ماہی اور سمندر کا شمار
تیسری جو نوع ہے مینڈک ہی اسکی قسم میں ۔ پہلے پانی پھر ہوا پر جسکا ہے دار و مدار
یعنی پہلے سانس لیتے رہتی ہیں پانی میں وہ ۔ پھر بسر کرتے ہیں خشکی میں حیاتِ مستعار
پہلے جو ہوتی ہی ہیئت وہ بدلجاتی ہی پھر ۔ بعض مینڈک انمیں سے ہوتی ہیں بیحد زہردار

ذو حیاتین یعنی دو جنمے جانورونکی ایک قسم

مینڈک

یہ مینڈک عجب قسم کا جانور ہے ۔ نہیں جسکے کچھ پہلے ہوتے ہیں اعضا
نکلتا ہے انڈے کو جب توڑ کر یہہ ۔ تو یہ ایک ہوتا ہی چھوٹا سا کیڑا
ذرا بڑہنے پر ہوتی ہی ایک دُم بھی ۔ نظر آتا ہے جسم اور سر کا گولا
جب اعضا نکلتے ہیں ہوتی ہیں ٹانگیں ۔ تو دم ہوتی غائب ہی - پھر رفتہ رفتا
یہ پہلے تو دُم لیتا ہے گلپھڑوں سے ۔ نہیں رہتا ہے گلپھڑا بھی پھر اِسکا
سبب یہ کہ ہو جاتا ہی پھیپڑا جب ۔ تو پھر کام رہتا نہیں گلپھڑوں کا،
وہ پانی ہی میں سانس لیتا ہی پہلے ۔ اسی واسطے گلپھڑا پہلے بخشا

ہوا میں وہ جب سانس لیتا ہی اُس دم
تو محتاج ہوتا ہے وہ پھیپڑے کا

اسی واسطے اُس کو دیتی ہی قدرت
مناسب ضرورت کے ہر وقت اعضا

یہ کھاتا ہی کیڑے مکوڑوں کو اکثر
نہیں چھوڑتا گر ملے اس کو گھونگھا،

عرق ایک ہوتا ہی مینڈک کے سر پر
جو آنکھوں کو بیحد ہے تکلیف دیتا

ریڑھ کی ہڈی والے جانوروں کی پانچویں قسم

(مچھلیاں)

ریڑہ والے جانور کے پانچویں طبقہ میں ہیں
مچھلیاں اور انکی قسمیں کہتے ہیں ہیں نو ہزار

زندگی کل مچھلیوں کی منحصر پانی پہ ہے
گلپھڑے سے ، سانس لیتی رہتی ہیں وہ بار بار

بعض چپٹی ہوتی ہیں اور بعض بالکل گول ہی
بعض ہیں بے ہڈیاں۔ اور بیشتر ہیں خار دار

بعض چکیلی ہیں اور رکھتی ہیں لمبی تھوتھنی
ایک اُنمیں پونے چھ من کی ملی تھی وزن دار

موتی کا کیڑا

موتی کیا شے ہے؟ کہاں ہوتا ہے؟ یہ کیا چیز ہے؟
کیا سبب ہے اس میں ہوتی ہے چمک کیوں اسقدر

ایک چھوٹا جانور ہے رہتا ہے دریا میں جو
بازو رکھتا ہے نہ ٹانگیں اور نہ وہ رکھتا ہے سر

سانس لیتا ہے وہ اپنے گلپھڑوں کے چھید سے
اور بناتا ہے وہ اپنا خوب ہی مضبوط گھر
خول کی صورت سے وہ گھر رہتا ہے اُس پر چڑھا
کھولتا اور بند کرتا ہے جسے وہ جانور
خول دار ہوتے ہیں ایسے جانور گو اور بھی،
سب سے اسکا گھر ہے اچھا اور ہے وہ نامور
سنکھ جو ہندو بجایا کرتے ہیں پوجا کے وقت
نیز کوڑی گھونگے۔ یہ سب جانور ہی کے ہیں گھر
کوڑیوں کو دے کے ہم لے آتے ہیں سودا سلف
اور گھونگوں کی بناتے چوڑیاں ہیں بیشتر
موتی کے کیڑے کا گھر ان سب سے ہوتا ہی نفیس
ایسا ہوتا ہے رکھی ہے جیسے ڈبیا میز پر،
خول۔ گھر۔ یا ڈبیا جو کچھ نام تم چاہو رکھو،
کھولتا ہے سانس لینے کے لئے وہ بیشتر
سیپ میں سے رہتا ہے نکلا ہوا گچھا سا ایک
ہوتا ہے ریشم سے بھی جو نرم اور مضبوط تر
وہ پہاڑوں اور چٹانوں سے چمٹ جاتا ہے پھر
تہ میں ہوتی ہیں سمندر کی جو قایم بیشتر
کھریا کا۔ اور کاربانٹ آف لایم کا بھی کچھ

مادّہ ہوتا ہے اُس کے خول میں جو جلوہ گر
کیا کہوں ہوتا ہے کیسا مادّہ وہ چیپ سا
ہوتی ہے شفّافی اور برّاقی اُس میں کسقدر
سیپ کے بنتے ہیں ڈبے ۔ بیل بوٹے ۔ اور بٹن
اور بھی اشیائے نادر اور نفیس اس طرح پر
چھوٹے چھوٹے کیڑے اسکے گھر میں گر کرتے ہیں چھید
بند کر دیتا ہے اُن کو چیپ سے وہ لیپ کر
اور گر آتا ہے اس میں کوئی ذرّہ ریت کا ،
لیپ سے وہ پھر چڑھا دیتا ہے خول اُس ذرّہ پر
انڈا اس کا ہوتا ہے گندہ اگر کوئی تو یہہ
نرم کر دیتا ہے اُس کو بھی پچارا پھیر کر
ریت کا ذرّہ ہو یا انڈا پچارے کے سبب
رفتہ رفتہ ہوتا ہے وہ موتی بڑھ اور سوکھکر
غوطہ زن اُس کے لئے گھستے ہیں قعرِ بحر میں
ٹولیاں جو باندہ کر رکھتے ہیں اپنا مستقر
لاتے ہیں غواص اک اک غوطہ میں پھر سیکڑوں
اُن کے گچھے اپنی تلوار اور چھری سے کاٹ کر
کشتیوں پر لاد کر اُن کو گڑھوں میں رکھتے ہیں
دھوپ کی گرمی سے سڑ جاتے ہیں جسمیں جانور

لمبے لمبے لکڑیوں کے کٹھروں میں رکھتے ہیں پھر
اور حاصل کرتے ہیں موتی کو کیڑے مار کر
کھولتے اس واسطے اُن کا نہیں تازہ غلاف
موتیوں کے ٹوٹنے کا اس میں ہوتا ہے خطر
ایسی ہی ہوتے ہیں کیڑے چین میں بھی خول دار
پالتے ہیں جن کو تالابوں میں چینی بیشتر
ہڈی یا پیتل کے ریزے ڈال کر وہ خول میں
جب برآمد کرتے ہیں ہو جاتے ہیں وہ سب گہر
دور کر کے چھلکا ریزوں کی جگہ بھرتے ہیں موم
مومی موتی بھی بہت چمکیلے آتے ہیں نظر
سیپ گل جاتی ہے اور وہ کام آتی ہے بہت
نفع حاصل کرتے ہیں لوگ اسکی چیزیں بیچکر
اب ہوا یہ راز ہم پر منکشف ورنہ متین،
یہ سُنا تھا ابر نیساں ہی سے ہوتے ہیں گہر

حیوانات کا دوسرا طبقہ

لُجلُجے جانور

لُجلُجے سے جانور وہ دوسرے طبقہ میں ہیں — جو بنا کر خول کو رکھتے ہیں اپنا مستقر،
انکی دو اصناف ہیں۔ اور پہلی کی قسمیں ہیں دو — ایک بے سر دوسرے وہ جنکو دے رکھا ہے سر
جن کے سر ہیں۔ پاؤں وہ رکھتے ہیں اپنے پیٹ میں — خولدار انمیں ہیں اور بے خول کے بھی بیشتر
قسم ثانی میں وہ سر کے بل سے چلنے والے ہیں — ہشت پا ہے نام جن کا پاؤں کی تعداد پر
سر نہیں ہوتا ہے جنکے سیپ کی کیڑے ہیں وہ — اور سر والے ہیں گھونگے یہ کنارِ بحر پر

حیوانات کا تیسرا طبقہ

حلقیہ

طبقۂ ثالث میں ہیں وہ حلقیہ کیڑے کہ جو،
منقسم ہیں چار صنفوں پر زروئے قاعدا
صنفِ اوّل بارہ قسموں پر ہوئی ہے منقسم

تین قسمیں اُن میں بے پر مثل جُوں ہیں بر ملا،
چوتھی قسم ان کی ہے کھٹمل - قرمز - اور پودونکی جوں
پانچویں میں سیدھے پر کے ٹڈی - جھینگر - تلچھٹا،
جن کے بازو پر ہے جھلی - وہ چھٹے نمبر میں ہیں
اور دیمک انمیں سب سے بڑھ کے ہوتی ہی بلا
ساتویں میں پسّو، بازو جن کے ہوتے ہی نہیں
آٹھویں نمبر میں مکھی - ڈانس - اور اُنکے سوا
ہیں نویں نمبر میں وہ - بازو پہ جنکے چھلکے ہیں
ہیں پتنگ اور تتلیاں جنمیں بہت ہی خوشنما
دسویں نمبر میں ہیں وہ پردار بازو والے جو
کھولتے اور بند کرتے بازو ہیں پنکھے نما
گیارہویں وہ جن کے بازو پچھلے چھوٹے ہوتے ہیں
بارہویں جن کا ہے ہر بازو غلافی وضع کا،
کَن کھجوروں کا ہے اس کی قسم ثانی میں شمار
اور ہوتی انکی بھی قسمیں ہیں دو بالکل جُدا
ایک کے ہیں ہونٹھ پانوں - دوسرے کے جبڑے ہونٹھ
مختلف رکھتا ہے ٹکڑے جسم بھی ہر ایک کا
صنفِ ثالث میں ہیں مکڑی کی طرح دو قسم کے
اور اُن دونو کی بھی ہوتی ہیں پھر قسمیں جُدا

ایک میں بچھو ہیں تو ہیں دوسرے میں مکڑیاں
چیچڑی - اور لیکھہ - اور کیڑا بھی ہی خارشت کا
صنفِ رابع میں ہیں چھلکے دار جیسے کینکڑے
اور اُنہیں میں گھُن ہے اور کیڑا جو ہی دس پانو نکا

ریشم اور لٹسر کا کیڑا

ایک کیڑا رہتا ہے شہتوت پر
ہوتا ہے پہلے قد اسکا پاؤ انچ
وہ سماتا ہی نہیں ہے پوست میں
چیر کر سر کی طرف سے پوست کو
پوست جو دیتی ہے قدرت پھر نیا
تنگ ہو جاتا ہے لیکن وہ بھی پھر
پانچ پوست اسطرح وہ کرتا ہی دُور
سولہ ٹانگیں سات آنکھیں دیں اُسے
بارہ چھلے سے ہیں اسکے جسم ہیں
سانس لیتا ہی انہیں چھیدوںسی وہ
دونوں نلیاں جبڑوں کی نزدیک ہیں
لیس نکلا کرتا ہے نلیوں سے کچھہ

رنگ کچھہ زردی لئے خاکستری
ہوتی ہے لمبائی پھر تین انچ کی
کھا کے آ جاتی ہے ایسی فربھی
پھینکدیتا ہے وہ جیسے کیچلی،
ڈھیلا ڈھالا ہوتا ہے وہ خوب ہی
پھینک دیتا ہے وہ آخر اُسکو بھی
اور بدلتا ہے وہ اپنی جون بھی
دیکھئے قدرت کی یہ کاریگری
پہلوؤں پر اُس کے نو نو چھید بھی
تانے بانے کی طرح ہیں دو نلی
اور اُنہیں سے رہتی ہیں بالکل ملی
اور اُن سے کھینچتا ہے تار بھی

صرف چھ ہفتوں میں بڑھ چکتا ہی وہ   چھوڑ دیتا ہے وہ پھر کھانے کو بھی

اپنے سر کو موڑتا رہتا ہے وہ   جال بُنتا ہے وہ اپنا آپ ہی

اور پھر اُس جال میں پھنستا ہے وہ   اور آ جاتی ہے بیحد لاغری

کہتے ہیں ریشم کا کویا جال کو   بُنتے ہیں پھر اُس سے کپڑے ریشمی

چار دن یا پانچ دن میں بنتا ہے   کویا - اور صورت ہی اُسکی بیضوی

پوست اب پھر وہ بدلتا ہے نیا   اور چھا جاتی ہے اُسپر مردنی

بنتا ہے پروانہ - تین ہفتہ میں پھر   پاتا ہے وہ طاقتِ پرواز بھی

تار کر کے کویہ کے - وہ منھ سے تر   راستہ کرتا ہے پیدا آپ ہی

تار ہو جاتے ہیں لیکن پھر خراب   اسلئے سب مارتے ہیں پہلے ہی

کھولتے پانی میں کویہ ڈال کر   لیتے ہیں سب لوگ اسکی جان ہی

نسل لینے کے لئے البتہ کچھہ   رکھتے ہیں تاریکی میں کپڑونپہ بھی

جس سے باہر آکے انڈے دیتے ہیں   اور پھر مر جاتے ہیں وہ آپ ہی

ہیں لٹرکے کیڑے بھی اس قسم کے   جانور اس طرح کے ہیں اور بھی

ایسے کیڑے گرچہ ہیں بارہ ہزار   منفعت ان دو سے ہی لیکن بڑی

ایسے ہی کیڑے تھے وہ بھی پیشتر   تتلیاں ہیں جو ہزاروں رنگ کی

تتلیاں ہوتی ہیں کس درجہ حسین   کیسی اچھی لگتی ہیں اُڑتی ہوئی

تمنے دیکھے ہوں گے اکثر رات کو   شمع پر گرتے ہوئے پروانے بھی

اُسکی قدرت کا تماشہ دیکھیے   واہ وا کیا شان ہے اللہ کی

بے پروں کو کرتا ہے پردار وہ   صورتیں کرتا ہے کچھ سی کچھ نئی،

کیسا کپڑے کو بنایا ہے مفید — ور سکھائی اُسکو یہ صنعت گری
یہ نہ ہوتے گر تو ریشم اور ٹسر — خواب میں ہرگز نہ خلقت دیکھتی
پاتے ہیں اس سے بہت کچھ نفع وہ — کرتے ہیں ریشم کی جو سوداگری
جانتے ہیں جسکو ہم اتنا ذلیل — مال و دولت کا خزانہ ہے وُہی
حسن جن سے بڑہتا ہے انسان کا — ایسے کپڑے ہمکو دیتا ہے یہی،
رات دن کرتا ہے اپنے کام کو — ہارتا ہرگز نہیں ہمت کبھی
کہانا پینا چھوڑ دیتا ہے یہ سب — کام سے ہے اسقدر دل بستگی
خود پہنتا ہے یہ معمولی لباس — بخشتا ہے دوسروں کو ریشمی
دوسروں کیواسطے دیتا ہی جان — کیسی ہے اسمیں صفت ایثار کی
اس سے لینا چاہیے سب کو سبق — چاہیے اسکی کریں سب پیروی
تہوک نے کیا اسکے پایا ہی فروغ — اس کا لب معجز نما ہے واقعی
کرتے ہیں اس پر بہی یہ برتاؤ سب — دیکھیئے نیکی کا ثمرہ ہے بدی
حضرت انسان! جو کہتے ہیں ہم — حد سے بڑھ کر کہتے ہیں شائستگی
اپنے دل میں کرلیں خود انصاف یہ — ہے کسی میں اسقدر محسن کُشی
کہہ رہے ہیں وہ زبانِ حال سے — دیکھ لی انسانیت۔ شائستگی
کہتی پہرتی ہیں یہ سب سو تتلیاں — آدمی ہوتا ہے کتنا لالچی
کہتے ہیں پروانے گر کر شمع پر — تو نہیں تو ہیچ ہے پہر زندگی
جلتی ہے کس واسطے انکے لئے — سخت ہیں یہ موم سے ہی تو بنی
گُہلتی اور جلتی ہے تو جن کیلئے — ہیں بڑے ناشکرے یہ سب آدمی

ہم سے یہ فانوس کا ریشم بنا
شہد کی مکھی سے بتی موم کی

مرتے دونوں ہیں تو چڑھتے انکے گر
بیچ کے اسنے ہم اُڑے وہ بھی اُڑی

ہم نے ریشم کا دیا اُن کو لباس
شہد جیسی چیز اُسنے انکو دی

ہم کو اور مکھی کو جب یہ پھل ملا
دیتی ہے کس واسطے تو روشنی

دیکھتے ہیں شمع کا ایثار جب
نذر کرتے ہیں وہ اپنی جان بھی

ایشیائی شاعر اُن کو دیکھ کر
کرتے ہیں تاویل حسن و عشق کی

یہ نہیں تاثیر حسن و عشق کچھ
اقتضا فطرت کا ہے یہ قدرتی

آدمی کے واسطے پیدا کیا
اُس نے سب کچھ اور اسکو عقل دی

عقل نے سمجھائیں کل باتیں اسے
اور بتائے گی یہ باتیں نت نئی

اے خدا قربان تیری شان کے
کیوں کریں تیری نہ ہم سب بندگی

تیرا کلمہ پڑھتے ہیں جب جانور
کیوں نہ پوجے تجکو دل سے آدمی

حیوانات کا چوتھا طبقہ

وہ جانور جو کسی نہ کسی طرح بدن میں پہنچکر بیماری کا باعث ہوتے ہیں

انمیں کچھ جانور ہیں ذی حلقات   جس طرح جونک اور کینچوے ہیں
اور ہیں بعض غیر ذی حلقات   جن میں رشتہ کو لوگ رکھتے ہیں
پانوں ہیں دوسرے کے اور نہ سر   بلکہ اُس کے بدن پہ کانٹے ہیں
اُنہیں کانٹوں سے کرتے ہیں حرکت   اور اُنہیں سے وہ چلتے پھرتے ہیں
علقیہ کی بھی ہیں دو قسمیں   جونک جنکے کہ تین جبڑے ہیں
تیرتی رہتی ہے وہ جھک جھک کر   کیونکہ اس کے بدن میں حلقے ہیں
سطح ہے جبڑوں کی محدب جو   دانت بھی اُس پہ چھوٹے چھوٹے ہیں
اور اسی صنف میں ہیں نارو بھی   فیتے کی طرح جو کہ ہوتے ہیں
لمبے لمبے یہ ہوتے ہیں کیڑے   بعض تو بیس گز کے ہوتے ہیں
ہوتے انڈوں سے ہیں وہ سب لبریز   جتنے اُن کے بدن کے ٹکڑے ہیں
انڈے خود جسم سے جدا ہو کر   منتشر ہو کے خشک ہوتے ہیں
گھانس یا اور چیز میں مل کر   معدہ میں جاتے جب وہ انڈے ہیں
انڈے معدہ کی پاتے ہیں گرمی   اُن سے بچے وہیں پہ ہوتے ہیں
جسم خنزیر میں پہنچ کر وہ،   اُسکو بیمار ڈال دیتے ہیں

لحم خنزیر کھاتے ہیں جو لوگ	اُن کو اُن سے بہت ہی خطرے ہیں
دوسری قسم میں ہے دودِ الخیط	اور اُسے راؤنڈ ورم کہتے ہیں

مکڑی

مکھیاں بیچاری مکڑی سے بھلا کیونکر بچیں،
جال پھیلاتی ہے یہ اور کرتی ہے اُن کو شکار
آٹھ پاؤں مکڑی کے ہوتے ہیں اور جبڑے بڑے
اور اُن کے ڈنک ہوتے ہیں بہت ہی زہردار
ڈنک سے سوراخ کر دیتی ہے اُن کے جسم میں
اور وہ ہوتی ہیں اُس کی ضرب سے بالکل فگار
تکلے سے نکلے ہوئے رہتے ہیں دو زیرِ شکم
جن سے تانے بانے کا ہر طرح رہتا ہے شمار
نٹ کی صورت رسیوں پر دوڑتی پھرتی ہے وہ
اور جھپٹ پڑتی ہے آ پھنستا ہے جب کوئی شکار
تار سے جالے کے قیدی کے جکڑ کر ہاتھ پاؤں
وہ اُچھلتی کودتی کرتی ہے شکرِ کردگار
مکڑی مل جائے تو لیموں کا لگا دو تم عرق
ورنہ کھجلی ہو گی پاؤ گے نہ تم ہرگز قرار

اس کے جانے کی اُسے دیتے ہیں گڑ میں گولیاں
ایک دن کے وقفہ سے جس شخص کو آئے بخار

اس کی دُم میں چار سے ہوتے ہیں روزن آٹھ تک
اور عرق اُن سے نکلتا رہتا ہے اک لیس دار

بیٹھ کر اوپر کو نیچے کی طرف جاتی ہے یہ
چیپ تھوڑا سا لگا کر چھوڑتی جاتی ہے تار

چیپ ہر سوراخ سے ہوتا ہے جاری ایکساتھ
سخت ہو کر قطرۂ شبنم کی کرتا تھا سہار

مکڑیاں بھی منقسم ہوتی ہیں چند اقسام پر
بعض اینٹھ جالا تنتی۔ کھینچتی ہیں بعض تار

حیوانات کا پانچواں طبقہ

وہ جانور جس کی جلد پر کانٹے ہوتے ہیں

ہوتے ہیں جسکے جسم پر کانٹے
سات ہوتی ہیں نوعیں اُن سب کی

سیہی کیطرح بعض ایسے ہیں
بعض پر ہوتی ہے کرن نکلی

ہوتا ہے اس کا بیچ ہی میں منہ
جلد پر جس کے ہے کرن ہوتی

بعض کے کھپری سر پہ ہوتی ہے
جس میں اوراق ہوتے ہیں کلسی

انہیں اوراق میں ہیں خار نما
نلکیاں چند پتلی پتلی سی

چاہتا ہے یہ جب کبھی چلنا
پاؤں بنتی ہیں نلکیاں سر کی

ہو سمندر جہاں کہیں پایاب
نوع رہتی ہے اس جگہ اسکی

آئیں اک بار بیس بیس ہزار
پکڑے گر جال ڈال کر کوئی،

تار امچلی بھی اسمیں شامل ہے
ہوتی ہے پانچ ہاتھ جو لمبی

ٹوٹ جاتا ہے ایک ہاتھ اگر
اُس کو قدرت ہے پھر عطا کرتی

ایک گروا سا اسکے بیچ میں ہے
ور اُسی میں ہیں شاخیں ہاتھونکی

حیوانات کا چھٹا طبقہ

جوفیہ

جسم پر جن کے جوف ہوتا ہے
ایک ہے اُن میں ہدریہ ہوتا

ہدریہ یعنی پٹیا سانپ کی طرح
قرص رکھتا ہے اُسکا ایک سرا

قرص ہوتا ہے مثل ہاتھونکے
دوسری سمت میں ہے مُنہ اُسکا

قرن ہیں اُسکے مُنہ کو گھیرے ہوئے
جن سے لیتا ہے اور کھاتا غذا

ایک ہی وقت ایک انڈے سے
بچے ہوتے ہیں بیسیوں پیدا

بچے انڈوں سے جو نکلتے ہیں ۔۔۔ پھوٹتا اُنہیں سے ہے پھر بچّا
ہیں نباتات سے یہ جو ملتے ہوئے ۔۔۔ ہے عجب کارخانہ قدرت کا
گُل حیوانی بھی ہے اُس کا نام ۔۔۔ لاؤ اور رکھو مدتوں نہ غذا
ہے اسی میں شقائق النعمان ۔۔۔ اور ہوتا اسی میں ہے مونگا
سلسلہ ان کا ہوتا ہے دیکھو، ۔۔۔ کئی سو میل تک جزیرہ نما
ہے جمادات کی بھی شان اسمیں ۔۔۔ اور حیوانوں کا بھی ہے جلوا
اے خدا تیری شان کے صدقے ۔۔۔ تیری ممکن نہیں ہے حمد و ثنا

لاکھ اور چپڑا

(لاکھ کے کیڑے اور اُنکے گھر)

بیر۔ پیپل۔ ڈھاک پر جو ہیں یہ چھوٹے بلبلے
دیکھنے میں صاف اور شفاف اور کچھ چپچپے
جانتے ہو کیا ہیں؟ یہ ہیں لاکھ کے کیڑوں کے گھر
اور گھر بھی ایسے دیواریں ہیں جنمیں اور نہ در
چوستی ہے مادہ اُس کیڑے کی، رس جب شاخ کا
تو نکلنے لگتا ہے اُس شاخ سے اک چیپ سا
پھیلتا ہے چیپ، اور چھوٹی سی چپٹی گول لال
آتی ہے اسمیں نظر وہ مادہ ذرہ کی مثال

(توالد و تناسل کا طریقہ)

موسم گرما میں وہ دیتی ہے انڈے بھی بہت
قبل بارش اُن سے پھر ہوتے ہیں بچے بھی بہت
بچے اس کے گھر سے پھر باہر نکلنے لگتے ہیں
سُرخ ذرّوں کیطرح شاخوں پہ چلنے لگتے ہیں

لاکھ کی وجہ تسمیہ

پشتوں پر پشتیں اُسی پر ان کی ہوتی ہیں بسر
لاکھ کی دَل دار تہہ پھر جم کے آتی ہے نظر
ایک ٹہنی پر یہ کیڑے کم سے کم رہتے ہیں لاکھ
اور اسی باعث سے اسکو لوگ سب کہتے ہیں لاکھ

لاکھ نکالنے کا طریقہ اور موسم

قبل انڈے دینے کے ہوتی ہے سُرخی خوب ہی
لیکن اسکے بعد پھر ہوتی ہے رنگت میں کمی
قبل گرما۔ بعد بارش دو دفعہ ہر سال میں
جمع کرکے ٹہنیوں کو رنگ اُن کا لیتے ہیں

لاکھ کی اقسام

توڑ کر کیڑوں سمیت اُن کو اکھٹا کرتے ہیں
اور اس کا نام کچّی لاکھ پھر سب دہرتے ہیں
پھر بھگو کر لاکھ کو سب چُور کرتے رہتے ہیں

اور اس چُورے کو ہم سب لاکھہ دانہ کہتے ہیں

لاکھہ دانہ رکھہ کے پھر کپڑے میں سینکا جاتا ہے

اور پگھلنے پر وہ کپڑا پھر نچوڑا جاتا ہے

چکنے چکنے پتوں پر کرتے ہیں پھر ٹھنڈا اُسے

خشک ہو جاتی ہے تو کہتے ہیں پھر چپڑا اُسے

لاکھہ کے استعمال اور اُسکے فوائد

چوڑیاں بنتی ہیں اکثر لاکھہ کی بنتا ہے رنگ

واہ کیا کہنا ہے کیسا خوشنما پایا ہے رنگ

موم اور گندک ملا کر رنگ سازی کیجیے،

شال رنگیے۔ رنگ کر تیار گاڑی کیجیے،

واہ کیسے بیل بوٹے ہیں در و دیوار پر

کانچ اور لکڑی کی چیزوں پہ ہی رنگت کسقدر

اس سے اکثر لوگ پلتے اور کماتے ہیں یہاں

اور اس کی چیزوں سے اپنے سجاتے ہیں مکاں

مُہر چپڑے کی لگاتے۔ کام لیتے ہیں بہت

آدمی کو دیکھو کیڑے نفع دیتے ہیں بہت

یہ گراموفون ہے جو اور ہے فوٹوگراف

اس کی ہی چوڑی پہ اُس کی آتی ہے آواز صاف

رکھتی ہے بجلی کو اپنے سینہ میں یہ مستتر

ساری دُنیا کام جس سے لیتی ہے شام وسحر

لاکھ کے کیڑوں کی کارآمد نصیحت

فائدہ ہے آپ کا تو گھر کو میرے توڑیئے

خون تو لیکن بدن میں میرے باقی چھوڑیئے

خون کی ہے گر ضرورت فصد کی صورت سے لو

مارتے کیوں ہو میں کام آتا ہوں زندہ رہنے دو

لاکھ کا گھر خاک کرتے ہو کرو لیکن جناب

پرورش میری کرو تو فائدہ ہے بے حساب

لاکھ دیتا ہوں میں اور لاکھوں فوائد اُسکے ساتھ،

اور تم اُس پر بھی میرے خون سے بھرتے ہو ہاتھ

حیوانات کا ساتواں طبقہ

وہ جانور جنکے اعضا وجوارح نہیں ہوتے

نہ اعضا ہیں انہیں نہ انکے جوارح
پرو ٹو پلازم سے ہیں یہ مرکب
شجر کا تنہ ہوتا ہے جس طرح سے

یہ ادنیٰ نمونہ ہیں حیواں کے گویا
سفیدی سے انڈے کی جو ہے مشابا
اُسی قسم کا ہوتا ہے پاؤں ان کا

یہ خود مادّہ اپنا کرتے ہیں خارج — سمیٹ اُس کو خود لیتے ہیں حسب منشا
اُسی سے غذا اپنی کرتے ہیں حاصل — یہ اسفنج کیا شے ہے مجموعہ انکا
کبھی بنتا ہے اُس سے اسفنج دیکھو — بنا کرتا ہے سینگ جس مادّہ کا،
یہ اسفنج جو آپ سب دیکھتے ہیں — یہ ہے محض اک سارکوودں کا ڈہانچا
چڑہا رہتا ہے گوشت ڈہانچے کے اوپر — مگر اُس کا پہر گوشت ہی پھینکا جاتا
غذا سارکوودں کو ملتی ہی اُس سے — جو پانی کہ ہے اسمیں ہو کر پہُنچتا
نقیعیہ بھی ایک ہے نوع اسکی — جو بے خردبیں کے دکھائی نہ دیگا
ہیں اک قطرہ میں ایسے کیڑے ہزاروں — گہر ان کا ہوا اور پانی کا ذرا
سمجھ ہی میں آتا نہیں راز ہستی — عجب اُس کی قدرت کا ہی کارخانہ
بنایا ہمیں فضل سے اپنے انساں — ہے احسان تیرا خدائے تعالے
ہیں دُنیا میں یہ جانور جتنے موذی — تو رکھتا ہے محفوظ اُن سے ہمیشا
غذا جس کی جو ہے وہ ملتی ہی اسکو — تو ہی سب کا ہے پرورش کرنیوالا
نہیں رکھتا ہے جو کہ اعضا ہی بالکل — ہے اُس پر بھی پوری طرح فضل تیرا
کوئی خردبیں سے نظر آرہا ہے — کوئی اُسکو ثابت ہے کمزور کرتا
کسی کے ہزاروں ہی ہوتے ہیں انڈے — کوئی ایک یا دو ہی ہے بچے دیتا

یہ نظمیں کرو یاد اے پیارے بچو
انہیں میں ہے کُل علم حیوان پورا

پتھر کا کیڑا

مکان اسکا ہے واقعی خوب پختہ
ہے چھت اور دیوار بھی خوب پختہ

خدا اُسکو دیتا ہے کھانیکو اچھا
ضرورت کی ہیں ساری چیزیں مہیّا

وہ پتھر سے کیوں نکلے کیوں آئے باہر
ملے جب کہ ہر چیز پتھر کے اندر

وہیں اُسکو ملتا ہی قدرت سی کھانا
سمجھتا ہے پتھر کو وہ ہماری دُنیا

وُہی اس کا ماوا وُہی اُسکا ملجا
وُہی اُسکا گھر اور وُہی اُسکا کمرا

وُہی اس کی دُنیا وُہی اُسکا مسکن
وُہی اُس کا مولد وُہی اُسکا مدفن

نہ سردی سے مطلب نہ گرمی سی مطلب
نہ چولھے سے مطلب نہ چکّی سی مطلب

غرض آگ سے اور نہ پانی کی حاجت
نہ غلہ سے مطلب نہ کھیتی کی حاجت

تیسرا باب

(جمادات)

کرتی رہتی ہے یہ دیکھو رات دن چکر زمیں
گر پڑے گی دیکھ لینا ایک دن تھک کر زمیں
اور سیّاروں کی صورت ہے مدارِ ارض بھی
اور گردِ شمس پھرتی رہتی ہے اُس پر زمیں
دوسرا زہرہ کا اور پہلا عطارد کا مدار
بعد اس کے رکھتی ہے یہ تیسرا نمبر زمیں
اپنے محوَر پر یہ پھرتی رہتی ہے لٹّو کی طرح،
رات دن میں کرتی ہے یہ ایک ہی چکّر زمیں
آج تک سائینس نے سمجھا نہ اس کا مسئلہ
یہ کشش ہے کس لئے؟ جاتی ہے کیوں کھنچکر زمیں
گرچہ ساڑھے بارہ لاکھ حصّہ ہے حجم آفتاب
اندفاعی قوّتوں سے آتی ہے بچ کر زمیں
وہ کرہ ہے۔ دیکھے گردش چال تو دیکھو ذرا

جھومتی ہے غالباً یہ کچھ نشہ پی کر زمیں

ریلوں پر ریلیں چلی جاتی ہیں سیاروں کی روز
اُس کی قدرت ہے نہیں کھاتی جو یہ ٹکر زمیں

سب کے اوپر اسکا جو حصّہ ہے وہ ہی قشر ارض
سرد ہے وہ بعد اُس کے گرم ہے اندر زمیں

اس کے اندر مادہ اب تک رقیق و گرم ہے
زلزلہ سے جو اُگلتی رہتی ہے اکثر زمیں

ایک پگھلے مادہ کی طرح تھی یہ پیشتر،
پڑ کے ٹھنڈا قشر اُبرا ہو گیا استر زمیں

تپنا جب موقوف اس کا ہو گیا۔ پانی ہوا
اور نمو سے ہو گئی سرسبز پھر اکثر زمیں

ریت کے پتھر ہیں اسمیں۔ چونے کے پتھر بھی ہیں
ہیں نمک بھی اور مرکب رکھتی ہے پتھر زمیں

ہیں رکازات اور صخرہ۔ دھاتیں قشر ارض میں
اور فضا میں اُڑتی ہے بے بال اور بے پر زمیں

ترچھی نظروں سے اسے جب دیکھتا ہے آفتاب
سرد پڑ کر کپکپا دیتی ہے پھر اکثر زمیں

یہ زمیں ہی لاتی ہے سارے جہاں کی نعمتیں
ہے ہمارے واسطے نوکر سے بھی بڑھ کر زمیں

زمین کا دوسرا بیان

یہ زمیں جس پہ رہتے ہیں ہم لوگ
اور پچیس میل موٹا ہے
اور پگھلا ہوا سا مادہ ہے
جب ہو آتش فشاں پہاڑ کوئی
اس کے پتھر ہیں بعض تو ایسے
اور بعض ایسے اسمیں پتھر ہیں
کھریا۔ اور مرمر اک مرکب ہے
مرکری آکسائڈ آپ جو لیں
سرخ مٹی کا جزو تو سو پونڈ
جسقدر مٹی اور پتھر ہیں
بنتی ہیں دہاتیں آکسائڈ خود
دہات کا آکسائڈ ہوتا ہے
نیز مٹی میں اور پتھر میں
جست میں سیسا ہوتا ہی شامل
کاربن اور ہیڈروجن سے
کوئلہ سے نکلتا ہے جو دہواں
رفتہ رفتہ یہ ہوگیا پتھر

اسکے اوپر کا قشر ہے ٹھنڈا
قشر یعنے زمیں کا چھلکا
بیچ میں پتھر اور دہاتوں کا
تو نکلتا ہے اس سے یہ لاوا
جن پہ ایسڈ اثر نہیں کرتا
جن میں ہوتا ہے جزو چونے کا
چونے اور کاربانک ایسڈ کا
ایک سو آٹھ پونڈ۔ تو ہوگا
اور فقط آٹھ پونڈ ہی پارا
جزو سب میں ہے آکسیجن کا
گر اثر ہو کچھ آکسیجن کا
وزن میں اصل دہات سے بھی سوا
جزو شامل ہے اور دہاتوں کا
نیلے تھوتھہ میں ہوتا ہے تانبا
ہے اسی طرح کوئلہ بھی بنا
دینے لگتا ہے وہ دہواں شعلہ
کوئلہ ورنہ پہلے لکڑی تھا

گیس کی روشنی جو دیکھتے ہو — وہ دھواں ہی ہے صرف کوئلہ کا
اور نکلتی ہے کوئلہ سے رال — رنگ بھی ارغوانی اور اودا
کوئلہ میں ہو کاربن ہی اگر — تو چمکتا ہے بن کے وہ ہیرا
کوئلہ یعنی کاربن ہے وہ، — پینسل میں جو ہوتا ہے سرما
مفرد اشیا زمین میں ہیں چند — اور مرکب بھی ہیں بہت اشیا
ہیں عناصر میں دہات بھی شامل — اور گندک وغیرہ اس کے سوا
ہے عناصر اسی طریقہ پر — گیس، یعنی ہوائیہ اجزا
سیسہ سے بنتا ہے سفیدہ بھی — اور سیندور بنتا ہے اس کا
جس کو مُردار سنگ کہتے ہیں — کیا ہے وہ؟ آکسیجن اور سیسا
ہے نمک بھی زمیں کی پیداوار — جس میں شامل ہے سجّی اور شورا
ہے سلیکان بھی عجب عنصر — لوگ جس سے بناتے ہیں شیشا

چاندی

چاندی پر بھی آکسیجن کا نہیں ہوتا اثر — دہات ہوتی ہے یہ بیحد صاف اور چمکیلی سی
تار پتلے پتلے اسکے کھینچتے ہیں بشتر — ڈاکٹر۔ جرّاح۔ انسے سیتے ہیں زخموں کو بھی

گندک اور آب وہوا۔ انڈے وغیرہ کا اثر — کچھ سیاہی لا کے اسکی کرتا ہی زائل چمک
چڑھتی ہے بے قوت برقی بھی چاندی شئی پر — اور چیزوں پر نہیں چڑھتی۔ نہو وہ جبتلک

بیشتر چاندی کے خالص سکّے ڈہالے جاتے تھے ۔ ایڈورڈ اوّل نے آمیزش مگر کی تانبے کی
پہلے جو سکّے تھے چاندی کیطرح کام آتے تھے ۔ اب نہ خالص چاندی کے سکّے نہ گنّی سونے کی

بعد سونے کے ورق باریک اسکے ہوتے ہیں ۔ اور استعمال اُن کا دل کو کرتا ہے قوی
اسکے زیور دیکھیے تو کیسے اچھے اچھے ہیں ۔ تار سے بُنتے ہیں اسکے گوٹہ ٹھپہ اور توئی

پتھروں میں ملتی ہے یہ مختلف اقسام کے ۔ اور دہاتوں میں بھی مِل جُلکر نظر آتی ہی یہ
اسکے جو پتھر ہوں ٹکڑے کرکے چھوٹے چھوٹے سے ۔ تیز دیں گر آگ اس کو تو پگھل جاتی ہی یہ

لاگ سے پارہ کی دہاتیں اور کرتے ہیں جُدا ۔ جو ملی رہتی ہیں اُسکے پتھروں اور کان میں
ہوتی ہی کثرت سے گندک اور دہاتوں کے سوا ۔ بیشتر آتی ہے امریکہ سے ہندوستان میں

وزن میں پانی سے یہ ہوتی ہی بھاری دس گنا ۔ کرتے ہیں اسکا ملمع برتنوں پر بیشتر
اسکے اور سونے کے کشتہ میں ہی بیحد فائدا ۔ اور پڑتا قوتِ قلبی پہ ہے ان کا اثر

سونا

سونا اپنی رنگت اور حالت بدلتا ہی نہیں ۔ یہ بڑی مضبوط نرم اور بیش قیمت دہات ہے
ریت سے بے پارہ کے ہرگز نکلتا ہی نہیں ۔ پارہ اُسکو کھینچتا ہے خوبصورت دہات ہے

گندک اسمیں ہو۔ نہ اس میں آکسیجن کا اثر
زنگ لگ سکتا نہ ہو سکتی ہوا اس میں دخیل
تار باریک اسکا ہو تو آ نہیں سکتا نظر
تین ماشہ تار جا سکتا ہے اسکا پانچ میل

حل کبھی سونا نہیں ہو سکتا ہی تیزاب میں
حل اگر کر سکتا ہے اُس کو تو اکوا ریجیا
اس کا حل دلکش بہت ہوتا ہے آب و تاب میں
اور تپانے سے نکلتی اس سے ہے اقلیمیا

لیس اور گوٹا کناری بن کے اُسکے تار سے
عورتوں کو دیکھئے کرتے ہیں کیسا زرق برق
وہ بچا کر روپیہ کچھ اپنے کاروبار سے
چاہتی ہیں ہونا سر سے پاؤں تک سونے میں غرق

پیلا پیلا یہ چٹانوں میں چمکتا رہتا ہے،
کٹ کے پانی سے چٹانیں ریت بہہ جاتی ہو گر
ریت میں دریا کے بھی پھر یہ دمکتا رہتا ہے
لوہے کے ذرّوں میں گو آتا نہیں پورا نظر

معدہ اور دل کا قوی کرنا ہے اسکا خاصا
اور بینائی کو دیتا ہے بہت کچھ تقویت
وزن میں پانی سے یہ اُنیس حصے ہی سوا
اور حاصل ہوتی اس سے ہر طرح کی منفعت

ساحل افریقہ امریکہ میں اور یورپ میں بھی
کانیں اسکی ہیں اگر چاہو نکل آتا ہے یہ
پھیرتے ہیں آنکھ میں اکثر سلائی سونے کی
اور چاندی پر بھی آسانی سے چڑھ جاتا ہی یہ

تانبا

ہو ہوا مرطوب تو تانبے پہ پڑتا ہے اثر　　اور جو زنگ اس پہ ہو زنگار کہتے ہیں اُسے
تار لیجاتا ہے اس کا سیل برقی زود تر　　برتن اور پرزے وغیرہ بھی ہیں اس سے ڈہالتے

آگ پر آہستہ آہستہ یہ جلنے لگتا ہے　　اور جلائیں دیر تک خالی تو ہو جاتے ہیں چھید
ٹین اور تانبا ملائیں گر تو بنتا کانسا ہے　　اور اسی باعث سے کانسا ہوتا ہی کچھ کچھ سفید

جست اور تانبے کی آمیزش سے پیتل بنتا ہی　　تانبا پیتل اور کانسہ کام آتا ہے بہت
بنتا تانبے سے جہازوں کا عموماً پیندا ہے　　ہو فقط لکڑی تو کیڑا اُسکو کہاتا ہی بہت

گندک اور لوہا وغیرہ اسمیں ہوتے ہیں ملے　　اور بہت نیچے چٹانوں میں ملا کرتا ہی یہ
پھر گلاتے اور سانچوں میں ہیں اسکو ڈہالتے　　ہند میں نیز اور ملکوں میں ملا کرتا ہی یہ

برتنوں کو اسکے بے قلعی نہ رکھنا چاہیے　　ورنہ اسکے زنگ میں ہوتی ہی بیحد سمیت
ایک حصہ جست اور دو حصے تانبا چاہیے　　بنکے پیتل دیتا ہی جو پھر بہت کچھ منفعت

وزن میں یہ نو گنا پانی سے بھاری ہوتا ہی　　کوٹنے سے اسکے بھی باریک بنتے ہیں ورق
ڈہالا جاتا اسکا بھی ہر سلطنت میں سکہ ہے　　مختصر لکھتا ہوں میں تم یاد رکھو یہ سبق

لوہا

دہات لوہے کی جو بھٹی میں اسکو ڈال کر — کوئلوں پتھر کے چونے میں پکائی جاتی ہے
بھٹی کے روزن سے بہہ کر آتا ہے وہ بیشتر — مٹی جو رہتی ہے باقی وہ بہت کام آتی ہے

ہوتا ہے یہ کچا لوہا پھر پکاتے ہیں اسے — آکسیجن اور میل اس سے نکل جاتا ہے پھر
مار کر اس پر ہتوڑے پھر تپاتے ہیں اسے — پکا لوہا اس طرح اس سے نکل آتا ہے پھر

اس کو پگھلا کر بنایا جاتا ہے فولاد بھی — بیش قیمت جس سے پرزے بنتے ہیں اور اسلحا
ہے اسی لوہے سے یہ سب سازو برگ زندگی — روٹی کپڑا مل نہیں سکتا ہے بے اسکے ذرا

جتنے پیشہ ور ہیں یہ اوزار دیتا ہے انہیں — سب سے سستا بھی ہے اور ہے سب سے قیمت میں سوا
توپ اور بندوق اور تلوار دیتا ہے انہیں — ہیں زمانہ بھر میں جتنے جنگجو کشورکشا

آٹھ حصے وزن میں ہوتا ہے پانی سے سوا — معدہ کو دیتا ہے طاقت اسکا شربت اور عرق
اور دیتا ہے سفوف اس کا بھی بیحد فائدا — اسکے ہی حالات ہر صنعت کا دیتے ہیں سبق

پارہ

پارہ کہتے ہیں جسے وہ ایک ہی سیال دہات   آگ پر رکہیں تو اُڑ جاتا ہے پانی کیطرح
دہات کی بہی قسم ہے اور ہی وہ قسم پایعات   اور سفیدی بہی ہی۔ بالکل اسمیں چاندی کیطرح

اس سے مقیاس الحرارت اور مقیاس الہوا   اور بناتے ہیں اسی صورت سے چیزیں بیشتر
وزن میں پانی سے بہاری ہی سوا تیرہ گُنا   یہ پلاٹینم سے اور سونے سے ہلکا ہے مگر

دیتے ہیں تشبیہ سب اسکو دل بیتاب سے   اور نہیں رہتا ہے اسکو ایک حالت پر قرار
کام اکثر لیتا ہے سائینس بہی سیماب سے   کام لیتے ہیں ڈاؤ سنیں بہی اس سے بیشمار

نکل

ہے نکل اک دھات چاندی کی طرح بالکل سفید
سائیکل کے بنتے ہیں کیا اچھے جس سے ہینڈل
چمچے اور کانٹے وغیرہ ہیں جو چاندی کی طرح
جزو چاندی کا نہیں ہے اُمیں بالکل ہے نکل
مل کے یہ فولاد سے مضبوط کرتی ہے اُسے
جست اور تانبے میں ملکر ہوتی ہے یہ ایک دل
بجلی سے تہہ دیکے اس کی پھر ملمع کرتے ہیں
اور ملمع ہو کے ہر ایک چیز ہوتی ہے سجل

سائنس کی دوسری کتاب

طبیعیات۔ ہیئت۔ علم حیات۔ اور علم افعال اعضا
کے ابتدائی مسائل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلا باب

فزیکل سائنس یعنی علم طبیعیات

نئی نئی رنگتیں کہاں سے آئیں اور کس طرح بنیں

(حسینہ اور اُس کے ابّا کی دو دو باتیں)

حسینہ اپنے ابا سے پوچھ رہی ہے }
آسمان پر جو کھنچ رہی ہے کمان — رنگ ہیں اسمیں کیسے ابّا جان
سُرخ، نارنگی، سبز اور پیلا — آسمانی۔ بنفشی، نیلا،
ایک سے ایک رنگ ہے پیارا — اچھے ابا بتا دو نام اسکا

حسینہ کے ابا۔ بیٹی قوس قزح ہے اسکا نام — اور سورج کے رنگ ہیں یہ تمام

حسینہ (کچھ نہ سمجھکر)۔ کیا؟
حسینہ کے ابّا۔ دہنک } مصرعہ ادلے
حسینہ (اعتبار نہ کرکے)۔ اور کچھ کہا تھا ابھی

حسینہ کے ابا۔ قوس

حسینہ ۔ جی } مصرعہ ثانی

حسینہ کے ابا سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے } وہ بھی نام ہے بیٹی

بیچ میں گر زمیں نہ ہو حائل / دائرہ قوس کا رہے کامل

دو دو اور تین تین قوسیں بھی / نظر آتی اسی طرح ہیں کبھی

حسینہ (حیرت سے) ابا سورج میں ہوتی ہے رنگت!

حسینہ کے ابا۔ بیٹی یہ سب اسی کی ہے رنگت

انہیں رنگوں سے روشنی ہے بنی / اور انہیں سے کمان بھی ہے بنی

اس کے اوپر جو ابر ہے کالا / اسکی بوندوں میں عکس ہے اسکا

حسینہ (بات کاٹ کر)۔ کس کا عکس ابا؟

حسینہ کے والد۔ بیٹی سورج کا } آؤ سمجھا دوں حال سب اسکا

سہ پہل ہے قلم جو بلوری / ہاتھ میں اس کو لیکے دیکھو بھی

حسینہ دیکھتی ہے اور اسکے ابا دریافت کرتے ہیں } جو دھنک میں ہیں۔ ہیں وہی سب رنگ؟

حسینہ ۔ جی ہاں۔ اور ہو گئی ہیں دیکھ کے دنگ

حسینہ کے ابا۔ دنگ ہونے کی بات کیا بٹیا / یہ تو ایک چٹکلا ہے قدرت کا

یہ جو سورج دکھائی دیتا ہے / ساری چیزوں پہ عکس اسکا ہے

پھینک دیتی ہے رنگ کوئی شے — کھینچ لیتی ہے رنگ کوئی شے
پھول، پتے نے رنگ جو کھینچا — بس وہی رنگ ہو گیا اس کا
جسمیں سب رنگ ہیں وہ کیا ہے؟ سفید — بس یہ ہے ساری رنگتوں کا بھید
پڑتی ہیں آڑی ٹیڑھی بوندیں بھی — اور قلم بھی ہے دیکھو ترچھی
ہے قلم بھی سفید۔ بوندیں بھی، — اور ہیں اس میں رنگتیں ساری
خاصہ ہے شعاع کا یہ اور — اسے اچھی طرح سے سن لو بغور
جسقدر جسم ہو کثیف کوئی — اُتنی ہی اُس سے ٹیڑھی نکلے گی
جسم نورانی اور کثیف ہو گر — سیر آتی ہے اُس سے خوب نظر
پھول اور پتیوں کی رنگت سے — رنگ تیار ہوتے ہیں سارے
کیا نہیں دیکھا تم نے ہار سنگار — اور نہیں دیکھی زعفراں کی بہار
لعل ہو یا عقیق یا نیلم، — ان سبھوں کا ہے بس یہی عالم
سُرخ، پیلی، گلابی مٹی بھی، — لیتی سب رنگتیں ہیں سورج کی
کُرتی، پاجامے اور دوپٹہ پر — رنگ سورج ہی کا ہے جانِ پدر
(مسکرا کر) وہ تو سُورج بہت ہی اچھا ہے — چور ورنہ ہر ایک اس کا ہے
مگر اُس کا بھی کیا بگڑتا ہے — یہ تو صرف اُسکا ایک خاصا
اس سے کچھ روشنی نہیں گھٹتی — نہ کرن جاتی ہے کوئی چوری
پاتے ہیں مُفت فائدہ سب لوگ — اور کماتے ہیں روپیہ سب لوگ

حسینہ (خوش ہو کر) ابّا، سورج سے فائدہ ہے بڑا
حسینہ کے والد۔ صرف رنگت پہ ہو گئیں شیدا

اس سے ہیں لاکھوں فائدے بیٹا — رنگ کیا اور اس کا فائدہ کیا
رنگ سازوں کی جان ہے سورج — باغبانوں کی جان ہے سورج
چاندی سونے کی کان ہے سورج — لوہے، تانبے کی کان ہے سورج
ہے جواہر کی کان کیا؟ سورج — اور کسانوں کی جان کیا؟ سورج
دیکھنے میں ہے گرم ٹکیا سی، — قرص لیکن ہے حفظ صحت کی
روٹی بھی اس سے کپڑا بھی اس سے — پھول بھی، پھل بھی، پتا بھی اس سے

حسینہ (حیرت سے) ابا، سب چیزیں اس سے ہوتی ہیں؟
حسینہ کے والد یہ سب کے شعاعیں بوتی ہیں
حسینہ (خوش ہوکر) آہا یہ تو عجیب قصہ ہے
حسینہ کے والد بیٹی تم نے ابھی سنا کیا ہے
کل سنائیں گے دوسرا قصا — جو بہت ہی پسند آئے گا

حرارت روشنی رنگ اور قوس قزح کا اجمالی بیان

سب جہاں میں جو ہر جگہ ہے محیط — نام ایتھر ہے اس کا یعنی، وسیط
جسم ہوتا ہے گرم جب کوئی — پھیلتی ہے وسیط میں گرمی
لہریں ہوتی ہیں اس سے ایتھر میں — موجیں جس طرح ہوں سمندر میں
اور دقایق کی ہے جو یہ حرکت — ہیں اسی سے مظاہر قدرت
یعنی شفاف جسم میں جا کر — روشنی بن کے آتی ہے یہ نظر

غیر شفاف ہوں اگر اجسام ، — تو حرارت ہے اُن میں اسکا نام
ہے حرارت بذات خود کیا شے ؟ — یہ ابھی راز اور معمّا ہے
ہے مگر آفتاب کی گرمی ، — موجب زندگانی و ہستی
ہے اسی سے نظامِ عالم سب — اور اسی کے سبب سے ہیں ہم سب
روشنی ہے اسی کے باعث سے — زندگی ہے اسی کے باعث سے
ہے اسی کے سبب سے کُل دُنیا — یہ نہ ہوتی تو کچھ نہ ہو سکتا
لہریں اس کی ہی آنکھ میں جا کر — ہمکو دکھلاتی ہیں عجب منظر ،
انہیں لہروں کی کمی بیشی — رنگ کا آگے ہے پتہ دیتی
یہ جو تفریق رنگتوں کی ہے — طولِ امواج ہی سے ہوتی ہے
رنگ اور روشنی ہی لہروں سے — حسِ سماعت کی بھی ہی لہروں سے
رنگ و آواز کا ہے ایک ہی گُر — سات ہیں رنگ اور سات ہی سُر
رنگ سیندور میں نہیں ذاتی — ہے وہ تلوین سُرخ روشنی کی
سبز رنگت کو منعکس کرکے — سبز دکھلائی دیتے ہیں پتّے
انتخابی ہے جذب کی قوت — یعنی جیسی ہو جس کی خاصیت
جذب کُل روشنی جو کرتا ہے — رنگ وہ کون سا ہے کالا ہے
قوس اوّل سے قوس ثانی کی ، — ہوتی ترتیب رنگ ہے اولٹی
داخل ہوتی ہیں نچلے حصّوں میں — ترچھی ہو کر شعاعیں قطروں میں
اور جو قوس اندرونی ہے — اُس میں اوپر سے داخل ہوتی ہے
پہلی میں ہے بنفشئی اندر ، — دوسری میں بنفشئی باہر

پہلی میں سرخ رنگ اندر ۔۔۔ اور ہے دوسری میں وہ باہر
انکسار انعکاس روشنی کا ۔۔۔ گر ہو قطروں میں وقت صبح و مسا
جلوہ دکھلاتی ہے دھنک اپنا ۔۔۔ اور ہر رنگ ہے بسیط اُس کا
ہو دو بار انکسار روشنی کا ۔۔۔ انعکاس ایک بار روشنی کا
تو دکھائیں گے قطرے پہلی قوس ۔۔۔ دونو دو بار ہوں تو دوسری قوس
مرکز چشم سورج اور قوسین، ۔۔۔ ہیں یہ سب خط مستقیم ہی میں
اسلئے نصف دائرہ سے بڑی ۔۔۔ کبھی قوس قزح نہیں ہوتی
انکسار شعاع سرخ ہے کم ۔۔۔ اور نارنجی اور بھی مدہم
رنگ ہے جو بنفشئی اُس کا، ۔۔۔ انکسار شعاع ہے اعلےٰ
طول امواج بھی ہے اُسکا سوا ۔۔۔ سرخ کا بعد اُس کے ہے رتبا[ل]

آواز

آواز کے مظاہر دُنیا سے ہیں نرالے ۔۔۔ کس کس اثر پر اسکے انساں نگاہ ڈالے
ہے انعکاس اسمیں اور انحراف بھی ہے ۔۔۔ اور دونو میں مشابہ یہ مثل روشنی ہے

ل بنفشئی رنگ کا طول موج تقریباً $\frac{۱}{۵۷۵۰۰}$ انچ ہے اور سرخ روشنی کا $\frac{۱}{۳۹۰۰۰}$ انچ۔ اور دوسرے رنگ کی قوسیں ان دونوں کے درمیان واقع ہیں۔ بنفشئی رنگ کا احساس اُس وقت ہوتا ہے جب ایک سکنڈ میں ۶۹ نیل۔ ۹۰ کھرب۔ تحریکیں رکہاے چشم پر پیدا ہوں۔ اور سرخ رنگ کا اُس وقت ہوتا ہے جب کہ ایک سکنڈ میں ۴۵ نیل۔ ۴۴ کھرب۔ ۳۹ ارب۔ ۹۲ کروڑ موجیں آنکھ پر آکر لگیں۔

رفتار مختلف ہی گا سونمیں اور ہوامیں — اور پہیلتی نہیں ہے ہرگز کبہی خلامیں
رفتار ہے ہوا سے پانیمیں اسکی بڑہ کر — اور ٹہوس جسم میں ہی اُس سی بہی یہ فزوں تر
جتنا زیادتی پر ہو درجۂ حرارت — اتنی ہی حاصل اسکی کرتی ہی چال سرعت
ہی اشتداد اسکا مبنی کثافتوں پر، — ہوں متحد گر اجزا آتی ہی صاف اکثر
جاتی ہے تار پر یہ رُکہتی نہیں ذرا بہی — کندہوں پر اپنے اسکو لیجاتی ہی ہوا بہی

ڈوبنے اور تیرنے کا راز

عبد العزیز اور اُس کے بڑے بہائی کا مکالمہ

(بڑا بہائی) ڈوبتی ہیں بعض چیزیں۔ تیرتی ہے کوئی چیز
کیا سبب ہے اسکا بتلاؤ میاں عبد العزیز؟

(عبد العزیز) تیرتی وہ شے ہی جسکا وزن ہوگا اتنا ہی
جسقدر مقدار ہے اتنی جگہ کے پانی کی
دیکہئے نہ ایک کشتی جسقدر پانی میں ہے
وزن ہلکا اُتنے پانی سے بہت کشتی میں ہے
تیرتی ہے اسلئے پانی پہ کشتی بہائی جان
خواہ ہو سامان اُس پر کتنا بہاری بہائی جان
اُتنے پانی سے دگہری ہی جتنے پانی سے اگر

وزن بڑہتا ہے تو بے ڈوبے نہیں ہوتا مفر
سونا، تانبا، لوہا، پتیل گہیرتا ہے جتنی جا
اُس قدر پانی سے اُن کا وزن ہوتا ہے سوا
ہے یہی باعث کہ گرتے ہی پتہ چلتا نہیں
(بڑا بہائی) اور گہڑا پتیل کا اُسدن کس لئے ڈوبا نہیں؟
(عبدالعزیز) سیدہا رکہا تہا ہوا کی وجہ سے ہلکا بہی تہا
ہوتا گر اوندہا تو بیشک ڈوبتا پہر ڈوبتا
(بڑا بہائی) واہ وا، شاباش، تم نے خوب سمجہایا ہمیں
(عبدالعزیز) آپ نے انعام لیکن کچہہ نہ دلوایا ہمیں،
مسکراکر
(بڑا بہائی) لو یہ گنی،
جیب سے نکالکر
(عبدالعزیز) واہ میں اس کا کروں گا لیکے کیا
آپ منگوادیں رسالہ وہ مجہے سائنس کا

جوہر فرد اور مادّہ

جسقدر ہیں جواہر فردہ، — مادے اُنسے بنتے رہتے ہیں
وہ مرکب نہیں کسی شے سے — بلکہ ترکیب سب کو دیتے ہیں

جوہرِ فرد کا ہے مجموعہ — مادّہ جس کو لوگ کہتے ہیں
جسقدر ہیں مرکّبات اسکے — قوتِ رفع و جذب کہتے ہیں
ہیں یہی دونو قوتیں حرکت — کام دُنیا کے جن سے چلتے ہیں
خاص نسبت سے ملکے یہ ذرّے — صورت و شکل پیدا کرتے ہیں
اپنی قدرت سے اُسنے ذرّوں کو — اثراتِ عجیبہ بخشے ہیں
ایک ذرّہ میں ہائیڈروجن کے — سات سو کہربائی ذرّے ہیں
اور وہ ایک لاکھ ساٹھ ہزار — ایک ذرہ میں ریڈیم کے ہیں
پاکے ترکیب خاص نسبت سے — جانے کیا کیا یہ بنتے رہتے ہیں
عالم ان سے ہوا وجود پذیر — آپ اور ہم بھی کیا ہیں؟ مادے ہیں
جسقدر ہیں مظاہرِ عالم — ایک قانون پر ہی چلتے ہیں
یعنی ناظم جو کائنات کا ہے — سب پتہ اُسکا صاف دیتے ہیں
پھر یہی ہیں فضا میں چاروں طرف — یہی ذرے جو چھوٹے چھوٹے ہیں
فاصلہ ان کا کرتا ہے جو پُر — ایتھر اسکو ہی لوگ کہتے ہیں
ہے جو نسبت گرہ کو تاگے سے — وُہی ایتھر سے ذرے رکھتے ہیں
ہے ہمہ گیر وہ اور اُس سے ہی — متصل سالمات ہوتے ہیں
ایتھر اک ایسی شے ہی جسمیں حواس — کام دے سکتے اور نہ دیتے ہیں
نہ وہ آنکھوں سے ہے نظر آتا — نہ اُسے لوگ سونگھ سکتے ہیں
جب حواس اسمیں ہی معطل ہیں — اُسکو کیا سمجھیں جسکے جلوے ہیں
جتنے ماہر ہیں علم حیوان کے — صاف لفظوں میں سب یہ کہتے ہیں

جیسی جس جانور کو حاجت ہے — ویسے ہی عضو اُسکو بخشے ہیں
جن حواسوں کے ہیں جو حاجتمند — وُہی قدرت سے اُن کو ملتے ہیں
ہمکو بھی اُسنے وہ حواس دیے — جنسے سب کام خوب چلتے ہیں
دیں گے لیکن حواس اُتنے کام — زندگی کو ضروری جتنے ہیں
ان سے ہو جائیں حل نہیں ممکن — اُس کی قدرت کے جو معمّے ہیں
ہم کو وہ قوتیں ملی ہی نہیں، — جن سے یہ سارے عقدے کھلتے ہیں
علم حیوان کرتا ہے ظاہر — جتنے جس جانور کے رُتبے ہیں
جنس حیوان کی ہم بھی ہیں اک نوع — لیکن ہم عقل و فہم رکھتے ہیں
ہم اسی کے سبب سے ہیں ممتاز — ورنہ بندر سے ملتے جلتے ہیں
عقل کی بھی ہے ایک حد لیکن — اسکے پر بھی تو آگے جلتے ہیں
عقل میں بات جو نہیں آتی — بعض شک اُسمیں کرنے لگتے ہیں
یہی احسان اُس کا کیا کم ہے — اسقدر بھی جو ہم سمجھتے ہیں

اگر نہ ہو ہم میں عقل و ہوش و حواس
ساری دُنیا سے ہم نکمّے ہیں

مادّہ کی تین حالتیں

مادہ کی ہیں حالتیں یہ تین ۔۔۔ جامدہ اور ہوائیہ سیال
حالت جامدہ میں رکھتا ہے ۔۔۔ مادہ اپنی شکل و حجم بحال
گر مثال اُس کی چاہتے ہو تم ۔۔۔ دیکھو تلوار اور خنجر ڈہال
اور جو حالتِ ہوائیہ ہے ۔۔۔ حجم اور شکل اسمیں ہونا مُحال
کُھلے برتن میں اُس کو قید کری ۔۔۔ ایسی ہرگز نہیں کیسکی مجال
ایک کمرہ میں تھوڑی سی ہوا ۔۔۔ تو بھی بھر جائیگا تمام و کمال
اور جو حالت ہے اُسکی سیالہ ۔۔۔ اُس کی ہے شکل و حجم کی یہ مثال
جیسا ہو ظرف ویسی شکل اُسکی ۔۔۔ اور یہی اُسکی حجم کا ہے حال

افقی سطح اپنی رکھتا ہے،
دب کے کم ہونا حجم کا ہے محال

سورج کا دُوسرا بیان

اور

طاقت کے متعلق حسینہ اور اُسکی بہن کی بات چیت

حسینہ اپنی بڑی بہن سے کہہ رہی ہے
جسے کہتے ہیں طاقت، کام کے کرنے کی ہے قوت
مثال اس کی اگر چاہو تو یہہ تفصیل ہے باجی
سکون و حرکت و جسم و دماغ و برق کی طاقت
اسی صورت سے قوت، روشنی، بھاپ اور پانی کی

مصرعہ اولے
یہ ریل اور سب کلیں چلتی ہیں کس سے ؟
بڑی بہن ۔ بھاپ سے ہی تو
حسینہ ۔ حرارت آگ کی پانی کو جی ہاں بھاپ کرتی ہے } مصرعہ ثانی
غبارہ بھی فضا میں اوڑتا اس طاقت سے ہے دیکھو
اسی طاقت سے باجی چلتی یہ آٹے کی چکّی ہے

ہوا میں آکسیجن ہے ۔ ہوا ہر شے میں جاتی ہے
وہی ہے آگ کا چشمہ اور اس کا چشمہ ہے سورج
یہ ہے پانی کی طاقت چلتی جس طاقت سے چکّی ہے
بنا کر بھاپ سے بادل کو مینھ برساتا ہے سورج

بڑی بہن - یہ گولی توپ اور بندوق کی کیوں دُور جاتی ہے } مصرعہ اولے
گراتی دُور ہے کیا شے اسے ؟ } مصرعہ ثانی

حسینہ - بارود کی طاقت۔

بڑی بہن - کہاں سے اتنی طاقت یہ بتاؤ اسمیں آتی ہے ؟

حسینہ - جو اجزا اس کے ہیں اُن سب میں ہی سورج کی خاصیت
یہ موٹر کار جو پٹرول کے باعث سے چلتی ہے
بنا ہے جانتی ہیں آپ وہ اجزائے ارضی سے

بڑی بہن - یہ طاقت اسقدر پٹرول کو کس چیز نے دی ہے ؟

حسینہ - یہ طاقت آئی ہے پٹرول میں بھی نور شمسی سے
شجر کر کے حرارت جذب اُگتے اور پھلتے ہیں
یہ سب سُورج کا باعث ہی غذا جو ہم کو ملتی ہے
اسی کے فیض سے ہم کام کرتے، پھرتے چلتے ہیں
ہوا سُورج سے چلتی اور کلی پھر دل کی کھلتی ہے

بڑی بہن (تعجب سے چونک کر) ہوا سورج سے چلتی یہ حسینہ کیا کہا تم نے
ذرا تفصیل سے یہ بات ہم کو بھی بتا دینا

حسینہ - بس اتنا ہی پڑھا تھا صبح باجی میں نے ابّا سے
کچہری سے وہ آئیں جب تو اُن سے پوچھ لیجئے گا،

استاد اور شاگرد کی سکون و حرکت کے متعلق ایک دلچسپ گفتگو

کیوں گیند رک گئی ہے کچھ دور چل کے میری؟
کچھ کھردری زمیں تھی- کچھ تھی ہوا مزاحم
ہوتا نہ کھردرا پن - اور کچھ ہوا نہ ہوتی
ہرگز نہ رکتی - اس کی رفتار رہتی قایم

اس کی مثال چاہو تو دیکھ لو زمیں کو
سورج کے گرد جس کا چکر ہے روز مرّا
اک چیز جو کھڑی ہو - یا جو لڑھک رہی ہو
بے روک اور تصادم - ٹھیرے نہ جائے اصلا

طاقت ہی ہے مزاحم ساکن کی اور رواں کی
تاثیر اس کی بے شک دنیا سے ہے نرالی
ٹکراتے تم نے دیکھی شاید ہو ریل گاڑی
اور ٹھیلا گاڑی جو ہے دھکوں سے چلنے والی

اسکو مزاحمت سے گر ہے ضرر تو اوسکو
کچھ روکتی رگڑ ہے اور کچھ ہوا کی طاقت

یہ بات گر نہ ہوتی تو خوب یاد رکھو،
دونوں کی رہتی قایم پوری طرح سے حالت

حرکت میں آئے جو شئے قوت میں ہے برابر
(اصغر) کس کے؟
(ماسٹر) جو اس کو حرکت دیتا ہے اس طرح پر
اس سمت اُس کی حرکت رہتی ہے پیارے اصغر
حرکت کی دینے والی قوت کا جو ہو مصدر

بڑھ جائے زور گر تو بڑھتی ہے اسکی حرکت
گھٹ جائے زور گر تو رہتی نہیں روانی،
گر جسم ہوں زیادہ اور ایک ہی ہو قوت
ہوگی بہ قدر قوت حرکت بھی اُن سبھوں کی

رفتار سب کی ہوگی لیکن الگ الگ ہی،
ہوگا اُسی طرف کو البتہ رُخ سبھوں کا
کل چلتی ریل میں سے نارنگی میں نے پھینکی
اس جا گری جہاں پر منظور رہتا گرانا

اب سمجھے تم کہ اسمیں وہ تین حرکتیں ہیں،
ہم جس کی اس سے پہلے تفصیل کر چکے ہیں،
کہتے ہیں لوگ اکثر حرکت میں برکتیں ہیں،
اور اس کی وہ بہت کچھ تاویل کر چکے ہیں

کرتی ہے ایک شے پر جب دوسری اثر کچھ
وہ دوسری جو شے ہے لوٹاتی ہے عمل کو
کن کوششوں میں ہوں میں تم کو بھی ہو خبر کچھ
کیا ہو گا جانتے ہو اُن کا نتیجہ کل کو

ہو گی نہ کچھ رکاوٹ تو پاؤں گا میں مطلب
ہے قوت ارادی، پوری معین اس کی
کیا ہے "سکون و حرکت" واقف بھی تم ہوئے اب
کیفیت اس کی تمکو سمجھا دوں پوری پوری

حرکت میں لانے والی طاقت مجھے سمجھ لو
بچوں کو تم سمجھ لو حرکت پذیر اشیا
رفتار و سمت میری جو- اور جس طرف ہو
جاتا بقدر طاقت ہے اسطرف کو بچا

علموں کی- کوششوں کی طاقت جدا جدا ہی
فطرت کا گویا خاکہ ہے یہ کشش زمیں کی
ردّ و قبول کرنا ہر شے کا خاصا ہے
فطرت کشش زمیں کی- اور تم ہو- بیل گاڑی

کشش اور اِسکی قسمیں

تین قسمیں ہیں کشش کی جان لو
اتصال[1]۔ و کیمیاوی[2]۔ عامّا[3]

جانتے ہو تم کہ کیا ہے اتصال؟
وہ کشش ہے جس سے ذرات اکٹھا

ٹھوس چیزوں میں یہ جتنے ذرّے ہیں
یہ نہوتی تو وہ سب رہتے جدا

اینٹ۔ پتھر، لکڑی کے ذرات کو
یہ کشش روکے ہوئے ہے برملا

ہوتی لکڑی اور نہ بن سکتا مکان
گر نہ ہوتی یہ کشش معجز نما

کیمیاوی جس کو کہتے ہیں کشش
اس سے ہے اس سے بھی بڑھکر فائدا

مختلف چیزوں کو کرکے متحد
اس نے ہی ہر چیز کو پیدا کیا

مفرد اجزا کو مرکب کرکے یہہ
ہم یہ ظاہر کرتی ہے شانِ خدا

صرف اسّی چیزیں مفرد پائی ہیں
اور اُنہیں سے سارا عالم ہے بنا

آج اسّی ہیں مگر ممکن ہے کل
کردے کچھہ کم کیمیاوی تجربا

کیمیاوی ہی کشش کی وجہ سے
جست۔ تانبا۔ مل کے پیتل بن گیا

یہ کشش ہوتی نہ دُنیا میں اگر
کچھہ نہ ہوتا اسّی چیزوں کے سوا

یہ زمیں ہوتی نہ پیدا ہوتے ہم
آگ ہوتی اور نہ پانی اور ہوا

اتحادِ کیمیاوی کے سبب،
شکر اور پانی سے شربت بن گیا

آتی ہیں جو چیزیں دنیا میں نظر
کچھہ نہیں مفرد۔ مرکب کے سوا

ثقل کی کہتے ہیں ہم اُسکو کشش
نام جس کا عامہ ہے دوسرا

آپ گر پتھر کو اوپر پھینکئے ۔۔۔ اس کشش سے کھچکے نیچے آئیگا
کیوں؟ زمیں میں ہے کشش جو ثقل کی ۔۔۔ وہ نہیں رکھہ سکتی بالائے ہوا
آپ زینہ پر چڑھیں اسکے خلاف ۔۔۔ سانس فوراً آپ کا چڑھ جائیگا
ہوگی آسانی اُترنے میں بہت ۔۔۔ کھینچکر زور کشش خود لائے گا
وزن جو ہوتا ہے ہر اک چیز میں ۔۔۔ وہ کشش ہی - کچھہ نہیں اسکے سوا
زور جس شے پر کشش کا جتنا ہی ۔۔۔ وزن اس نسبت سے کم ہے یا سوا
جتنے اوپر کوئی شے لیجائیں آپ ۔۔۔ وزن اُسکا اُتنا ہی گھٹ جائیگا
کیوں؟ کشش کا زور ہوگا کم اگر ۔۔۔ وزن کا گھٹنا بھی لازم آئے گا
گر نہ ہوتی یہ کشش ہی ثقل کی ۔۔۔ تو نظامِ شمس کب رہتا بجا
کودتے گرتم - لٹک جاتے اُدھر ۔۔۔ اور ہم کہتے کہ پھریوں کو دنا
غور سے جس چیز پر ڈالو نظر ۔۔۔ صاف آتی ہے نظر شانِ خدا

روشنی پر ایک دلچسپ غزل

چاند اور سورج کی گو ہوتی ہے اچھی روشنی
لاکھہ درجہ اس سے بھی افضل ہے دل کی روشنی
یوں تو ہے ہر چیز میں قدرت کی پوری روشنی
سب سے بڑھ کر رکھتی ہے لیکن تجلی روشنی

کس کے رُخ کا عکس ہے جبکی نہیں لاتی تاب
کانپتی رہتی ہے تھرتھر دیکھو کیسی روشنی

روشنی بھی تو ہے ایتھر میں حرارت کی طرح
ہوگئی ہے جس سے یہ لرزش کی تپلی روشنی

دیتی ہیں اس کی رگیں اعصاب حسّی کو خبر
آنکھ میں جاتی ہے جسدم تھرتھراتی روشنی

ہو اگر شفّاف شیشہ تو گذرتی ہے یہ صاف
اور زایل ہو نہیں سکتی ہے کچھ بھی روشنی

گر نہ ہوں شفّاف چیزیں تو بکھر جاتی ہے یہہ
اور کر لیتی ہیں وہ کچھ جذب اسکی روشنی

ابریں سے یوں بکھر کر آتی ہے اس کی شعاع
جیسے دیتی ہی جھلک گھونگھٹ سی رُخ کی روشنی

لوٹتی ہے پڑ کے یہ جس وقت سطحِ آب پر،
تو ہوا کی وجہ سے ہوتی ہے ترچھی روشنی

سطح کے نزدیک تہ کی شے نظر آتی ہے پھر
ترچھے پن سے منعکس ہوتی ہے تہ کی روشنی

گر محدّب عدسیہ شیشہ سے ہو پردہ پہ عکس
اُلٹی تصویریں دکھا دیتی ہے سیدھی روشنی

عدسیوں میں آنکھ کے آجاتا ہے گر نقص کچھ

عدسیئے عینک کے پہنچاتے ہیں پوری روشنی

خردبین کے شیشے دکھلاتے ہیں کیا باریک چیز
ان میں جا کر ہوتی ہے کیسی طلسمی روشنی

دل کو ٹھنڈک دے گئی آنکھوں کو فرحت دیگئی
چاند تیری بھی ہے کیسی عمدہ ٹھنڈی روشنی

کس نے دیکھا ہے نظر بھر کر تجھے اے آفتاب
کس لئے کرتی ہے تیری اتنی تیزی روشنی

گورے ہم کالوں پہ کیوں ڈالیں محبّت کی نظر
جانتے ہیں جذب کرتی ہے سیاہی روشنی

جسقدر قدرت کے جلوے ہیں وہ سب آنکھوں سے ہیں
اے خدا آنکھوں کو دی ہے تو نے کیا ہی روشنی

آٹھ لگتے ہیں منٹ سورج سے تا فرش زمیں
تیز رو ہے دیکھئے سورج کی اتنی روشنی

یہ جو ہے آواز اسکو ہے ہوا کی احتیاج
اور کچھ حاجت نہیں رکھتی ہوا کی روشنی

زندگانی کا سبب ہی چلتے ہیں سب اس سے کام
ہے ہوا کے بعد ہم سب کو ضروری روشنی

فائدہ کیا قبر پر تم کیوں جلاتے ہو چراغ
چاہیئے اس کیلئے تو شمعِ دل کی روشنی

نائٹروجن اس سے پیدا ہوتی ہے اُس سے اناج
فائدہ بھی دیتی ہے دیکھو یہ برقی روشنی

آئینہ میں کیوں نظر آتی ہے صورت؟ اسلئے
لوٹ کر آتی ہے اس پر پڑکے سب کی روشنی

پشت آئینہ بھی ہو جب صاف تو جاتی ہے پار
لوٹ کر آتی نہ پھر فوٹو ہی دیتی روشنی

روشنی میں ہے الٰہی کیسا برقی مادّہ،
علم نے جس پر نہ ڈالی کچھ بھی اپنی روشنی

اکتسابِ نور کرتی ہے اُسی سے کائنات
کون سی شے ہے نہیں ہے جس پہ اُسکی روشنی

اے متینؔ اُس کی تجلی گاہ ہے کُل کائنات
دور کیوں جاتا ہے دیکھ اپنی نظر کی روشنی

⁂

سورج کا تیسرا بیان

زمین کی کشش اور بارش کے متعلق حمیدہ اور اُس کے والد کی بات چیت

حمیدہ - ابا پتنگ کٹ کر گرتی ہے کیوں زمیں پر
لیجاتی کیوں نہیں ہے اوپر ہوا اوڑا کر

غلام مصطفےٰ - اس پر ہی حصر کیا ہے - دیکھی ہو کوئی شے بھی
تم نے اِدھر ہوا میں ہر وقت ایسی لٹکی؟

حمیدہ - جی ہاں تمام چیزیں جو پھینکی جائیں اوپر
گرتی ہیں وہ زمیں پر ہے یہ عجیب منظر

غلام مصطفےٰ - کیوں گرتی ہیں بتاؤں؟ اسکا سبب کشش ہے
اور اس کشش کے باعث یہ سب بدوش ہے

حمیدہ - کیسی کشش؟

غلام مصطفےٰ - زمیں میں ہوتی کشش ہے بیٹی
اور اُسکی وجہ سے ہے ہر چیز نیچے گرتی
زینہ پہ چڑھتی ہو جب وہ کھینچتی ہے نیچے
اور دیکھو پھولتا ہے پھر سانس کسطرح سے

حمیدہ - کیوں سانس پھولتا ہے؟

غلام مصطفےٰ - جو ہے کشش زمیں کی
اُسکے خلاف چلکر لڑتی ہو اُس سے کشتی

حمیدہ۔

کیوں اس میں یہ کشش ہے؟

غلام مصطفٰے۔ جن ذروں سے بنی ہے — اُن ذروں کی کشش ہی ہر شے کو کھینچتی ہے

ذرات اُسکے بالکل آپسمیں مل رہے ہیں — اور ایک دوسرے کو ہر وقت کھینچتے ہیں

دُنیا میں ہیں جو چیزیں ذرے ہیں سب کے اندر — اور باہمی کشش سے وہ متصل ہیں یکسر

یہ ذروں کی کشش آپس ہی میں نہیں ہے — درپے یہ اُسکے۔ اُنکے درپے یہ سب زمیں ہے

یہ انکو کھینچتی ہے یہ اُس کو کھینچتے ہیں، — ذرات کی کمی سے لیکن یہ کھنچ رہے ہیں

گو روکتی ہے اُن کو اکثر کشش ہوا کی — ذرے جو ہیں ہوا کے اُنکی نہیں ہے چلتی

حمیدہ۔ کیسے ہوا کے ذرے؟

غلام مصطفٰے۔ ہے یہ ہوا مرکب — پانی بھی اور ہوا بھی ذرات ہی سے ہیں سب

حمیدہ۔ پانی کے کیسے ذرے؟

غلام مصطفٰے۔ ہے ایک آکسیجن — اور جزو دوسرا ہے جو اُسکا ہائیڈروجن

یہ ہیں ہوا کے اجزا ذرے ہیں ان کے اندر

بہتا ہے پانی اُن کے ذرات ہی سے بن کر

پانی سے بھاپ تم نے دیکھی بھی ہے نکلتے؟

حمیدہ۔ ہم روز دیکھتے ہیں چولہے کے پاس بیٹھے

غلام مصطفٰے۔ کیا چیز ہے وہ؟

حمیدہ۔ پانی اوڑتا ہے بھاپ بن کر

غلام مصطفٰے۔ چینی پہ پھر وہ پانی ہوتی ہے آپ بنکر

حمیدہ۔ اس کو بھی دیگچی پہ ہم روز دیکھتے ہیں

(غلام مصطفےٰ) اچھا بتاؤ کیسے بادل یہ ہوئے ہیں

حمیدہ۔ ایسے ہی جیسے ہوتے رہتے ہیں یہ ہمیشا؟

(غلام مصطفےٰ) یہ تو کہو کہ انکے ہونیکا ہی سبب کیا؟

حمیدہ۔ ابا تمہیں بتادو۔

غلام مصطفےٰ۔ گرمی سے جب سمندر

تپتا ہے خوب اُس سے جاتی ہی بھاپ اوڑ کر

دریاؤں۔ نالوں۔ جھیلوں۔ اور ابخرے زمیں کے

جاتے ہیں اوڑکے اوپر ملتے ہیں سب ہوا سے

ان ابخروں سے ہوتی مرطوب جب ہوا ہے

تو جذب اُن کو پھر وہ کرتی نہیں ذرا ہے

بھرمار ہر طرف سے ہو گرنہ ابخروں کی

تو جذب کرنا ان کا مشکل نہیں ہے کچھ بھی

مرطوب اور ٹھنڈی ان کو ہوائیں اکثر

بادل بناکے بیٹھائے اُڑتی ہیں ہوا پر،

اوپر کی جب ہوائیں لگتی ہیں انکو ٹھنڈی

تو بن کے پھر وہ بوندیں گرتی ہیں ننھی ننھی

کچھ جذب ہوکے پانی رہ جاتا ہی زمیں پر

کچھ لیکے کوڑا کرکٹ بہ جاتا ہے زمیں پر

دریاؤں کے ذریعہ جاتا ہے پھر وہیں یہ
اس طرح ایک کرتا ہے آسمان زمیں ہیہ

قوت برقی ومقناطیسی

مقناطیس اور سوئی کا عجیب وغریب تماشا

مقناطیس اور سوئی کا بیٹا،
آؤ دکھائیں تم کو تماشا
سوئی کا ملتا ایک سرا ہے
دوسرا دیکھو بھاگ رہا ہے
لوٹ کے مقناطیس کو لانا،
دوسرا اسکا سرا دکھانا
ملتا سرا ہے سوئی کا اب وہ
کچھ بھی نہیں ہے بھاگتا اب وہ
ملتا تھا جو پہلے آ کر
بھاگتا ہے وہ پیچھا چھڑا کر
ایک سرے سے ایک کو الفت
دوسرے سے ہی اُسکو نفرت
کیسا جادو ہے یہ دیکھو،
کیسی ان کی خو ہے یہ دیکھو
دونوں سروں میں ضد ہو کشش کی
دیکھو قطب نما کی سوئی
دونوں قطبوں پر دو سرے ہیں
کیوں یہ بتاؤ ایسے دھری ہیں
یہ جو زمیں کا ہے اک گولا،
مقناطیسی ٹکڑا ہے گویا
اُسکی کشش ہے دونوں سروں پر
جو ہیں دونوں کے ہمسر

یہ بھی دونوں سمت ہیں اُن کے
اور کشش سے انکی چمکتے،
ٹھیک نہیں معلوم ابھی تک
راز ہے یہ محدود اسی تک
کیوں ہے بجلی - کیا ہے بجلی
یہ بھی نہ سلجھی اب تک گتھی
کیا ہے بساط انساں کی جو سمجھے
اس کی قدرت کے یہ کرشمے

بجلی اور برقی رَو

لاکھہ - گندک - کہربا - شیشہ وغیرہ کی رگڑ
کس سبب سے کرتی ہے بجلی کا پیدا مادّا
آج تک یہ تو سمجھ ہی میں نہیں آیا ہے کچھہ
کام اس سے لیتے ہیں البتہ ہم بے انتہا
جسطرف سے ریشمی کپڑے پہ شیشہ رگڑ دو گے
اسطرف سے شیشہ میں ہوگا کشش کا مادّا
دہات کا لیکن سرا رگڑو تو پوری دہات میں
مادہ بجلی کا ہر اک سمت فوراً جائے گا
اسلئے ہی دہات موصل - غیر موصل شیشہ ہے
برقی قوت اور حرارت کا یہی ہے خاصّا
جانور کے جسم - پانی - کوئلا تیزاب میں
برقی قوت اور حرارت پھیلتی ہے برملا
موم - گندک - لاکھہ - ریشم شیشہ ہو یا ہو ربڑ
ہیں یہ ناقص موصل اور ایسی ہی ہے یا بس ہوا
غیر موصل چیزونمیں اسواسطے ہیں گھیرتے
تاکہ یہ قوت نہ پائے بھاگنے کا راستا
ہو ہوا خشک اور وہ شے جسمیں یہ قوت بھریں
شیشہ کے پایوں پر اُسکا رکھنا لازم آئیگا
لاکھہ اور شیشہ میں ہیں دو مختلف قسموں کی برق
ایک قوت کی ہوں دو چیزیں تو وہ ہونگی جُدا
برقی قوت مختلف قسموں کی ہو گر جسم میں
تو کریگی وہ کشش باہم گر بے انتہا
دونوں قسمونکی یہ قوت ہوتی ہے ہر چیز میں
اور رگڑ سے قوتیں ہو جاتی ہیں دونو جُدا

ایک قوت شیشہ کی ریشم میں کرتی ہے نفوذ   دوسری ریشم میں جا کر اپنی کر لیتی ہے جا
برقی قوت شیشہ میں جو رہتی ہی مثبت ہی وہ   اور منفی وہ ہی جو ریشم میں کر لیتی ہے جا
منفی اور مثبت ہوں دونوں جبکہ بالکل پاس پاس   اور ان دونوں میں کچھ حائل ہو تو تھوڑی سی ہوا
دور کر وہ دونوں پھر ملجائیں گی باہم گر،   اور اُس ملنے سے شعلہ اور شرارہ نکلیگا
منفی قوت ہوگی زائل اور مثبت ہوگی کم،   اور ہے برقی امالہ نام اس تفریق کا،
نوکدار ہوتی ہیں گر چیزیں کشش ہوتی ہی جلد   اور کشش سے اُنکے شعلہ اُٹھ نہیں سکتا ذرا
ہم عمارت کی بلندی پر سلاخیں نوک دار   جب لگاتے ہیں اثر ہوتا نہیں کچھ برق کا
برق کش کہتے ہیں انکو اور انکی وجہ سے   چپ چپاتی لیتی ہے بجلی زمیں کا راستا
بجلی پیدا ہو کے جس جا جمع ہوتی رہتی ہے   جامع البرق اسکو کہنا ہے نہایت ہی بجا
ہم اگر لیجائیں اونگلی اس ذخیرہ کے قریب   ایک شعلہ سا نکلکر کل بدن میں جائے گا
مثبتہ قوت بدن کی پھر زمیں میں جائے گی   اور منفی کھینچ لیگا مثبت اس اجماع کا
برقی رو ہم جسکو کہتے ہیں وہ کیا شے ہی یہی   اور اسکے واسطے بہتر ہے سب سے مورچا
مورچہ یا باٹری سے ہوتی ہے پیدا یہ جلد   اور موجد ملک اٹلی میں تھا اُسکا و الٹا
نقص جو اسمیں تھا گر دو نے کیا بالکل ہی دُور   اور اسکی باٹری کا ہے رواج اب جا بجا
بیٹری میں تار ہیں اور اُن سے جاتی ہے خبر   تار میں ہی جسطرف چاہیں ہم اس کو بھیجنا
بیٹری کے تار میں سوئی ہے مقناطیس کی   تار میں گذریگی جب رَو تو سرا پھر جائے گا
تار اُسکے ہوتے ہیں قطبوں سے بالکل ہی لگے   اور مقناطیس کی سوئی کا ہے یہ خاصّا
مورچہ کے ایک کونہ سے ہٹائیں تار گر،   دوسرے کونہ کی سوئی ہل کے دیتی ہے پتا
مورچہ سے تار کا گو فاصلہ ہو لاکھہ میل   برقی رو ہو گر معًا پھر جائیگا رُخ سوئی کا

مورچہ سے جب قطب کے دوسرا رُخ ہو الگ — بند رو کر کے سرا سوئی کا اس جا آئیگا
ہم ملا کر یا ملا کر تار اُس کے قطبوں سے — سوئی کو دیتے ہیں حرکت کتنا ہی ہو فاصلہ
بجلی گھر لیجائے سمجھائیں گے کل ہم اسکا راز — یہ سبق گر آج کرلو یاد کل کام آئیگا

آگ

کیا چیز ہے آگ جانتے ہو، — سورج کی حرارتوں کا جلوا
بالعرض ہے یہ جہاں کہیں ہے — بالذات نہیں قیام اس کا
لیتے ہیں اگرچہ کام اس سے — خارج میں نہیں وجود اس کا
لوہے کو تپا کے آگ کیجئے — وزن اس کا کبھی نہیں بڑھیگا
عنصر کوئی ہوتا گر جدا یہ — تو وزن ضرور اس کا ہوتا
کچھ بھی نہیں یہ بجز حرارت — ہے روشنی جس کا ایک جلوا
ہے جزو ہوا جو آکسیجن، — ہے بس وُہی آگ کا شرارا
چنگاریاں گرم لوہے سے کیوں — جھڑتی ہیں بتاؤ راز اس کا،
لوہا نہیں ہے وہ آکسایڈ — پارہ یہ جو ہے ہوا سے جمتا
پگھلاتا ہے دیکھو ٹھوس چیزیں — ہے خاصۂ حرارت ایسا
تاثیر حرارت آپ دیکھیں — پانی ہے ہوا یہ اوڑھ کے جاتا
پگھلاتی ہے دیکھئے یہ دھاتیں، — دکھلاتی ہے یہ عجب تماشا
جلتی نہیں راکھہ دیکھو بالکل، — بتلائیے کیا سبب ہے اسکا

ملتی نہیں اس سے آکسیجن
لیتی نہیں اس لیئے وہ شعلا

ہے راز شناسی حرارت
جاری ہیں جو کارخانے صد ہا

یہ دیکھیئے طاقتِ حرارت
لیجاتی ہے بوجھ ریل کتنا

پانی

پانی بھی ہے واقعی عجب شے
ہو جاتا ہے جم کے دیکھو پتھر،

سیّال ہے دیکھیئے یہ کیسا،
جاتا ہے زمین پہ یہ بہ کر

بن جاتا ہے ابخرے کبھی یہ
جاتا ہے کبھی ہوا کے اوپر

ہے اسکی خصوصیات میں یہ
رکھتا ہے یہ سطح کو برابر،

محتاج ہے دیکھیئے سب اسکی
مخلوق ہے جو زمیں کے اوپر

ل جاتا ہے اسمیں دودھ کیسا
گھل جاتی ہے اسمیں کیسی شکر

ایک حصّہ یہ ہے زمیں کی خشکی
تین حصّوں پہ بہتا ہے سمندر

مخلوق ہے بے شمار اس میں
ہے دار و مدار زیست اس پر

رکھتا ہے یہ اپنی تہ میں موتی
گھس جاتا ہے یہ زمیں کے اندر

ہمواری سطح کی غرض سے
فوّاروں سے جاتا ہے اچھل کر

پڑتا ہے دباؤ اس کا دیکھو،
ہر سمت سے کسقدر برابر،

ہو پانی کا جتنا حجم اُتنا
کم ہوتا ہے وزن سبکا گھٹ کر

ہے آگ ہی سے خمیر اس کا — اور آکسیجن ہی اسکے اندر
یہ آکسیجن یہ ہائیڈروجن — ہو جاتی ہیں پانی دونوں ملکر
سچ پوچھئے تو یہی ہے دہوبی — کرتا ہے یہ صاف کپڑے دہوکر
پانی ہے ہوا ۔ ہوا ہے پانی — قدرت کا ہے راز اسمیں مضمر
قدرت کا ہے کیسا آئینہ یہ — ہے آب ہی آب جس کے اندر
ترکاری میں پہول ۔ اور پہل میں — رہتا ہے یہ بہیس کو بدل کر
یہ خون میں بہی تو ل رہا ہے — یہ کہولتا ہے بدن کے اندر
ہو گرمی جو دو سو بارہ درجے — اوڑ جاتا ہے پانی بہاپ بنکر
بتیسویں ۳۲ درجے پر ہو سردی — ہو جاتا ہے پانی جم کے پتہر
ہو جاتا ہے جم کے شش پہل یہ — بنتے ہیں دقیقے اس کے جم کر
ہوتے ہیں دقیقے بہاپ میں بہی — گرتے ہیں وہی تو بوند بن کر
ہوتے نہ اگر دقایق اس میں — ہوتا نہیں اس طرح مقطر

ہوا کیا چیز ہے اور کسطرح چلتی ہے

ہوا کے جز و اعلی آکسیجن ۔ نائیٹروجن ہیں
خبر اس کی نہیں بالکل ہوئے یہ کسطرح پیدا
غلط ہے آکسیجن ہو نہیں سکتی ہے سورج سے

یہ ہے سائینس داوں کا یقیناً من گھڑت قصا
اگر ہوتی یہ سورج سے تو کل سیاروں میں ہوتی
نہیں ہے بعض سیارونمیں کہتے ہیں گذر اُسکا
ہوا سورج سے بیشک پھیلتی اور چلتی رہتی ہے
بجا ہے ہم کہیں گر مہر عالم تاب کو پنکھا
ہوا نے ہر طرف سے کیوں زمیں کو گھیر رکھا ہے
یہ راز ایسا ہے جو ابتک سمجھ ہی میں نہیں آیا
ہوا میں دیکھیے کس طرح طائر اُڑتے پھرتے ہیں
اسی کے فیض اور احسان سے ہم لوگ ہیں زندا
زمیں پر جتنی چیزیں ہیں وہ سب اسکے ہی دم سے ہیں
یہی ہم کو دکھاتی رہتی ہے ہر چیز کا نقشا
نباتات اور جمادات اور حیوانات کی جاں ہے
یہی پانی کا چشمہ ہے یہی ہے آگ کا پتلا
ہوا کا اے خدا بندہ بنایا جنکو خود تو نے
ہوا خواہی کی پھر اُن سے توقع کوئی رکھے کیا

ہوا اور آواز پر ایک دلچسپ غزل

ہوا کا سب سے بڑا معجزہ ہے کیا؟ آواز،
ہمارے کان میں پہنچاتی ہے ہوا آواز

ہوا میں ڈال کے یہ دیکھئے متوج سا
ہوا کے گھوڑے پر پھرتی ہو جا بجا آواز

ہوا کا ریلا گیا کان سے دماغ میں جب
تو بس پہونچ کے وہاں پر وہ بن گیا آواز

ہوا نہ ہوتی تو یہ بھی نہ ہوتی دنیا میں
وہ آفتاب اگر ہے تو ہے ضیا، آواز

کسی کے کان کی ہو جائیں گر رگیں بیکار
تو اُس کے کان میں ہوتی نہیں ہوا آواز

یہ ایک ثانیہ میں پاؤ میل جاتی ہے،
ہے ڈاک گاڑی سے بھی تیز دس گُنا آواز

ہوا سے بڑھ کے نہیں دیکھا ٹھیک پیمانہ
مساوی سُنتا ہے ہر چھوٹا اور بڑا آواز

ہزار کان میں لے جاتی ہے ہوا فوراً
ہوا ایک کرتی ہے لیکن ہزار ہا آواز

ہماری کرکے جو نقلیں مذاق کرتی ہے
ہوا ہے یا کہ ہے گنبد کی یہ صدا آواز

جو جاکے بولئے گنبد میں یا کہ بند جگہ
تو آتی ہے وُہی ٹکرا کے جا بجا آواز

کیا ہے قید اڈیسن نے اِس کو فونو میں
وگرنہ تھی یہ بہت ہی گریز پا آواز،

بتائی اُس نے بقا اُس کی سارے عالم کو
دکھایا اُس نے کہ ہوتی نہیں فنا آواز

ہوا میں، پھیل کے ہوتے ہیں منتشر الفاظ
اسی سبب سے نہیں لاتی پھر ہوا آواز،

ہوا کی وجہ سے دہاتیں جو ہوتی ہیں بے جان
وہ گویا ہوتی ہیں دیتی ہیں خوشنما آواز

دماغ کو بھی خدا نے دیا ہے کیا ہی اثر
پھونچ کے دیکھیے ہو جاتی ہے ہوا آواز

ہوا کو کہتے ہیں۔ ہے صرف اونچی ودسویل
اور اس کے آگے دکھاتی نہیں ادا آواز

عجیب بات ہے کہاتے ہیں ہم نہ پیتے ہیں
پہُنچ کے کان میں دیتی ہے ذائقہ آواز

سمجھتے ہیں پسِ دیوار کون گویا ہے

ہے ذوقِ سامعہ اور نورِ باصرا آواز

کشش بھی اسمیں ہے اور دافعہ کی قوت بھی
یہ کھینچتی ہے تو کرتی بھی ہے جدا آواز

یہ کان بھر کے ہمیں ڈالتی ہے غصہ میں
لگاتی چغلی سے ہے آگ فتنہ زا آواز

یہ کیوں ہے ہرزہ سرائی و یاوہ پیمائی
کسی کا کرتی ہے کیوں آ کے تذکرا آواز

کہیں یہ دردِ محبت کو کرتی ہے پیدا
کہیں یہ دونوں کی ہو جاتی ہے دوا آواز

ستار کے ذرا تاروں کو آپ چھولیں اگر
تو مان لیں گے کہ بیشک ہے لامسا آواز

زبان سے بات نکالوں اگر تو کھٹکا ہے
ہوا میں کہتے ہیں ہوتی نہیں فنا آواز

پہونچ کے ناک میں بُو دیتی ہے پتہ اپنا
عجیب بات ہے دیتی ہے شاما آواز

دلاتی ہے یہ گویوں کو دیکھیے انعام
بناتی رہتی ہے اس طرح کیمیا آواز

زبان سوئی ہے۔ وفونوگراف کیا ہے گلا
زبان دیتی نہیں دیتا ہے گلا آواز

ہوا سے نفع بھی ہوتا ہے اور نقصاں بھی
اور اس کی دیتی ہی کانوں میں خود صدا آواز
ہوا ہے پانی سے گو ہلکی آٹھ سو حصے ،
مگر ہے وہ بھی - اور اُس کی گراں بہا آواز
ہماری زندگی کا ہے ہوا پہ دار و مدار ،
ہوا ہے روح تو خلقت ہے ساری کیا آواز
ہوا دباتی ہے ہر شے کو ہر طرف سے بہت
مگر دباؤ نہیں ڈالتی ذرا - آواز ،
ہوا تو گرد و دُخاں سے نظر بھی آتی ہے
مگر دکھائی نہیں دیتی ہے ذرا آواز ،
ہوا دبانے سے دبتی ہے یہ نہیں دبتی
ہے ایسی سرکش و مغرور و خود نما آواز
ہوا میں ہوتی ہے بجلی تو اسمیں خود تاثیر
غرض کہ ہے یہ ہوا سے کہیں سوا آواز
ہے وہ ہر انچہ مربع میں دیکھو پندرہ پونڈ
مگر ہوئی ہے کہیں وزن بھی ذرا آواز
ہوا ہے نیچے کی بھاری تو ہلکی اوپر کی ،
ہو جیسے زیر میں اور بم میں خوشنما آواز
لچک ہوا سے بھی بڑھ کر کچھ اسمیں ہوتی ہے

لچک گے اور بھی دیجاتی ہے مزا آواز
لگے جو سردی تو ہو جاتی ہے رقیق ہوا
کہ جیسے نزلہ سے دیتا نہیں گلا آواز،
ہوا تو پھر بھی ہے مجموعہ چند گیسوں کا،
مگر بسیط ہے اور رونقِ فضا آواز
نہ اس میں نام کو ہے کاربن ڈی ایکسایڈ
نہ دیتی آکسیجن کا ہے کچھ پتا آواز
نہ اس میں نائٹروجن ہے نہ آرگن بالکل
ہوا کے اس میں ہیں اجزا نہ ہے ہوا آواز
چڑھاتی لوہے پہ ہے جیسے زنگ آکسیجن
خراب کرتا ہے ویسے ہی چیخنا آواز،
مدد جلانے میں دیتی ہے جیسے آکسیجن
جلاتی ویسے ہی دل کو ہے بدنما آواز
بغیر آکسیجن جیسے زندگی دشوار،
اسی طرح سے ہے دشوار بے ہوا آواز
یہ کاربن سے جو مل جائے زہر ہو جائے
مگر کبھی نہیں ہوتی ہے سنکھیا آواز
غذا کی چیزوں کا باعث ہے جیسے نائٹروجن
ہے روح کی بھی اسی طرح سے غذا آواز

چمک سے بجلی کی ہوتی ہے جیسے نائٹروجن
اسی طرح سے ہے روحوں کا صاعقا آواز
گواس سے جمتے ہیں دانت اور بنتا ہے سوڈا
مگر جو کھولئے بوتل تو سنئے گا آواز،
بنائے کوہ و شجر کاربن ڈی اکسائڈ
تو کاہِ دل کے لئے مثل کہربا آواز
ہوا کو صاف وہ جس طرح کرنیوالی ہے
غبار آئینہ دل کی ہے جلا آواز،
ہوا میں ہائیڈروجن اور آبی ذرّے ہیں
مگر نہیں ہے یہ پانی کا بلبلا آواز
ہوا جو ہلکی ہو۔ جاتی ہے دیکھئے اوپر
اور آکے دوسری دیتی ہی برملا آواز
تمام علم و ہنر کی ہے محض اس پہ بنا
ہے روح مدرکہ۔ اور جان حافظا آواز
ہے پاس وضع تڑپتے ہیں اُف نہیں کرتے
نکلنے دیتی نہیں منہ سے کچھ حیا آواز
ہوا کی چال ہے فی گھنٹہ ساڑھے سات سو میل
وہ بولیں کیسے؟ دلاتی ہے وسوسا آواز،
ہوا جو پاتی ہے گرمی تو پھیل جاتی ہے،

اور اس سے رہنے نہیں پاتی دل ربا آواز

دل شکستہ کی جب کشتی غرق ہونے لگی ،
تو بادشہ رمانے کی اس کی ناخدا آواز

نسیم اور صبا کا یہ دیکھئے اعجاز
چٹک کے غنچہ نے دی کیسی دلکشا آواز

بگولہ بن گئی اور لے اُڑی کہاں سے کہاں
عجب دکھاتی ہے غصہ میں بھی ادا آواز

کسی نے چھیڑ کے پھر ساز کر دیا رسوا ،
دگرنہ پردے میں تھی کرتی تھی حیا آواز

خدا کی شان ہے چلتے ہیں روز سیارے
مگر کسی کی بھی آتی نہیں ذرا آواز ،

کسی کے منہ سے سنا قم تو اُٹھ کے بیٹھ گئے
کرشمہ معجزہ۔ جادو ہے چٹکلا آواز ،

اگر ہے واقعی یہ طائر ہوا زندہ ،
کہاں بناتی ہے پھر جا کے گھونسلا آواز

یہ نرم دھات وغیرہ میں ڈالتی ہے خطوط
اور اُن خطوط میں کرتی ہے اپنی جا آواز

اگر ہو دُور کی آواز۔ سخت چیزیں بھی ،
نفوذ کر کے دکھاتی ہے نقش پا آواز

سنیں گے حشر میں فونوگراف قدرت کا،
ڈرو۔کرے نہ کہیں ہارے عقدے وا آواز
ہے بانگِ مرغِ سحر کیا۔ہوائے طوفانی،
نہ دیتا کاش ابھی اور یہ ذرا آواز،
وہ برق ہے تجھے اس سے خدا بچائے متین
چمک ہے آفت جاں گر تو فتنہ زا آواز،

کشش ثقل اور مد و جزر

حرارت اور روشنی کو اپنی فضائے عالم کی ہر جہت میں
کرہ یہ سورج کا پھینکتا ہے نہ جانے کس درجہ روزمرا
حساب سائینس نے لگا کر گر کیا ہے یہ ہم پہ ظاہر
ہے دو ارب حصوں میں سے اسکے زمین پر صرف ایک حصا
جو گرد سورج کے پھر رہے ہیں کرے ہیں وہ ایک سو بیاسی
بڑے ہیں آٹھ ان میں ۔اور انہیں میں ایک ہے یہ ہماری دنیا
یہ جتنے بھی ہیں یہاں مظاہر۔حرارت اور روشنی ہی کے ہیں
وہی خدا نے رکھا ہے جسکا کرہ میں خورشید کے ذخیرا
حرارت اور نور کے علاوہ ہے جذب اور ثقل کا بھی مرکز
کہ جن کی مضبوط رسیوں میں نظام جکڑا ہوا ہے سارا

اسی ثاقل کا یہ اثر ہے کہ یہ زمیں پر ہیں جتنی چیزیں
اثر پذیر اس سے ہو کے آخر وہ وزن رکھتی ہیں اپنا اپنا
زمیں پر جسقدر ہیں چیزیں وہ اسکے مرکز سے دُور ہوں گر
تو فاصلہ کی مناسبت سے جو وزن ہی اُس سی ہو گا ہلکا
ہو وزن قطبین پر سو امن تو استوا پر ہو من سی بھی کم
اسی طرح جائیے ہوا پر تو گھٹتا جائے گا وزن اُسکا
علاوہ سورج کے ہے زمیں پر ستاروں کا بھی اثر بہت کچھ
مگر وہ ہیں دور اس سبب سے اثر زیادہ نہیں ہی پڑتا
زمیں کی گرکشش سے کھنچکر نشیب کو جا رہا ہے پانی،
تو ماہ[۱] و خورشید کی کشش سے ہے اُسکے اندر جوار بہاٹا

[۱] یہ دونو کُرے اپنے مقابل کے سمندروں کے پانی کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ اگر ان کے حائل ہونے کے قبل سمندروں کے پانی کا عمق سب جگہ یکساں ہو تو حائل ہونے کے بعد صفر اور ایک سو اسی (۱۸۰) درجہ کے معدل النہار پر اُن کا عمق بہت زیادہ ہو جائیگا۔ اور نوے اور دو سو ستر درجہ کے معدل النہار پر بہت کم گہرائی رہے گی۔ اس طرح زمین کی حرکت محوری اور آفتاب و ماہتاب کی قوت جاذبہ سے جو سمندر کی سطح پر عمل کرتی ہیں مدوجزر شمسی و قمری پیدا ہوتے ہیں۔
اگر خشکی کی صورت طبعی پانی کی آزادانہ حرکات کو نہ روکتی اور کرۂ قمر بھی موجود نہ ہوتا تو مد ظہر حقیقی اور نصف شب حقیقی کے بعد اور جزر ہمیشہ ان اوقات کے چھ گھنٹہ بعد ظہور پذیر ہوتا۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ آفتاب اور زمین کا فاصلہ اس کی موج پیدا کرنے والی قوت کو اسقدر ضعیف کر دیتا ہے کہ اُسکا اثر چاند کے اثر کے مقابلہ میں چار اور نو کی نسبت رکھتا ہے۔ یعنی آفتاب کی قوت چار ہے تو چاند کی نو۔ اس لئے کہ قرب کی وجہ سے

نہیں ہے بارش پہ منحصر کچھ - ہے برف و شبنم بھی سب اسی سے
یہ سیل تخ بھی حقیقتاً ہے حرارت مہر ہی کا شعبا
نہ ہو روئی ہوا میں کچھ بھی - نہ پانی برسے - نہ اُگ سکے کچھ
اگر نہ ہو نور اور حرارت رہے نہ جاندار کوئی زندا ،

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴ - امواج قمری امواج شمسی سے زیادہ اثر ڈالنے والی ہیں - اگر چاند کسی معدل النہار پر ایسے وقت پہنچے جب آفتاب بھی وہاں پہنچ رہا ہو تو موج شمسی کو موج قمری سے تقویت پہنچیگی - اور دونوں کے مدو جزر ایک ساتھ واقع ہونگے - اور اگر چاند ہمیشہ آفتاب سے ۱۸۰ درجہ مسافت پر ہو جیسا کہ بدر کامل کے وقت واقع ہوتا ہے تو بھی دونو کا عمل متحد ہوگا - بخلاف اس کے اگر کرہ قمر اُس معدل النہار پر آفتاب سے چھ گھنٹہ بعد یا قبل پہنچے تو جزر و مد کی امواج ایک دوسرے کی نفی کر دیں گی - یعنے مد شمسی کے وقت جزر قمری اور جزر شمسی کے وقت مد قمری واقع ہوگا -

کرہ ماہ جو زمین کے اطراف میں ایک مہینہ کے اندر دورہ کرتا ہے ہر روز اُسی معدل النہار پر تقریباً پچاس منٹ دیر سے آتا ہے - اور اُسکا موقع آفتاب کے لحاظ سے ہر روز بدلتا رہتا ہے اسلئے ہر قمری مہینہ میں دو وقت (ہلال و بدر) ایسے ہیں جبکہ مد شمسی قمری کے اوقات مطابق ہوتے ہیں اور پانی کی ارتفاعی حرکت کمال کو پہنچ جاتی ہے اور دو وقت (ربع ماہ و سہ ربع ماہ) ایسے ہیں جبکہ مد شمسی جزر قمری کے ساتھ اور جزر شمسی مد قمری کے ساتھ مطابق ہوتے ہیں - اور پانی کا ارتفاع بہت کم ہو جاتا ہے -

بڑے بڑے سمندروں اور دریاؤں میں پانی کی سطح فقط چاند - یا چاند اور سورج کے متفقہ جذب سے بلند و پست ہوتی ہے جسکو ارتجاجی حرکت کہنا چاہئے - کھلے ہوئے سمندروں میں موج یا مد قمری اڑھائی فیٹ تک بلند ہوتی ہے اور موج یا مد شمسی فقط ایک فیٹ - مگر تنگ آبناؤں میں موج متلاطم موج انتقالی میں بدل جاتی ہے اور پانی آگے پیچھے ہونے لگتا ہے - یعنی کبھی آگے بڑھتا ہے اور کبھی پیچھے ہٹتا ہے -

مہاوٹ اور اولے

ڈڑ۔ ڈڑ۔ ڈڑ۔ ڈڑ۔ ڈڑ۔ ڈڑ۔ ڈڑ
دیکھنا ابّا کیسی ہیں بوندیں
اولے ہیں یہ چن کر لانا،
آہا، یہ ہیں کیسے اچھے،
کتنے اچھے ہیں یہ ابّا
ابخرے جو یہ جاتے ہیں اوپر
کھاکے ہوا اوپر کی ٹھنڈی
گرتے ہیں پھر وُہ اولے بنکر

تڑ۔ تڑ۔ تڑ۔ تڑ۔ تڑ۔ تڑ۔ تڑ۔ تڑ۔ تڑ
آج یہ کیسی گرتی ہیں بوندیں
مجھکو بھی دینا خود بھی کھانا
چھوٹے۔ چھوٹے۔ ٹھنڈے۔ ٹھنڈے
کیسے بنتے ہیں یہ ابّا
بن کر بادل چھاتے ہیں اوپر
جمتی ہیں آخر بوندیں اُن کی
چاہتے ہو تم کر۔ کر۔ کر۔ کر

بچوّں کے لئے ایک انعامی مضمون

جو میں تھا۔ تھی وہی تو۔ تو جان و دل تھی میری   موجیں اُڑاتی پھرتی۔ رہتی تھی ساتھہ میرے
میں تھا اگر سمندر میری روانی تو تھی   سب نام میرا لے کر تجھکو پکارتے تھے

ہستی کا مہرتاباں پر تو فگن ہوا جب   تو ایک دم سے اُڑ کر جا پہنچی تو ہوا پر

خلقت یہاں کی تجھ سے مانوس گرچہ تھی سب　　لیکن نہ یاد آئی تجھ کو کسی کی دم بھر

میری بھی یاد دل میں تجھکو کبھی نہ آئی　　ہستی کو اپنی بھولی ایسی بھری ہوا میں
یہ پاک و صاف عالم تو چھوڑ کر سدھاری　　سوچی نہ تو کہ تھی کیا۔ اور ہو گئی ہوں کیا میں

بنکر تو روح پہنچی دوش ہوا کے اوپر　　کر دی ہوا نے تیری پھر دور سب لطافت
جلوے دکھائے تونے کیا کیا فضا کے اوپر　　جب تجھ میں آ گئی کچھ تھوڑی بہت کثافت

کھائی ہوا جو تونے تو کچھ سے کچھ ہوئی تو　　اور اس سے مل کے تجھ میں پھر آئی خودنمائی
کھائی ہوا جو ٹھنڈی کچھ اور ہو گئی تو　　شکل ہوا مجسم خود تونے کر دکھائی

بادل میں جاکے گرجی۔ بجلی میں جاکے چمکی　　سر پر اٹھایا تونے سارا کرہ ہوا کا
مخلوق کو ڈرایا تونے گرا کے بجلی　　اور تونے ناک میں پھر دم کر دیا ہوا کا

دل میں زمین کے پھر الفت کی آگ بھڑکی　　اور سوزش دروں سے وہ سوکھنے لگی پھر
دکھلائی اس نے تجھ کو پھر اپنی خاکساری　　اور بنکے قطرہ اس پر تو ٹوٹ ہی پڑی پھر

جو مادے تھے مردہ ان کو جلایا تونے　　اور روح تازہ تونے سارے جہاں میں پھونکی
قدرت کا سارا جلوہ سب کو دکھایا تونے　　تو پھول بنکے مہکی۔ تو پتہ بن کے نکلی

حیوانی اور نباتی اجسام میں تو پھنسی، اور اُن میں تونے اپنا جلوہ دکھایا کیا کیا
کس کس طرح جمادی اجسام میں تو پہنچی اعجاز تونے اپنا پوری طرح دکھایا

تو پیٹ کو زمیں کے اچھی طرح سے بھرکر آلودہ کرکے اپنا دامن کثافتوں سے
کیوں آرہی ہے واپس اس طرح اپنے گھر پر پالا پڑا تھا تیرا ابتلا کن آفتوں سے

کیوں آرہی ہے اب تو میرے طرف اُدھر جا بدشکل ہوگئی تو۔ ناپاک ہوگئی تو،
آلائشوں نے تجھکو جب اسطرح سے گھیرا تو پاک ہونے کو پھر۔ میرے طرف بڑھی تو،

جا۔ مار سر زمیں سے گھس۔ جاکے خاک میں تو اپنے بدن میں مل لے دنیا کی سب غلاظت
پھر بھول اپنی ہستی اُسکے تپاک میں تو آتی ہے کیوں یہاں پر لیکر تو یہ کثافت

ناقابل معافی ہے گرچہ جُرم تیرا لیکن میں اس سبب سے کرتا ہوں رحم تجھ پر
آلائشوں میں پھنس کر گو نور تونے کھویا اچھے بھی کام تجھ سے لیکن ہوئے ہیں اکثر

آ پھر وہی جگہ ہے تیری جو پیشتر تھی گرد و غبار سے تو مُنہ اپنا جلد دھولے
کیا اچھا ہوتا گر تو ویسی ہی پاک آتی آ، اور اپنے اوپر۔ پھر ایک بار رولے

اے پیارے بچو دیکھو دُنیا بُری بلا ہے آلائشوں میں اس کی تم بھول کر نہ پھنسنا

اچھا بتاؤ ہم کو یہ کس کا ماجرا ہے | انعام دیں گے مطلب سمجھاؤ گر تم اسکا

بادل کا ترانہ

ہوا کے جھوکے اپنی گود میں مجھکو سُلاتے ہیں
میں تمکو چھینٹے دیکر سوتے سی جبدم اٹھاتا ہوں
تمہارے واسطے میں فرش مخمل کا بچھاتا ہوں
میں کرکے ژالہ باری کل ہوا کو صاف کرتا ہوں
تمہارے واسطے میں شادیانوں کو بجاتا ہوں
نہ سمجھو مجھکو آسانی سے مِٹنے والا تم ہرگز،
سمجھتے کیا ہو میں بے پر کے اڑتا رہتا ہوں سو ہر
نقاب مہرِ عالمتاب اور ماہ درخشاں ہوں
میں اپنے فیض سے دریاؤں کو سیراب کرتا ہوں
سمندر میں جو کھاری پن ہے وہ میرے سبب ہی دم سے ہے
میں کل دنیا کے مرد و زن سی کھیلا کرتا ہوں ہولی
زمیں کی مجھہ سی پیدایش ہے میں پھل پھول دیتا ہوں
مری بوندیں دکھاتی ہیں ہزاروں رنگ سورج کے
فضا نے مجھکو پالا گود میں مجھہ کو کھلایا ہے
جو بجلی نائیٹروجن کرکے پیدا غلہ دیتی ہے

مرا رتبہ ہے ای دنیا کے لوگو تم سے بالاتر
تو اُٹھہ کر صحن سے فوراً ہی تم گھس جاتے ہو اندر
میں چھڑکاؤ سے کرتا رہتا ہوں دیکھو زمیں کو تر
مگر تم کرتے ہو میری شکایت سب جا جا کر
میں برقی روشنی تمکو دکھاتا رہتا ہوں اکثر
فنا ہوتا نہیں صورت بدل لیتا ہوں میں اکثر
سمندر سے میں اُٹھتا اور جاتا ہوں بلندی پر
مرے باعث سے انکی روشنی پڑتی ہے چھن چھن کر
میں پاک صاف کرتا ہوں زمیں کو خوب دہو دہا کر
میری باعث سی جاتا ہے نمک اور شورہ بہہ بہہ کر
اور اُنکے مارتا پچکاریاں ہوں خوب بھر بھر کر
بجا ہے گر زمیں کا آپ سب مجھکو کہیں شوہر،
کبھی ننھی پھوار و نیں کبھی قوس قزح بنکر،
رہا ہے مہرِ عالمتاب کا سایہ مرے سر پر
وہ میرا عکس رُخ ہے جو کبھی پڑ جاتا ہے تم پر

مرے ایثار کو دیکھو فنا ہو جاتا ہوں بالکل
زمیں کی جان ہے مجھہ سے فلک کی شان ہے مجھہ سے
میں گرمی کو مٹاتا اور تپش کو دور کرتا ہوں
حرارت اور اس کی بازگشت اور سردی اوپر کی
میں سب کچھہ ہوں مگر اللہ کا ناچیز بندہ ہوں

زمیں اور اسکی مخلوقات کے کرتا ہوں لب کو تر
میں پانی کا دہواں ہوں اور شعاع مہر کا مظہر
خدا کی قدرتیں ہیں میرے ہر ہر قطرہ میں مضمر
کشش اور چند تاثیرات کا ہوں خوشنما منظر
مرا سایہ زمیں پر اور اسکا سایہ ہے مجھہ پر

دوسرا باب

اسٹرانومی یعنے علم ہیئت

چاند پر ایک دلچسپ غزل

روشنی رکھتا نہیں بالذات اصلا ماہتاب
ہے پچاس اور ایک کی نسبت زمیں سے چاند کو

ہے مگر سورج کے باعث سے چمکتا ماہتاب
اور سورج سے کروڑوں حصے چھوٹا ماہتاب[۱]

[۱] چاند آفتاب سے پانچ کروڑ حصے چھوٹا ہے۔ اور اس کی روشنی سے آفتاب کی روشنی چھہ لاکھہ حصے زیادہ ہے

قطر ہے اس چاند کا اکیس سو اور ساٹھ میل
ساڑھے ستائیس دن کرتا ہے دورا ماہتاب

کس لئے گردِ زمیں چکر نہ کاٹے رات دن
ہے حقیقت میں جگر گوشہ اسی کا ماہتاب

اس کا روشن حصّہ جتنا ہوتا ہے پیشِ نظر
ہم کو آتا ہے نظر بس ٹھیک اُتنا ماہتاب

کرتا رہتا ہے شعاعِ مہر سے یہ کسبِ نور
اور رہتا ہے ہمیشہ چلتا پھرتا ماہتاب

چودھویں شب سامنے ہوتا ہے روشن حصّہ سب
اور آتا ہے نظر اُس رات پورا ماہتاب

ایک رُخ آتا ہے گردش کے سبب اُسکا نظر
دوسرے رُخ کا نہیں دکھلاتا جلوا ماہتاب

اس میں آبادی نہیں اب ہوگئے دریا بھی خشک
پہلے زندہ تھا ہے اب مُردہ سا گویا ماہتاب

گھٹتی جاتی ہے جسامت اور وہ طاقت چاند کی
ایک دن آخر کہیں پر جا گرے گا ماہتاب

چاند میں بُڑھیا نہ چرخا گھاٹیوں اور جھیل سے
سایہ رہتا ہے نہیں پورا چمکتا ماہتاب

ہوگئے ہیں سرد تھے آتش فشاں جتنے پہاڑ
بے ثباتی کا دکھاتا ہے یہ نقشا ماہتاب

ہر مہینہ آپ غائب رہتے ہیں دو تین دن
آپ بھی بنتے ہیں شاید دیکھے غرّا ماہتاب

کائناتِ جسم میں تھی ایک دل کی روشنی
اسکا یہ عالم ہے اب جیسے کہ مُردا ماہتاب

پڑتی ہے سورج کی اسپر اُس کی ہے پر روشنی
ڈالتا ہے اسلئے عکس اپنا ٹھنڈا ماہتاب

رات کو کچھ اور حالت دن کو حالت ہے کچھ اور
چاندنی کا ہو رہا ہے بھول گویا ماہتاب

پہلی تاریخ آگئے تلوار لیکر قرض خواہ
رات کو تلوار کی صورت جو دیکھا ماہتاب

رات دن اپنے تو کٹتے ہیں مصیبت میں متین
آفتاب اپنے لئے اچھا نہ اچھا ماہتاب

نظامِ شمسی

ریاضی اور ہئیت النسا کی بات چیت

ریاضی (اپنی چھوٹی بہن سے)

آؤ نظام شمسی کا سمجھاؤں تمکو حال — سورج جو تم کو آتا ہے چھوٹا سایہ نظر
دس لاکھ ٹکڑے اس کے اگر تم کرو کبھی — ٹکرے برابر اس کے ہوں سب ایکطرح پر
ہر ایک ٹکڑا ہوگا زمیں سے کہیں بڑا — آتا ہے دُور کے سبب اتنا سایہ نظر

ہئیت النسا۔ ہے کتنی دور آپا ریاضی یہاں سے یہ؟

(ریاضی) تم تیز ریل گاڑی میں گر کر سکو سفر
گذریں گے پونے تین سو سال اُسکو راہ میں — بے ٹھیرے رات دن وہ چلے ایک چال گر

ملہ اوسط مسافت زمین کی آفتاب سے نو کروڑ اٹھائیس لاکھ نوے ہزار میل رہتی ہے اور جب وہ نقطۃ الذنب پر جون اور جولائی میں ہوتا ہے اُسوقت اُس کا فاصلہ نو کروڑ چھالیس لاکھ پچاس ہزار میل ہوتا ہے۔ اور نقطہ راس پر اُس کا فاصلہ دسمبر و جنوری میں نو کرور تیرہ لاکھ تیس ہزار میل رہتا ہے۔ اس کا قطر خط استوا پر سات ہزار نو سو چھبیس میل اور قطبین پر سات ہزار آٹھ سو ننانوے میل ہے اور اس طرح اس کا قطر قطبی قطر استوائی سے ستائیس میل کم ہے اور وہ اپنی مدار پر اٹھارہ میل فی سکنڈ کی رفتار سے چلتی۔ اور ۲۳ گھنٹے ۵۶ منٹ ۱۔ ۴ سکنڈ میں محور کا دورہ پورا کرتی ہے جس سے ثابت ہے کہ خط استوا پر اسکی رفتار دوری ۱۷ میل فی منٹ ہوتی ہے

ہئیت النسا۔ سورج کی طرح چاند بھی ہے اتنا ہی بڑا؟

(ریاضی) اُس سے پچاس حصّے زمیں ہے زیادہ تر

ہئیت النسا۔ اچھا یہ کہیے۔ کس سے بنا ہے یہ آفتاب؟

(ریاضی) اجزا زمین ہی کے ہیں سورج میں بیشتر

اس میں مگر ہے اس سے سوا گیس آتشی — اور گیس سے بدلتے ہیں اجزا تمام تر

ہیں شعلے اُس کی سطح پہ اسطرح موجزن — موجوں سے لہر لیتی ہے جسطرح بحر پر

زہرہ۔ زحل۔ عطارد و نیپچوں یورینس — مریخ و مشتری یہ ہیں سب اُس سے جلوہ گر

یہ سب کے سب ہیں ٹکڑے اسطرح شمس کے — جس طرح سے زمیں کا ٹکڑا ہے یہ قمر

ٹکڑا اسی کا ہے یہ زمیں جانتی بھی ہو — پھرتی ہے کاٹتی ہوئی چکر جو سال بھر

ہئیت النسا۔ (مزید آگاہی کے لئے) ان ٹکڑوں کے بھی چاند ہیں؟

(ریاضی) مریخ کے ہیں دو۔ اور آئے ہیں زحل کے ابھی صرف دس نظر

ہیں آٹھ مشتری کے مگر جتنے چاند ہیں — پھرتے ہیں اس طرح سے وہ سب جسطرح قمر

یہ ٹکڑے جن سے چاند بنے ہیں اسی طرح — سورج کے گرد پھرتے ہیں سب حلقہ باندھ کر

ان کے علاوہ اور بھی سیّارے ہیں بہت — جنمیں سے آٹھ سو کی ہوئی ہے ابھی خبر

سیاروں میں عطارد و زہرہ قمر سے بھی — آئے نہیں ہیں دوسرے رُخ آج تک نظر

دُنیا ہے جس طرح سے ہماری اسی طرح — دُنیا ہے انکی اس سے بڑی اور وسیع تر

ہیئت النسا۔ سیّارے کس کو کہتے ہیں؟

(ریاضی) جو چلتے پھرتے ہیں۔ ان کے علاوہ اور ثوابت ہیں جلوہ گر

سیاروں میں پہنچتی ہے سورج سے روشنی — اور اپنی روشنی سے وہ ہیں آپ بہرہ ور

سب میں قریب رہتا عطارد ہی شمس سے — اٹھاسی دن میں کرتا ہے جو دورہ گھوم کر

ہے اُسکے بعد زہرہ سوا دو سو دنمیں وہ — اور دورۂ زمیں کو ضروری ہے سال بھر

ہیئت النسا۔ کہتے ہیں تارے کن کو؟

(ریاضی) ثوابت وہی تو ہیں

(ہیئت النسا) کیا دورہ وہ بھی کرتے ہیں ان سب کی طرح پر

ریاضی۔ سورج وہ خود ہیں بلکہ ہیں کچھ اس سے بھی سوا

گرد اُن کے جانے پھرتے ہیں سیارے کسقدر

دنیائیں اُنمیں بستی ہیں دریا وغیرہ ہیں — دنیائے آفتاب سے جو ہیں وسیع تر

(ہیئت النسا) بستے ہیں اُن میں کون؟

(ریاضی) کچھ اسکی خبر نہیں۔ اور انکی کیا۔ نہیں ہے ہمیں اپنی ہی خبر

ہم جانتے ہیں کوئی نہیں ہم سا فلسفی

دُنیا کا کوئی چھوٹا سا کھلتا ہے راز گر

معیار ہستی سب نے بنایا ہے عقل کو

چلتا خدا ہے گویا ہمیں سب کی رائے پر

آفتاب پر ایک قطعہ بند غزل

مہر عالم تاب ہے میرا مخاطب آج تو
کان دہر کہہ غور سے سُن لے تو میری گفتگو

آہ، دن بھر سوز غم سے تو جلاتا ہی مجھے
رات کو مجھ سی چھپالیتا ہی اپنے مُنہ کو تو

صرف ہیں کیا، کُل زمین و آسماں دریا پہاڑ
اپنے دلمیں رکھتے ہیں ہر وقت تیری آرزو

تیرے رُخ پر روشنی ایسی جہاں افروز ہی
جسکے پڑنے سے جہاں پاتا ہی تازہ رنگ و بو

دل کا تو کیا ذکر ہی اُٹھنے لگے اس سے دُھواں
گر نگاہِ کرم سے دیکھے سمندر کو بھی تو

ذکر کیا مہر و وفا کا سرد مہری بھی تو کچھ
کر نہیں سکتا ہی جیسی چاہئے اے شعلہ رو

ہم جلیں دن بھر تری فرقت میں ای بیداد گر
اور چراغِ خانۂ دشمن ہو شب بھر جا کے تو

مغربی اور مشرقی پڑھتے ہیں سب کلمہ ترا
تو ہی ہے صبح مسرت اور شامِ آرزو

ہمنے یہ مانا کہ ہم ہیں واقعی آوارہ گرد
تو بھی تو ہر جائی ہے پھرتا ہی ہر دم چارسو

لطف کیا گر تو نے دکھلا ہی دیا کچھ سبز باغ
بات تو جب ہی کہ ہو دل کی اُمیدوں میں نمو

کھینچتا ہے تیرے غم میں جو سمندر دودِ آہ
اُس کو بھی آنسو بنا کر پھر گرا دیتا ہے تو

ڈال رکھا سب کو ہی چکر میں تو نے کس لئے
یاد رکھنا چین سے ہرگز نہیں بیٹھے گا تو

تو جلاتا ہے کبھی اور کپکپاتا ہے کبھی
ترچھی اور سیدھی شعاعیں ڈال کر اے شعلہ رو

کھینچ لے ہمکو کشش اتنی نہیں ہی تجھ میں کیا
مرکز عالم اسی برتے پہ بن بیٹھا ہے تو

ہے ہمارا جسقدر سائنس تیرے دم سی ہے
تیری تاثیر اور اجزا کی ہے سب کو جستجو

روشنی ہے تجھ میں کیسی اور حرارت کیسی ہی
آجتک اسکی مشامِ علم میں پہونچی نہ بو

خود ہے روشن یا کہ کرتا رہتا ہی کسب ضیا
کیسا ہالہ ہے یہ تیرے گرد بتلادے مجھے
کتنے رنگوں سے مرکب ہی یہ تیری روشنی
تیرے داغوں کا اثر پڑتا ہے مقناطیس پر
روشنی۔ بجلی۔ حرارت سب ہیں تیری لونڈیاں
تجھکو بھی لیکن نہیں ہے ایک حالت پر قرار
ہیں اگر گردش میں ہم تو تو بھی خود چکر میں ہے
رنگ تیری آنکھ کے اندھا بناتے ہیں ہمیں
ہو گا جولانگاہ ثیلیاق تیرا آتا سبکے
ٹھوس تجھکو جانتے تھے پہلے پھر سیّال سب
درمیانی حصّہ کی رفتار دیکھی تیز تو
اور قوت کا منافی ہے حرارت کا خروج
دی حرارت ریڈیم نے صرف طاقت کے بغیر

چاند کی صورت سے اے خورشید عالم تاب تو
تونے کر رکھا ہی کیا زیور کوئی زیب گلو
کر رہا ہے آجتک سائینس اس کی جستجو
پھیر تا رہتا ہی رخ سوئی کا ان داغوں سے تو
ہیں جہانمیں جتنی چیزیں سب کا سرچشمہ ہی تو
چاک دل کو ہائے کر سکتا نہیں تو بھی رفو
دوسروں کیساتھ جو کرتا ہے وہ پاتا ہے تو
ڈال دے بہر خدا آنکھوں میں اب تو چاکسو
اس طرح ہمکو پھرائیگا تو کب تک کو بہ کو
علم کی دنیا میں لیکن بن گیا پھر گیس تو
سمجھے جو ہوتا کرہ ہوتی وہ یکساں چارسُو
اسلئے سیّال ہونے میں بھی پھر کی گفتگو
تو ہوئی سائینس کو پھر تیری بابت جستجو،

گیس ہے سیّال ہے یا منجمد ہے اب تو کہہ
ہم ہیں جب تیرے تو پردہ ہم سے کیوں کرتا ہی تو

کیا زمین ایک مچھلی کی پشت پر قایم ہے

گزر کے باقی ہیں جب زمیں سے شعاعیں سورج کی سمت زہرہ
تو اُن سے نیچے زمین کے پھر کرن کی بنتی ہے ایک مچھلی
زمیں کو کہتے ہیں پشتِ ماہی پہ محض اس واسطے ہی قایم
جو علم ہیئت کو جانتے ہیں سمجھتے ہیں خوب وجہ اس کی

چاند گہن اور سورج گہن کا اخلاقی سبق

زمین گر بیچ میں ہو آ کے حائل چاند سورج کے
تو اُس کے سایہ سے ہی چاند میں بھی پھر گہن لگتا
مقابل میں زمین اور آفتاب آتے ہیں جب دونوں
اور اُس کے وسط میں ہو چاند تو سورج گہن ہوگا
چمک سکتے نہیں جب اسطرح سے چاند اور سورج
تو پھر ایسی رُکاوٹ پر چمکنا میرا کیا ہوتا
بہت سے لوگ آ کر ہوتے ہیں اسطرح سے حائل
چمک سکتا نہیں جن کے سبب سے نور کوشش کا
گہن سے نقص لیکن جس طرح آتا نہیں اُن میں

موانع مجھکو کم ہمت نہیں کر سکتے کچھ اصلا
کبھی لازم نہیں ہے مجھکو ہمت ہارنا ہر گز
مرا ہر حال میں ہے فرض کوشش کو کئے جانا
رہی کوشش اگر ناکامیاں ہو ہی نہیں سکتیں
ہوا حائل کوئی تو دور دورہ تابکے اُس کا

سورج کا تیسرا بیان

یہ جو ہے آفتاب عالم تاب
یہ زمیں کے کرہ سے رکھتا ہے
کم ہے سہ چند اُس سی سورج کا
جس سے پوری طرح یہ ثابت ہے
وزن پانی میں جتنا ہوتا ہے
کرتا پچیس دن کے اندر ہے
رہتی ہے فی سکنڈ بارہ میل
چلے گر ساٹھہ میل فی گھنٹہ
پانچ برسوں میں ریل مشکل سے
برج شلیاق کی طرف سورج

مختصر ہے یہ کیفیت اس کی
تین لاکھہ حصے وزن میں بیشی
ثقل ہے جو زمین کا نوعی
کہ نہیں سطح منجمد اُس کی
نسبتاً اُس سے کچھہ ہے بھاری
ختم گردش یہ اپنے محور کی
کہتے ہیں اُستوا پہ چال اس کی
اور ٹھیرے نہ اک سکنڈ کبھی
قطر کا چکر ایک کاٹے گی
اپنی رفتار رکھتا ہے جاری

اس کا سب خاندان بھی ہے ساتھ
کہتے ہم سب ہیں پیروی اسکی

چلتا ہے سات لاکھ میل یہ روز
فی سکنڈ آٹھ میل چال اسکی

اس طرح ایک لاکھ اسی ہزار
گزریں گر سال تو کہیں اسکی

سب سے پہلے ستارہ کے نزدیک
جو ہے اس سمت میں پہنچ ہوگی

جان سکتا نہیں کوئی ہرگز
ہے فضا کائنات کی کتنی

جب فضائے بسیط کا ہے یہ حال
کیا کہوں کیسی شان ہے اسکی

اے فضائے بسیط کے خالق
حمد ہم کس طرح کریں تیری

سورج کا چوتھا بیان

رات اور دن کے متعلق فخر النسا اور اسکے والد کی بابت چیت

(فخر النسا) آج ابا آپ سمجھا دیجئے اس بات کو
روز یہ سورج کہاں رہتا ہے جا کر رات کو

(فخر النسا کے والد) بیٹی یہ سورج نہ جاتا ہے نہ آتا ہے کہیں
گرد اس کے پھرتی رہتی ہے مگر ہر دم زمین

(فخر النسا) واہ ابا خوب بہکاتے ہیں مجھ کو آپ بھی
جانتے ہیں بچہ؟ بہلاتے ہیں مجھکو آپ بھی،

(فخر النسا کے والد) بیٹی بہلاتا ہوں تمکو اور نہ بہکاتا ہوں میں

بات جو ہے واقعی وہ تم کو بتلاتا ہوں میں

لٹو جیسے کیل پر پھرتا ہے اور بڑھتا بھی ہے

ہے زمیں بھی گول کرتی رہتی یہ دورا بھی ہے

اپنے محور پر یہ پھرتی رہتی ہے شام و سحر

اور سورج کی طرف بھی جاتی ہی آٹھوں پہر

رات دن میں کرتی ہے محور کا پورا دورا یہ

سال بھر میں ایک چکر کرتی ہے سورج کا یہ

ہوتا ہے سورج کا جب اِسکے کرہ سے سامنا

حصہ رہتا ہے کرہ کا نیچے اُس دم دوسرا

سامنے والے کرہ میں رہتی ہے جب روشنی

ہوتی ہے تاریکی نیچے والے حصہ میں جبھی،

روشنی ہوتی ہے تو ہم جانتے ہیں دن ہوا

گر ہو تاریکی سمجھتے ہیں کہ اب دن چھپ گیا

چھ مہینہ میں پہنچتی ہے یہ کچھ سورج کے پاس

سردی پھر ہوتی ہے اور لگتی نہیں ہی کچھ بھی پیاس

چھ مہینہ رہتی ہے سورج سے بالکل دُور ہی

اور ہم اُس وقت کہتے ہیں کہ گرمی آ گئی

اور یہ سُن لو زمیں جو گول نارنگی سی ہے

اوس کے چاروں سمت خلقت سب خدا کی لبستی ہے

بعض حصّوں میں پہنچتی ہے بہت کم روشنی

ناروے میں دیکھو تو رہتی ہی ہر دم روشنی

ریل سے جیسے نظر آئیں شجر چلتے ہوئے

آتے ہیں ہم کو ثوابت بھی نظر چلتے ہوئے

فخز النسا۔ دُور جب ہوتی ہے وہ سورج سے تو فرمائیے

جاڑا کیوں ہوتا ہے ابا یہ سبب سمجھائیے

فخز النسا کے والد۔ دوسری جانب جُھکی رہتی ہے بیٹا جب نے میں

اور شعاعیں اُسکی سیدھی اس پہ پڑ سکتی نہیں

دُمدار ستارے

کیا کہوں۔کیا کر کہا ہے عالم اسباب نے
ادنی ادنی بات کر دیتی ہی عقل و ہوش گم

کاربن اور سیالوجن گیسوں کی آب و تاب نے
مل کے آپس میں لگا دی دیکھئے تاروں کے دُم

بعض ایسے ہیں۔گئے تو لوٹ کر آتے نہیں
اور ابتک راز کچھ اُن کا نہیں بالکل کھلا

کسطرف جاتے ہیں کب آتے ہیں سمجھاتے نہیں
جتنے ہیئت داں ہیں اُنکا حال کچھ ہمکو ذرا

چند ایسے ہیں کہ ہے کچھ جن کا بیضاوی مدار — اور اُنکے آنیکی ہوتی ہیں پیشیں گوئیاں
بعض اُنمیں سے زمیں کے پاس آئے چند بار — ختم کرکے اپنا دورہ ہوگئے پھر وہ نہاں

آجتک جنکا ہوا ہے ہم پہ ظاہر مستقر — ایک اُن میں ہیلی کا تارہ ہے سولہ اور ہیں
ہر چہتر سال میں آتا ہے یہ ہیلی نظر — باقیماندہ کے مسائل زیر بحث و غور ہیں،

دوری گردش کرتا ہے گر کوئی ساڑھے تین سال — لاکھ برسوں میں یہ گردش کرتا ہے پوری کوئی
آجتک ہمپر کھلا ہے کچھ نہیں ہے انکا حال — شکل دکھلاجاتا ہے آکر کبھی اپنی کوئی

دُم فضا میں انکی لاکھوں میل ہے پھیلی ہوئی — اور ڈر ہے یہ نہ سیاروں سے ٹکرائے کہیں
کہتے ہیں طاقت نہیں سیارہ میں اب پہلی سی — ہوں گے یہ کمزور سب اور ہوگی بے طاقت زمیں

طاقتیں ہیں سب میں مقناطیس کیصورت سے دو — ایک کرتی ہے کشش تو روکتی ہے دوسری
اتصالی، اندفاعی ہے کشش سیّاروں کو — کچھ بھی ٹکرانے نہیں دیتی ہے آپسمیں کبھی،

ایک ہی جانب یہ پھرتے ہیں بناکر دائرے — اپنی اپنی پٹری پر جاتی ہے جس صورت سے ریل
ہو کے کم طاقت اگر پٹری سے کوئی گر پڑے — یا بہالیجائے اُسکو دوسری طاقت کی سیل

تو یقیناً ہوتی ہیں جسطرح ریلیں پاش پاش — ریزہ ریزہ ہوں اسی صورت سے سیّارات بھی

حشر کا کرتی ہی ہیئت اسطرح سے راز فاش
کہتا ہے سائینس یہ ہم سے قیامت ہی سہی

وہ قیامت جسکی پیشیں گوئی ہر مذہب میں ہی
عقل اور سائینس سے ہوتی ہے ثابت دیکھہ لو
جسقدر دُنیائیں ہیں یہ خطر بیشک سب میں ہے
حشر ہو مدت میں اور ممکن ہی دم کے دم میں ہو

شہابِ ثاقب

کیا چیز ہیں جانتے بھی ہو تم،
کہتے ہیں انہیں شہابِ ثاقب
رہتے ہیں فضا میں یہ معلق
جب آتے ہیں یہ زمیں کے نزدیک
کھاتے ہیں ہوا سے جب رگڑ یہ
مٹتے ہیں لکھو کھا روزمرہ
ہو جاتے ہیں راکھ آتے آتے
میگنشیا۔ فاسفورس۔ لوہا،
تحلیل سے کرتے ہیں ہویدا،
اے خالقِ کائنات تیرا
کیوں اُن کو کیا تھا تو نے پیدا

تارے جو یہ ٹوٹتے ہیں اکثر
تارے نہیں بلکہ ہیں یہ پتھر
سورج کا لگاتے ہیں یہ چکر
گرتے ہیں کشش سے اُس کی کھنچکر،
ہو جاتے ہیں راکھ جل جلا کر
تھوڑی سی کبھی جھلک دکھا کر
شاید کوئی گرتا ہے زمیں پر
سوڈیم وغیرہ چیزیں اکثر
ہوتے ہیں جو لوگ کیمیا گر
کھلتا نہیں کوئی راز ہم پر
کیوں کرتا ہے راکھہ تو جلا کر

ہے ایسا یہ انکشاف ہیئت — بالکل ہی ہے جو سمجھ کے باہر

ثوابت

تعداد میں کتنے ہیں ثوابت — کھلتا نہیں راز یہ کسی پر
البتہ جو اُن کی روشنی ہے — ہیں اُس کے مدارج اسطرح پر
روشن ہیں جو سب سے بڑھکے تارے — ہے قدر میں اوّل اُن کا نمبر
ہیں دوسری قدر میں وہ تارے — ضو میں جو ہیں ڈہائی چند گھٹ کر
اک قدر میں جتنے ہیں ثوابت — تین حصے ہیں دوسری میں بڑھکر
اوّل میں ہیں بیس ثانی میں ساٹھ — پھر ایک سو اَسّی کا ہے نمبر
ہر قدر میں تین حصہ تعداد — بڑھتی ہے برابر اس طرح پر
چوبیس کرور سولھویں میں ، — ہو جاتے ہیں بڑھتے بڑھتے نمبر
ہیں بیس ہی قدر جن کا ابتک — دکھلاتی ہے دوربین منظر
ہر قدر میں جیسے ہیں فزوں یہ — ہے روشنی ڈہائی چند کمتر
چھ قدروں کو خالی آنکھ سے بھی — کرتے ہیں تمیز لوگ اکثر

ثوابت کا دُوسرا سبق

روشنی کتنے میل چلتی ہے — فی سکنڈ ایک لاکھ اسّی ہزار
سب سے نزدیک جس ستارہ کا — قدر اوّل میں کر رہے ہیں شمار
چار سال اور چار ماہ کے بعد — روشنی اسکی آتی ہے اک[لہ] بار
ایسے ہی بے شمار تارے ہیں — جن سے واقف نہیں کوئی زنہار
ہیں ثوابت جو یہ محیط فضا — مرکزی اپنی رکھتے ہیں رفتار
ہے ہر اک آفتاب انہیں سے — بلکہ اُس کا نہیں ہے کوئی شمار
جس طرح پر نظام شمسی ہے — ہے نظام ثوابت و سیّار

سمجھے کیا کوئی رازِ ہستی کو
عقل بالکل ہے عاجز و ناچار

لہ قدر اوّل کا ستارہ جو اور ستاروں کی بہ نسبت قریب ہے اُس کا فاصلہ زمین اور آفتاب کے فاصلہ سے دو لاکھ چھ ہزار دو سو پینسٹھ گُنا زیادہ ہے بعض ستارے اتنی دُور ہیں کہ روشنی اپنی پوری رفتار سے چل کر ہزاروں برسوں میں زمین تک آتی ہے۔ بہرحال وسعت سماوی کی کوئی حد نہیں ہے اور زمین تو زمین آفتاب بھی اُن کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں ہے۔ نظام شمسی تو درکنار اگر صرف آفتاب ہی کا بیان پوری طرح پر کیا جائے تو کئی جزو میں جاکر ختم ہو۔

زمین کی شکل

اگر مغرب کو جاؤ اور اُسی جانب چلے جاؤ،
تو پہر پہر کر جہاں سے تم گئے تہے آؤ گے اُس جا
سمندر میں اگر دیکھو جہاز آتا ہوا کوئی،
نظر پہلے پہل مستول اُس کا تم کو آئیگا
علیٰ ہٰذا اگر جاتے ہوئے دیکھو کبہی اُس کو
تو غرق آب ہوتے دیکھوگے تم اُسکا ہر حصّا
مگر مستول آئے گا نظر تا دیر دریا میں،
پہر آخر رفتہ رفتہ وہ بہی غائب ہوتا جائیگا
اسی صورت سے کرتے ہیں سفر جو بیٹہہ کر اُسمیں
نظر آئے گا اُن کو سلسلہ پہلے پہاڑوں کا
سبب اس کا ہے کیا؟ بس صرف گولائی زمیں کی ہے
نظر آتا نہیں ہے نچلا حصّہ جس سے کچہ اصلا
اسی کی محض گولائی کا ہے ادنی سبب یہ بہی
کہ جاتے ہو جہاں سے آتے ہو تم لوٹ کر اُسجا
یہ نارنگی جو ہے بس ایسی ہی صورت زمیں کی ہے
اسی صورت سے ہے قطبین پر اس کا کرہ چپٹا

ادہر آؤ۔ وہ دیکھو سامنے میدان کی جانب
نظر آتا ہے نا۔ بالائی حصہ صرف پیپل کا؟
یہاں سے گو وہاں تک کچھ نہیں ہے بیچ میں حائل
مگر یہ دوربیں لو اور دیکھو حصہ نیچے کا
نہیں آیا نظر؟ اچھا۔ چڑھو اب جاکے کوٹھے پر
وہاں سے دیکھو تو وہ بھی نظر سب صاف آئیگا
یہ کیوں؟ کیا جاکے اوپر بڑھ گئی کچھ آنکھ کی طاقت
نہیں، جاتا رہا اب وہ تحدّب جو زمیں کا تھا
نہو تا گر تحدّب دیکھتے فرش زمیں سی ہم
ہے یکساں فاصلہ جب۔ تو مساوی ہے تہ و بالا
نظر اوپر اُٹھا کر دیکھو اور مجھ کو بتاؤ تم
زمیں پر نیلا نیلا رکھا ہے یہ کیا کٹورا سا؟
حدود اس کی مساوی فاصلہ ہر سمت دکھلا کر
کرائیں گی تمہیں ہر طرح باور قرب ہی اپنا
مگر جتنا چلے جاؤ گے تم۔ اتنا ہی پاؤ گے،
نظر کا تم پہ کھل جائے گا آخر خود بخود دہوکا
افق کہتے ہیں اِس کو گول حد ہے جو کٹورا سی
زمیں کی شکل کروی نے بنایا دائرہ اسکا
زمیں پر کاٹنا گر چاہئے ہیں نہر انجنیر

تو رکہتے ہیں حساب اچہی طرح وہ اس تجاذب کا
نہ گرنی میل وہ آٹھ انچہ، مانیں اس تجاذب کو
رہے گا نہر کا پانی کہیں اُتہلا کہیں گہرا
نہیں ہے کوئی شک اسمیں یہ ہی اچہیطرح ثابت
ہم اوپر ہیں ہمارے پانوں کے نیچے ہے امریکا
نہ ہوتی فی الحقیقت گر زمیں میں کوئی گولائی
گہن میں چاند پر پہر گول پڑتا کس طرح سایا
زمانہ بہر میں یکساں وقت ہوتا اور سورج بہی
ہمیں جس وقت آتا ہے نظر سب کو نظر آتا

مجھ کو پہچانو۔ اور میری قدر کرو،

نباتات۔ اور جمادات۔ اور حیوانات ہیں تابع
ثوابت اور سیاری بہی میرے زیر فرماں ہیں
فرشتے اور جن۔ اور جملہ مخلوقات ہیں تابع
اور انکے جسقدر افعال ہیں با عہد و پیماں ہیں

نماز اور حج زکوۃ و روزہ۔ پوجا پاٹ میں میں ہوں
ادا کرتا نہیں بے میرے کوئی حکم مذہب کا
درختوں کو اُگاؤں پتے۔ اور پہل پہول لے آؤں
نہیں بے میرے ممکن اُنکا اُگنا پہول پہل لانا

ہیں مرگ و زیست میری قاعدے سب جن پہ چلتے ہیں   خوشی اور رنج جو کچھ ہے وہ سب میری ہی دم سے ہے
بہت خوش ہوتے ہیں مجھسے بہت ناحق کو جلتے ہیں   مگر مجھکو غرض انکی خوشی سے ہے نہ غم سے ہے

یہ میرا حکم ہے جس سے زمیں پھرتی ہے محور پر   ثوابت اور سیاروں کی گردش بھی علیٰ ہذا
مرا قانون جاری فصل ۔ موسم ۔ رات اور دن پر   شب و روز اور مہ و سال اور صدیونمیں مرا جلوا

اگر میں روک دوں سجدے یا اُسکے لئے کہدوں ،   تو بیشک حکم میرا کوئی ناجائز نہ سمجھے گا ،
اگر شام و سحر اللہ کے سجدے سے میں روکوں   خدا کو سجدہ کرنا بھی تو پھر جائز نہیں ہوتا

کہوں میں رات تو ہے رات ۔ گر میں دن کہوں تو دن   غرض جو کہدوں سب چھوٹے بڑے تسلیم کرتے ہیں
جو عظمت میری ہے ۔ ہو دوسرے کی ایسی ناممکن   میری انسان اور حیوان سب تعظیم کرتے ہیں

اندھیرا اور اُجالا ۔ چاند ۔ سورج ۔ دھوپ اور سایہ   دکھاتے ہیں سب میرا ہی کُل مخلوق کو جلوا
جو میرا ہے کسی کا ہو نہیں سکتا ہے وہ پایہ   کھلاتا ہوں کبھی لخت جگر میں اور کبھی حلوا

مجھے روتے چلے آئے ہیں اور روتے رہیں گے سب   بہت کم ہیں جو کرتے ہیں دل وجان سے مری عظمت
چلا جاؤں اگر میں ڈھونڈتے مجھکو پھرینگے سب   مگر مری جگہ وہ پائیں گے کیا؟ رنج اور حسرت

اگر تم چاہتے ہو دین اور دُنیا کی راحت کو ،   تو دو ہرگز نہ مجھکو ہاتھ سے اور قدر پہچانو

اگر تم چاہتے ہو عیش کو - عزت کو - دولت کو　　تو سمجھو میری عظمت اور وقعت ورنہ تم جانو

یہ میرا عکس ہے سب لوگ جسکو کہتے ہیں سایہ　　ستارے رہنمائی کرتے ہیں میری طرف سب کو
جسے کہتے ہیں سورج ہے مری تصویر کا خاکہ　　مہِ رخشاں مری تصویر کا ہے آئینہ شب کو

ہی میری وجہ سے یہ بوئے گل اور شورِ بلبل بھی　　میں جھونکا ہوں خزاں کا اور بہار جانفزا بھی ہوں
مطیعِ حکم ہیں میرے توالد اور تناسل بھی　　میں وجہ زندگانی اور باعث موت کا بھی ہوں

درختوں کی نمو میرا پتہ دیتی ہے انساں کو　　اور اُنکے پھول پھل بھی آئینہ ہیں میری صورت کے
فرشتہ موت کا بھی مانتا ہے میرے فرماں کو　　نہیں کھلتے ہیں در بے میرے دوزخ اور جنت کے

خدا جو سب کا مالک ہے - خدا جو سب کا خالق ہے　　میں قانون اسکا ہوں وہ بدل مجھمیں نہیں ہوتا
جو ہے کونین کا معشوق وہ بھی میرا عاشق ہے　　مجھے معلوم کرنا چاہو تو - دیکھو گھڑی گھنٹا

تیسرا باب

بیالوجی اور فزی آلوجی یعنی علم حیات و علم افعال اعضا

پہلا سبق

ذی روح و لعاب دار ذرہ ہیئت میں ہے اُنکی فرق گو کچھ اعضا کی بناوٹ ایک سی ہے	ہے اصلِ نبات اور حیواں ہے مادی ساخت اُنکی یکساں حیواں ہو کوئی - یا کہ انساں

اعصاب دماغ دونو کے ایک
درجو میں ہے فرق کچھ نمایاں

بیالوجی کا دوسرا سبق

یہ چنا ہے کیمیاوی امتحاں کر لیجئے	اور اس کے مادّوں پر کیجئے اپنا قیاس
ہیڈروجن۔ آکسیجن۔ نائٹروجن کاربن	روغن اور لکڑی کے اجزا نیز شکر اور نشاس
لوہا۔ چونا اور نباتی۔ معدنی اجزا ہی ہیں	غور سے دیکھو تو وہ کیا ہی؟ پروٹینی اساس
ہیں کم و بیش ایسے ہی کل مادے انسا نہیں	اور انکی وجہ سے ہوتا نہیں ہے التباس
اصل میں جو کچھ ہیں وہ اجزا پروٹینی ہی ہیں	ہی بجا گر کہئے انکو زیست کا اصلی لباس
الغرض حیوانیں اور ان میں ہی تھوڑا سا فرق	اور حیوانوں میں بھی باہم علی ہٰذا القیاس
عقل دی انسان کو اور سب سے بالاتر کیا	خالقِ عالم کا کرنا چاہئے شکر و سپاس

علم الحیات سے دیگر علوم کا تعلق

گوشت کے اور خون کے اجزائے ترکیبی ہیں کیا

پوچھئے کیمسٹری سے تو پتہ مل جائے گا

پھیپھڑوں سے آتی ہے کیوں گرم زہریلی ہوا؟

علم جو افعال اعضا کا ہے وہ دے گا پتا

آنکھ کی یہ کیوں سمٹتی۔ پھیلتی ہیں، پتلیاں؟

علم جو تشریح کا ہے وہ کرے گا یہ بیاں

ہے نظر پر کیوں اثر اس درجہ قرب و بعد کا؟
ہے ریاضی اور مناظر کا یہ ادنےٰ مسئلا
جو حیات و خون پر ہے چاند ۔ سورج کا اثر،
اُس کی ہیئت اور طبیعیات ہی دیں گے خبر،
باٹنی ۔ اور علم حیوانات اور کیمسٹری ،،
نفع و نقصانِ غذا سمجھاتے ہیں ہم کو یہی،
نفس کی حرکت یہ کہتی ہے کہ سیکھو تم حساب
کہتی ہے منطق بتاؤنگی میں وجہِ اضطراب
الغرض ہیں علم جتنے سب کی حاجت ہے اسے
علم ہی کی کیا عمل کی بھی ضرورت ہے اسے
چاہتے ہو راز گر تم زندگی کا جاننا،،
تو رکھو پہر رات دن علم و عمل کا مشغلا

زندگی کی اصلی ضروریات

کاربانک ایسڈ ایسی گاس ہے جو رات دن
جسم سے انسان کے ہوتی ہے خارج بار بار
نیز خارج ہوتی رہتی ہے حرارت جسم سے
اور پانی بھی بدن سے اُڑتا ہے بن کر بخار

اس قدر کثرت سے یہ ہوتی ہیں تینوں چیزیں صرف
گر بدل اِن کا نہ ہو مر جائیں سارے جاندار
اس لئے تازی ہوا - پانی - غذا ہے لازمی،
اور مہیا کرتا ہے ان کو خدائے کردگار،
نائیٹروجن - ہیڈروجن - آکسیجن - کاربن
ہیں زیادہ تر یہی وجہِ حیات مستعار،
روغن و شکر کے اجزا - اور حیوانی غذا
فائدہ ہوتا ہے ان چیزوں سے بیشک بیشمار
جس جگہ آئے ہوا تازہ وہاں جا کر رہو
بو نہو اُس میں - نہ ہونے پائے وہ کچھ زہردار
فلٹریشن اور مقطر صاف پانی کو پیو،
اس میں غفلت کو نہ دو تم دخل کچھ بھی زینہار
وہ غذا کھاؤ جو ہو پوری طرح تم کو مفید
ایک کھانا نوشِ جاں ہے دوسرا ہے زہرِ مار
بھوک رکھکر کھاؤ گر صحت تمہیں منظور ہے
دانت اور ڈاڑھوں کی چکی میں بھی پیسو بار بار
چابنے میں جس کے دانتوں پر پڑے محنت فضول
ہوتی ہے معدہ وغیرہ کو غذا جا کر وہ بار
گوشت بین ترکاریاں ہوں اور گلے بھی خوب وہ

دال کے کھانے میں بھی سمجھو نہ ہرگز ننگ و عار

تندرستی کا راز

فرماتے ہیں بغور سنو حضرت علیؓ
صحت کے انتظام میں ہلچل سی مچ گئی
ہیں تین فقرے کھولدیا جنمیں رازِ طب

کھانے کے بعد کھانا کبھی بھول کر نہ کھا
ہائے شرم، شرم، پیٹ ہی کیوں اسقدر بھرا
کیا کہنا ہے حضور کے اس اختصار کا

کم کھاؤ۔ بعد کھانے کے ہرگز نہ کھاؤ تم
ہے نام احتیاط ہی کا صحت و شفا،

لے اصل اشعار حضرت علی کرم اللہ وجہ کے حسب ذیل ہیں۔

جمیع الطب فی البیتین جمع — وحسن القول فی قصر الکلام
تقلل ان اکلت وبعد اکل — تجنب فالشفاء لفی الجذام
ولیس علی النفوس اشد باسًا — من ادخال الطعام علی الطعام

فعائد۔ ثم عائد۔ ثم عائد
شفاء المرء من اکل الطعام

فزی آلوجی کا ایک مختصر سبق

خون کے متعلق

دوران خون پر ہے گو حصر زندگانی
جسمانی ساخت جتنی ہیں سب وُہ اپنے فضلے
اطراف کی عروق دموی کی گر ہو بندش
تو سُست پڑکے اُسکی جاتی رہیگی کُل حس
گر خون کچھ بدن سے خارج ہو آدمی کے
کرتا ہے عود لیکن وہ اصل حال ہیں پھر،
اے خون، لمف یعنی کیلوس تجھیں کیوں ہی
گر زندگانی کا ہے تو واقعی ذریعہ
ہے شوریت یہ کیسی پانی ہی تجھہ میں کیسا،
حاوی ہیں تجھہ پہ یہ کیوں شرم و خوشی و غصہ
تو کیا ہی؟ موج دل کی۔ تو کیا ہی؟ بحر ہستی

ہے فورس پمپ اُس کا لیکن قلب مضطر
دیتی ہیں خون کو اور لیتی ہیں اُسکا جوہر
اور خون بندشوں سی جائے نہ کچھ گذر کر
آثار موت ظاہر ہونے لگیں گے یکسر
تو ضعف آدمی میں ہوتا ہی حد سی بڑھ کر
پہنچاتے ہیں بدن میں جب اور خون لے کر
تولید تیری ہوتی آخر ہے کس طرح پر،
تو تیرے ہونے پر بھی مرتے ہیں لوگ کیونکر
اور ملتی ہیں ہوائیں کس طرح تیرے اندر
کیوں کھینچ لاتے ہیں یہ فوراً ہی تجھکو رخ پر
نہریں عروق دموی اور تو ہے بحر احمر

نظام اعصاب

اے نظام عصبی، کون ہے تیرا ناظم؟
جال سا کس نے رگوں کا یہ بچھا رکھا ہے

جسم کی ساخت کے جو حصے ہیں بالکل باریک
خون کس طرح سے اُن سب میں تو دوڑاتا ہے

مادہ جسم کا مجموعہ اجزا کیوں ہے
وجہ کیا ہے جو خواص اُسکا بدل جاتا ہے

ظاہری۔ باطنی ہم رکھتے ہیں جتنے بھی حواس
مجتمع اُن کو فقط تیرا ہی دم رکھتا ہے

جتنے اعضا ہیں اور اُن سب کی ہیں جتنی افعال
سلسلہ صرف تری ذات سے ان سبکا ہے

تیرے افعال کا رکنا ہے اگر موت۔ تو پھر
کارفرمائی تری زندگی ہے جینا ہے

موڑ سکتے ہیں جدھر چاہیں ہم اپنے اعضا
تو نے اس طرح سے قابو ہمیں دے رکھا ہے

جسم کے وزن کا ہے تیرھواں حصہ کیوں خون
اور وریدوں میں یہ کیوں اودا ہوا کرتا ہے

خون ہیں پانی۔ ہوا منجمد اشیا کیوں ہیں،
اور کہاں سے تو انہیں ساتھ لگا لاتا ہے

عضلے بڑھ جاتے۔ سمٹ جاتے ہیں اتنے کیونکر
کیا ربڑ تو نے کوئی ان میں لگا رکھا ہے

جسم کی چھوٹی شرائیں کے کیوں وقت طرب
عضلے پھیلا کے تو یوں خون کو دوڑاتا ہے

اور کیوں غم میں سمٹ جاتے ہیں عضلے سارے
رنگ رُخ کس لئے فوراً ہی بدل جاتا ہے

یاس و امید۔ غم و عیش سے بھر کر دل کو
لطف بھی دیتا ہے اور جان بھی تو لیتا ہے

تری تاثیر سے دل رہتا ہے خالی نہ دماغ
تو ہی لیجا کے ہوا جسم میں پہنچاتا ہے

خون پہنچانے کا انجن ہے اگر دل۔ باشد
یہ تو فرمائیے دل کس نے جکڑ رکھا ہے

یہ تو سچ ہے کہ ہے رتبہ میں فزوں سب سے دماغ
بحث لیکن یہ ہے کون اُسکی مدد کرتا ہے

تو ہی ہے واقعی جانداروں کی ہستی کی بنا
تیری تعریف کروں جتنی ہیں وہ زیبا ہے

توبہ توبہ - تری کیا ہستی ہی تو ہی کیا شے	تو بھی کچھ چیز ہی - اور تیرا بھی کچھ پتا ہی
کل چلاتا ہے نظام عصبی کی وہ خدا	جسکے بے حکم نہیں پتہ بھی ہل سکتا ہی

جگر کے افعال

جگر ہی ہے جو کہ خون سے یہ تمام صفرا کے لیکے اجزا
یہ اپنی باریک نالیوں سے گراتا امعا میں ہے برابر
مگر ہے جس جانور کے پتہ یہ جاتا ہے آنت سی بھرا اسمیں
اور اس میں ہوتا ہے لیس پیدا کسیقدر پانی جذب ہو کر
جو پورٹل وین کا لہو ہے اگر ہو چینی زیادہ اسمیں
گلائی کوجین کر کے اسکو ذخیرہ رکھتا ہی اپنے اندر
بڑھاتا چینی نہ یہ گھٹاتا ہمیشہ رکھتا ہے معتدل یہ
یہ زہر کو کھینچتا ہے بالکل اور اسکو کرتا ہی روح پرور

قوت سامعہ

اللہ نے دیئے ہیں کانوں کو کیسے کیسے
بیرونی- درمیانی اور اندرونی حصے

آواز کی یہ لہریں بیرونی حصہ لے کر
جو پیچ کا ہے حصہ دیتا ہے اُسکو یکسر

الصاقی مادہ اور شحم و عروق - پٹھے
جلد- اور ہڈی یہ سب اس حصہ میں ہیں ہوتے

سوراخ ہے جو اُسکا رہتی ہے اُس پہ جھلی
اور رکھتی تر ہے اُسکو چکنائی ایک مومی،

رہتا ہے درمیانی حصہ ہوا سے مملو،
بیرونی سے بہی جھلی رکھتی ہے اسکو یکسو

اور اسمیں ہڈیوں کی جو تین ہیں قطاریں
ہوتی ہے اُنمیں لرزش ہم پہونک بہی جو ماریں

آواز کی جو لہریں آتی ہے اس طرح سے
لے جاتے ہیں جو انکو وہ ہیں یہی ذریعے

اور اندرونی حصہ رکھتا ہے ایک خانہ
اور اوسکے تین حصے ہوتے جدا ہیں گویا،

اس خانہ کا جو حصہ باہر ہے استخوانی
ہوتا ہے اسمیں دو جا کچھہ مختصر سا پانی

اور دوسرا ہی اسکا گھونگھے کیطرح حصا
اور آٹھواں دماغی ہوتا ہی اُس میں پٹھا

ہر خانہ میں یہ پٹھا ہے منقسم برابر،
اور سامعہ کا ہے سب دار و مدار اس پر

ہوتی ہے کان میں جو باریک ایک جھلی
آواز کی یہ لہریں جا کر ہیں اُس پہ لگتی،

ہلنے سے اُسکے جو ہیں ہڈی کی وہ قطاریں
لرزش ہیں آکے اپنی دکھلاتی ہیں بہاریں

جنبش کے ساتھ اُس کی آواز پھر گذر کر
جاتی ہے اور آگے اُن پانیوں کے اندر

پھر اُس سے بہی گذر کر دیتی ہے اُسکو حرکت
ہی جو عصب دماغی اور آلۂ سماعت

قوت شامہ

سلسلہ ہے ناک کے نتھنے سے جسکا تا دماغ
وہ عصب ہی بو کا ہے پہنچانے والا تا دماغ
منقسم ہوتا ہے پچھلے حصّہ میں وہ ناک کے
ہوتے ہیں تقسیم دو حصّونمیں نتھنے اس لئے
پہلا حصّہ ہے تنفس دوسرا بو کے لئے
اور پوری ناک عزت۔ زینتِ رُو کے لئے
ناک کے خانہ میں ہوتی ہے نلی اک بند سی
اور ذی حس حصّہ میں ہے کچھہ رطوبت بھی سی
ناک کے خانہ ہیں گو اعصاب سر کی کوٹھری
اور ہوا اُس کوٹھری میں رہتی ہے ہر دم بھری
اُس کے استر میں نہیں ہوتی ہے حسِ شامّہ
ہاں رطوبت سے مگر تر رہتی ہے جھلّی سدا
جو دماغی پانچواں ہے ناک کے اندر عصب
ناک کے خانوں کو حس ہوتا ہے بس اُسکے سبب

قوت باصرہ

طبقات آنکھہ کے اور اُس کی رطوبات ہیں تین
اور بیرونی طبق کے بھی ہیں پہر دو طبقے
پچھلے حصہ سے بہت چھوٹا ہے اگلا حصہ
آگے سے اُبھرا ہے اور جوف ہی اُسکے پیچھے
رگ نہیں اسمیں کوئی۔ صاف ہی شفاف بھی ہی
اور بنا جس سے ہی وہ طبقے بھی ہیں پچکیلے ،
پچھلا جو حصہ ہے وہ اگلے کی نسبت ہے کثیف
اور بنا جس سے ہے اُس مادہ میں ہیں ریشے
دوسرا ہے جو طبق پتلا ہے وہ اور رنگین
اگلا جو حصہ ہے ہیں آئرس اُس کو کہتے
آئرس پردہ ہے اک گول سا بھورا بھورا ،
مرکزی چھوٹا سا سوراخ ہے جسکے نیچے
پچھلا حصہ جو کو رائیڈ ہے ہوتا ہے سیاہ
آئرس جوف میں دو رکھتا ہے اپنے کمرے
پتلیوں کا ہے جو سوراخ یہ اُس کے باعث
ملتے آپس میں ہیں اچھی طرح دونوں کمرے

پھیلتی اور سمٹتی ہے انہیں سے پتلی
آئرس میں ہیں جو عضلاتی دبے خط ریشے
ہے شکن دار کورائیڈ کا اگلا حصہ ،
پچھلا جو حصہ ہے ہوتا ہے وہ کچھ سبزی لئے
اور ریٹی نا طبق تیسرا جو ہے اُس کا ،
وہ بنا جن سے ہی وہ ریشے بھی ہیں چمکیلے ،
کئی طبقوں سے مرکب ہے اور اُنیں یہ دو
راڈز۔ اور کونز کے طبقے ہیں بصارت کیلئے
مائی۔ بلوری۔ زُجاجی یہ رطوبات ہیں تین ،
ساغر چشم بھرا رہتا ہے ہردم جن سے
آنکھ کے ڈھیلے میں آگے کی طرف کو ہی ابھار
نیز شفافیت اسمیں ہے بہت کچھ بڑھ کے
پردۂ چشم انہیں کہئے اگر تو ہے بجا ،
متحرک جو پپوٹے ہیں یہ اوپر نیچے ،
اور پپوٹوں کے کناروں پہ ہیں پلکیں ایسی
پھول پر ہوتے ہیں جس طرح محافظ کانٹے
آنکھ کے طبقۂ اوّل میں جو سات عضلے ہیں
اُن میں دو سیدھے ہیں اور پانچ ہیں بالکل ترچھے
گردشِ چشم کے ہوتے ہیں یہ عضلات معین

ان سے جس سمت کوئی دیکھنا چاہے دیکھے
آنکھہ بھی کیمرے کی طرح سے الٹے لے کر،
عکس دکھلاتی ہے چیزوں کے ہمیشہ سیدہے
ریٹی نامیں جو ہے باریک سا نازک پٹھا
سلسلہ تا بہ دماغ اُسکا ہے اس پردہ سے
روشنی پڑتی ہی جب دیتی ہے اُسکو جنبش
تو وہ فوراً ہی خبر دیتا ہے اُسکو جاکے
عکس کو سیدہا جو کرتا ہے وہ ہے کون؟ دماغ
ہو نہیں سکتا مصور کوئی جس سے بڑہ کے
دوربیں ہوتی ہیں بعض آنکھیں۔ تو نزدیک بیں بعض
اور سبب فوکس کا بس بنتا ہے آگے پیچھے
دور کر سکتے ہیں یہ دونوں نقایص ہم تو،
گر محدّب ملیں اور ہم کو مجوّف شیشے
اور حیوانوں میں، رہتا ہے برابر یہ نقص،
نہ لگا سکتے ہیں وہ چشمے نہ کچہہ کہہ سکتے
شکر ہے اُس کا کہ ممتاز کیا اُس نے ہمیں
چارہ کار بھی بتلا دیا ہم کو اُس نے
کس لئے اُس کا نہ احسان بجا لائیں ہم
کس لئے جائیں نہ ہم اُس کے کرم کے صدقے

قوّت ذایقہ

پاتی ہے ذوق حس عصب سے زباں
جڑ میں ہوتا ہے یہ زباں کے عصب
اور اُس کے ابھار کے اسباب
بارھواں ہی عصب دماغ کا جو،
اور عصب پانچواں جو ہی اُس سے

ہے دماغی عصب وہی تو نواں
اور ہیں اس عصب میں ریشے سب
ہیں یہ دموی عروق اور اعصاب
متحرک وہ کرتا ہے اِس کو
اِس کو احساس ہوتا ہے پہلے

قوّت لامسہ

یہ دماغ انسان کا جو مخزنِ احساس ہے
اُس کو دیتی ہیں رگیں ہر قسم کی جا کر خبر
اور بدن میں جال پھیلا ہی رگوں کا ہر طرف
منتہی ہوتا ہے جنکا سلسلہ سب جلد پر
لیکے جاتی ہیں رگیں حس حیز کو حرکت ہی وہ
حرکتِ رگ ہائے چشم و گوش ہی سمع و بصر
اور ہوتے ہیں رگوں میں جتنے اجزا رقیق
ایک کی حرکت کا پڑتا دوسرے پر ہے اثر
اور دقایق کی اسی حرکت کو ہم کہتے ہیں حس
جس سے حیوانات کو اُس نے کیا ہی بہرہ ور
ہوتے ہیں اعصا میں عضلات بھی آکر شریک
اسلئے تحریک اور حس ہوتی ہیں باہمدگر
سامعہ۔ اور باصرہ۔ اور شامہ۔ اور ذائقہ
ہیں یہ انعامات خاصِ خالقِ جن و بشر

لیکن اندھے اور بہرے بھی بہت سے لوگ ہیں
سونگھنے - چکھنے سے بھی بے بہرہ ہیں کچھ جانور
لامسہ کی قوت البتہ ہے ایسی عام جو،
رکھتے ہیں یکساں مساوی آدمی اور جانور

آنکھ کی پتلی کا قدرتی کرشمہ

(خاتون اور اُسکے ابّا کی بات چیت)

(خاتون)

ابّا! پڑھتے پڑھتے میں باہر گئی جو رات کو
کچھ نظر آیا نہیں، ٹھوکر لگی اور گر پڑی،
(خاتون کے ابّا) کیوں نظر آیا نہیں - سمجھیں بھی تم اس بات کو؟
(خاتون) جی نہیں - میں نے پڑھا ہے اور نہ میں کچھ جانتی -

(خاتون کے ابّا)

آنکھ کی پتلی جو ہے بینائی کی جڑ ہے یہی
اور تاثیر اُس نے دیکھی ہے پتُلی کو عجیب
ہے یہ پتلی میں اثر گھٹتی بھی ہے اور بڑھتی بھی
اور اسکا کیا سبب ہے؟ قدرتِ ربِّ مجیب

روشنی ہر چیز کی پتُلی میں فوراً آتی ہے
اور پھر اُس روشنی سے ہمکو آتا ہے نظر
روشنی کم ہو تو پتلی پھیل کر بڑھ جاتی ہے
اور سکڑ جاتی ہے پتلی - ہو زیادہ وہ اگر

کب نظر آتا ہے اچھی طرح سے انسان کو | جب زیادہ روشنی پتلی میں پُہنچے اور کم
ایک ہی حالت میں گر رہتی ہمیشہ پُتلی تو | روشنی درکار ہی جتنی نہ پا سکتے وہ ہم

جانتی بھی ہو کہ کیوں یہ گھٹتی بڑہتی رہتی ہی | اس غرض سے تا کہ اندازہ سے پُہنچے روشنی
کوٹھری میں جو رقیہ چُپ چُھپا کر بیٹھی ہے | دھوپ میں جائے تو آنکھوں میں چکاچوند آئیگی

(خاتون) کیوں؟

(خاتون کے ابّا)

سبب یہ ایک دم سے روشنی پوری گئی | پھر سمٹ کر اپنے پیمانہ پہ وہ آجائیگی
جونہی پُتلی اپنے اندازہ پہ پھر قائم ہوئی | یاد رکھو صاف ہر شے دیکھنے میں آئیگی

دفعتًا اُس کوٹھری میں جا کے گر گُھس جاؤ تم | صاف پوری طرح تم کو بھی نہ آئیگا نظر
کیونکہ پُتلی سمٹی سمٹائی ہے اب تبلاؤ تم | کیوں گری تھیں رات کو اور چوٹ آئی ہاتھ پر؟

(خاتون)

ابّا جتنی چاہیے تھی روشنی اُتنی نہ تھی | روشنی سے پُتلیاں تھیں سمٹی سمٹائی ہوئی

(خاتون کے ابّا)

واہ وا۔ شاباش تم نے اسکو سمجھا خوب ہی | اب نہ جانا دفعتًا اِس طرح گھبرائی ہوئی

موت کی بہن - اور زندگی کی بیٹی

کیا جانتے نہیں ہو تم اختیار میرا　　کر دیتی ہوں میں بیخود غفلت کی مے پلا کر
ہارا تھکا جو کوئی نزدیک میرے آیا　　ہوتا ہے چاق - اور پھر کرتا ہے کام جا کر

بینا کو گر میں چاہوں دم بھر میں کر دوں اندھا　　اور کھولدوں میں آنکھیں پھر دیکھنے لگے وہ
کیسا ہی کوئی ہو گو کانوں سے سننے والا　　میں چاہوں گر تو ہرگز کچھ بھی نہ سُن سکے وہ

قابو میں میرے بالکل ہیں سب حواس خمسا　　قدرت نے مجھکو ایسا اعجاز دے رکھا ہے
دیکھا نہ ہوگا ہرگز طی الفراسخ ایسا،　　دم بھر میں سارا عالم میں نے دکھا دیا ہے

دُنیا تو کیا کہو تو عقبیٰ کو میں دکھا دوں　　سیر جہاں کرا دوں - دکھلا دوں حور جنت
زندوں سے کیا کہو تو مردوں سے میں ملا دوں　　خود مُردے تم سے اپنی کہہ جائیں سب حقیقت

کہیے تو راز پنہاں سب آپ ہی سے سُن لیں　　گو آپ اُسکو مخفی رکھنے پہ تُل رہے ہوں
ہوش و خرد کی کنجی دم بھر میں آپ دیدیں　　آغوش عقل میں ہی گو رات دن پلے ہوں

سوئے تکلفوں سے جو فرش مخملی پر،　　چاہوں اگر تو اُسکو کانٹوں پہ میں سُلا دوں
جو حج کے واسطے ہو بیتاب اور مضطر　　کعبہ ہی کیا میں اُس کو نور خدا دکھا دوں

انسان اور حیوان ہیں فیض یاب مجھہ سے　　آرام سب کو مجھہ سے بیشک ہے پورا پورا
ہیں بعض گو مخالف اور شکوہ سنج میرے　　اور ایک حد تک اُنکا ہے اعتراض سچا

لیکن جو بھاگتے ہیں مجھہ سے وہ آتے ہیں پھر　　کہتے ہیں یہ کہ اس سے ہوتی ہے دُور کلفت
مجبور ہو کے مجھکو آخر بُلاتے ہیں پھر　　آنکھوں میں جگہ دیتے کرتے ہیں قدر و عظمت

جام جہاں نما سے بڑھکر وہ جام قدرت
اور دوربین قدرت ہی نام جسکا جائز

آتے نظر ہیں جس سے در اور بام قدرت
آئینہ خانہ جس کو قدرت کا کہنا جائز

وہ شیش محل جسمیں پردے لگے ہوئے ہیں
باہر کے در پہ جسکے چق بھی پڑی ہوئی ہے

وہ نور محل جسمیں جلوے بھرے ہوئے ہیں
اور خوابگاہ میری جسمیں بنی ہوئی ہے

دل اور دماغ جس کے عکاس فرض کیجے
یا کہئے یوں کہ اُن تک ہیں ٹیلیفون قایم

جو گذرے اس پہ دل سے فوراً ہی پوچھ لیجے
جو دل پہ گزرے اُس کو معلوم ہونا لازم

ایسی جلا کہ دل کا ہوتا ہے بھید ظاہر
اور جلوہ گاہ قدرت ہے اسکا کونا کونا

توصیف سے ہے جسکی میری زبان قاصر
رحمت کا شامیانہ اور نور کا بچھونا

وہ سیر گاہ عالم ہے خواب گاہ میری
آرام رات کو میں کرتی ہوں اُسکے اندر

ہے اُس کے منظروں پر ہردم نگاہ میری
رہتی ہوں دن کو بھی میں جب ٹھانتی ہوں دلبر

میں کیا ہوں؟ راز فطرت میں کیا ہوں جام صحت
بے میرے چین ہرگز ملتا نہیں کسیکو

گر میں نہ ہوتی۔ ہوتا ہرگز نہ نام صحت
آرام ہی نہ ملتا دُنیا میں آدمی کو

آنکھوں کا ہوں میں تارا کیا جانتے نہیں ہو؟
ہو جاؤں جس سے ناخوش اُسکا نہیں ٹھکانا

آتی ہوں روزمرہ پہچانتے نہیں ہو؟
ہر آنکھ میں ہے میرے جلوؤں کا آشیانا

میں موت کی بہن ہوں۔ اور زندگی کی بیٹی،
ہستی کے سب کرشمے دکھلاتی جا رہی ہوں

جلوہ دکھایا میں نے۔ اور آنکھ سب کی جھپکی
خاموش اب کہنا کچھ بھی۔ میں آ رہی ہوں

ایک قصیدہ کی دلچسپ علمی تشبیب

ہوئے ہم بیخبر کیوں اُس سے واقف کار بن بن کر
ہوئے کیوں ہائے غافل اس سے ہم ہشیار بن بنکر

حرارت۔ کوئلہ۔ اور کاربانک ایسڈ۔ اور پانی،
نکلتے سانس کے ہمراہ ہیں ہر بار بن بن کر

بدن کی پرورش کو خون مقدارِ مناسب ہیں
عروقِ شعریہ پہنچاتی ہیں انہار بن بن کر

ہماری زندگی تھی پھیپڑے اور دلکی حرکت سے
فنا دہ بھی ہوئے اب شوخیٔ رفتار بن بن کر

یہ اجزائے بدن میرے کسی کے کام آئیں گے
نباتات۔ اینٹ۔ گارا۔ اور کچھ جاندار بن بنکر

وریدوں میں پہنچکر سُرخ خون ہو جاتا ہی اودا
نظر پھیپڑے میں آتا ہے گلنار بن بن کر

اگر ہم پھیکی روٹی کھائیں قدرت دیکھئے اُسکی
وہ جزو خون ہوتی ہے شکر اور کھار بن بنکر

سمجھ ہی میں نہیں آتا کہ آخر ماجرا کیا ہے
بدن کی کسلئے گرتی ہے یہ دیوار بن بن کر

غذا۔ پانی۔ ہوا سے آکسیجن۔ کاربن۔ گرمی
بدن میں آتی جاتی رہتی ہے ہر بار بن بنکر

ہیں گرچہ سات پردے تین دریا آنکھ میں حائل
نگاہیں جاتی ہیں لیکن سُبک رفتار بن بنکر

حفاظت آنکھ کی کرتے ہیں گو یوں تو پپوٹے بھی
مگر پلکیں خصوصاً شکر جبار بن بن کر

علم الحیات کا آخری سبق

آب و آتش اور ہواؤ خاک جو کرتا تھا رام
خارجی اشیا کی ہر تاثیر تھی جس کی غلام

آکسیجن۔کاربن ہتیں ہم نفس جس کی مدام کام میں ہتے تھے جسکے چاند۔سورج صبح وشام

آج وہ محکوم ہے اور یہ ہیں سب فرماں روا

خاک کچہ اجزا کو اُسکے کھینچتی ہے کچہہ ہوا

پھول سا نازک بدن جو تھا وہی اب بن گیا کاربانک ایسڈ۔ اور پانی ۔نمک ۔ امیونیا

آکسیجن کر رہی ہے کیمیاوی تجربا خیر۔ جو چاہے بنائے ہمکو اس سے واسطا

اُسکے جو اجزا سڑ ائیں گے وہ سڑ جائیں گے خود

گر زمیں ڈالیگی کیڑے۔ اسمیں پڑ جائیں گے خود

ہڈیوں کے معدنی اجزا رہے قائم تو کیا اُنکا جو چونا تھا وہ پانی میں پتھر بن گیا

یہ زمیں جس نے کہ تھا ہر چیز کا ٹھیکہ لیا اُس نے ذرات بدن کو دیکھو کچہہ سے کچہہ کیا

گرد جو اُڑتی ہے ذرے اُسمیں اسکندر کے ہیں

دستے یہ چاقو کے کسکی ہڈی کے؟ قیصر کے ہیں

کس کا حسن سبز یہ اشجار کے پتو میں ہے کس کے رخساروں کی رنگت ہی جو یہ پہولو میں ہے

رگ ہی کسکی؟ کسکا پٹھا گہانس کے پولو میں ہے کس بدن کا ریشہ ہی؟ جھولے کی جو رسو میں ہے

ہائے کوئی بہی نہیں ایسا جو دے اس کا پتہ

مر گئے جو اُن کا کچہہ بہی تو نہیں چلتا پتہ

جہاڑتے ہیں گرد جو کپڑوں سے سوچیں دلمیں یہ تھی کبھی ہم جیسے ہی انساں کے آب و گل ہیں یہ

یہ ہوا چلتی ہے جو، تھی کس تن بسمل ہیں یہ ہے قفس میں جو یہ طوطی تھی کبھی محمل ہیں یہ

انقلاب دہر نے کایا پلٹ کر دی تمام

جسقدر پیدا ہوئے تھے سب ہیں با تبدیل نام

کوئی گملا ہے تو کوئی پھول - اور پتا کوئی، کوئی مولی ہے کوئی گاجر کرم کلا کوئی،
شوق میں بنکر ہوا کا آتا ہے جھوکا کوئی، آگ ہے کوئی تو ہے پانی کا بھی قطرا کوئی

آکے ملتے ہیں ہمارے دوست کس کس طرح سے
اور اُن سے پیش ہم آتے ہیں اس اسطرح سے

ذکر بعد مرگ کیا کھاتے ہیں جیتے جی بھی ہم مرغ و طاؤس و کبوتر - بیل - سامر اور غنم
ہمکو کھاتے ہیں درندے اور اُنہیں تیغ دودم اور ہم دونوں کو کوے - چیل - گدہ - مل کر بہم

چیونٹی تک ہم کو کھا جاتی ہے اے شان خدا
ایک کا دشمن ہے اس دُنیا میں دیکھو دوسرا

دوستو مر جائیں ہم تو غم نہ کرنا تم ذرا، تم جہاں ہو ہم بھی ہیں ہے نام لیکن دوسرا
یونہی سب رہتے تو رہنے کو نہیں مل سکتی جا ہے زمیں میں کب یہ وسعت مختصر سا ہی کرّا

اور اس پر بھی سمندر[۱۵] تین چوتھائی میں ہے
کوہسار و باغ سب کچھ سطح بالائی میں ہے

روئیں کس کو سب ہوا و خاک اور پانی میں ہیں پھول ہیں - اور پھل ہیں - بوتل ہیں - نمکدانی میں ہیں
تذکرے جن جن کے تاریخ جہاں بانی میں ہیں، کس کے لب و آج انکی فاتحہ خوانی میں ہیں

بس متین زار - بس - خاموش - کچھ آگے نہ کہہ
آنچناں راز است ایں کو دائما سربستہ بہ

---

۱۵ تمام دنیا کی خشکی کا مجموعی رقبہ پانچ کروڑ پچیس لاکھ مربع میل - اور دُنیا کے کل سمندروں کا رقبہ چودہ کروڑ پینتالیس لاکھ مربع میل ہے - خشکی کا بڑا حصہ کرہ زمین کے شمال کی جانب واقع ہے اور کرہ جنوبی میں تری کا رقبہ بہت بڑھا ہوا ہے - دوسرے لفظوں میں یوں سمجھنا چاہئے کہ خشکی کے ہر مربع میل کے مقابلہ میں ۲ ۳/۴ مربع میل تری ہے

۱۵

سائنس کی تیسری کتاب

فلسفہ والٰہیات کے ابتدائی اور آسان مسائل

سائینس اور فلسفہ کی تعریفات

مختلف اشیا سے آلاتِ حواس انسان کے   جو اثر لیتے ہیں حاصل کرکے معلومات کو
ہوتی ہیں حاصل یہ معلومات ہی سائینس سے   یاد رکھو خوب اچھی طرح سے اس بات کو

فائدے سائینس سے حاصل ہوئے بے انتہا   اور ابھی حاصل کرینگے اس سے بیحد فائدے
راز ہے اسمیں حیاتِ شخصی و جمہور کا   اور اسکے واسطے بنتے ہیں اس سے قاعدے

یہ خواص، طاقتِ نوعیت کل کائنات   روز مرّہ ہم کو بتلاتا ہے اور بتلائے گا
کیوں ہوئی کل کائنات؟ اور کیوں ہوئی موت و حیات   اس سے کچھ سائینس کو مطلب وہ دکھلائیگا

علتِ غائی ہے کیا اس عالمِ اسباب کی؟   کیوں رگڑ سے قوتِ برقی ہوئی جلوہ نما
فلسفہ ان مسئلوں پہ ڈالتا ہے روشنی   دیکھتا ہے آخری مقصد وہ ہر اک چیز کا

جملہ اغراض اور بنائے اوّلین و آخریں،   اور موجودات کی اعلیٰ سے اعلیٰ کلّیات
فلسفہ کرتا ہے پوری طرح سے خاطر نشین   اور بتاتا ہے ہمیں یہ راز جملہ کائنات

صرف کلّی حیثیت سے بحث رہتی ہے اسے   اور عوارض نیز مختصات سے بالکل جدا

دیکھتا ہے یہ لزوم وماحصل ہر چیز کے ‏ شخصی اور نوعی عوارض سے نہیں کچھ واسطا

عنصر اصلی وہ کیا ہے جس سے یہ عالم بنا ‏ فلسفہ کا کام ہے سلجھانا ایسے راز کا
جن فرشتے۔ دوزخ وجنت عذابِ قبر کیا؟ ‏ راز جو سمجھاتا ہو ان کا وہ کیا ہے فلسفا

سائینس کی کلیات مسلمہ

سائینس واقعات پہ مبنی ہے واقعی ‏ اور تجربہ سے بنتی ہیں کل اسکی کلیات
شخصی و نوعی تجربہ وعقل ہو اگر ‏ بنتے ہیں اچھی طرح سے اسکی مسلمات

سائینس اور مذہب کی حدود

ہمارے علم کی کیا پوچھتے ہو ہم سے حد ‏ تعلقات کا معلوم ہونا سمجھے حد
بڑہیں جو اس سے تو پھر حد ملیگی مذہب کی ‏ کہ جس میں عقل کو بھی مشکلات ہیں بیحد

فلسفہ کا اصلی مقصود

جس قدر ہیں علوم دُنیا میں
سب کے سب ہیں قیاس پر مبنی

گو ریاضی کے جو نتائج ہیں
اور ہیں اشکال ہندسہ جتنی

اُن کو سب لوگ کرتے ہیں باور
اور تسلیم کرتے ہیں اصلی

قاعدوں کی مگر وہ ہیں محتاج
اور قیاسات پر بنا ان کی

اس طرح ہیں ادھورے یہ دونو
نام کو ان میں کچھ نہیں خوبی

قاعدے ان کے دے نہیں سکتے
ہم کو تعلیم کچھ صداقت کی

فرق جو نیکی اور بدی میں ہے
اور قواعد ہیں اُنکے جو کُلّی،

اُن سے دونوں کو کچھ نہیں مطلب
فلسفہ کے لئے ہے وہ گتھی

اس کو حاجت نہیں قیاس کی کچھ
اور نہ اس کے نتیجہ ہیں ظنّی،

اس کا جو فیصلہ ہے ناطق ہے
اس سے تسکین ہوتی ہے پوری

یہی علم الیقین کی بے شک
راہ ہم کو دکھاتا ہے سیدھی

راز عالم کو کر دیا ظاہر،
اسنے ہر بات ہم کو سمجھا دی

اسمیں وسعت ہے جو کسی میں نہیں
اس کی حد ہے نہ کوئی ہو سکتی

ساری دنیا سے بحث کرتا ہے
نہیں کر سکتا چپ اسے کوئی

کاروبار جہاں سے اسکو بحث
ہے حکومت جہان میں اسکی

سارے علموں کا ہے ابو الآبا
مرتبہ اس کا سب سے ہے عالی

ذات باری سے بحث کرتا ہے
دیکھئے تو جا رتیں اس کی
اس کی ہر بات پر دلائل ہیں،
اور دلیلیں بھی اعلیٰ درجہ کی
وہم و شک کا مٹانے والا ہے
اور بے حد ہیں خوبیاں اسکی

ذی شعور اور بے شعور

کیوں کہا کرتے ہو تم سب با شعور و بے شعور
مسئلہ ہے جانتے بھی ہو یہ علم النفس کا
ہو ارادہ ۔ اور وقوف و حس کسی میں تو ضرور
جان لو تم ہے شعور اس آدمی میں بر ملا
نفس اور ماحول میں ہو انفعال و فعل گر
اور اس پر مطلع ہو کوئی تو ہے با شعور،
(پہلی صورت) ہو مؤثر کی طرح ماحول پر اس کا اثر
یا اثر ماحول کا خود اس سے پاتا ہو ظہور،
(دوسری صورت) مفرداتِ ذہن ہیں یہ تینوں تعریفاتِ نفس
بعض کہتے ہیں ارادہ مستقل عنصر نہیں
کرتی ہیں اس کو مرکب دو نو کیفیات نفس
ذہن کا عنصر ارادہ ہو نہیں سکتا کہیں

سب سے پہلے حس ہمیں ہوتی ہے یا ہوتا ہے علم؟
حس سے پہلے علم ہونا مانتے ہیں بیشتر،
کہتے ہیں وہ ہم کو ایسی چیز کا ہوتا ہے علم
انبساطًا ہو نہ جس کا انقباضًا کچھ اثر

بعض ایسے بھی ہیں جو حس کو مقدم کہتے ہیں
اور بتاتے ہیں اسی پر زندگانی کا مدار
وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم بے علم زندہ رہتے ہیں
اور نہ ہو گر حس تو جی سکتے نہیں ہم زینہار

دیکھئے نا۔ بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے جب
حس اسے ہوتی ہے لیکن علم کچھ ہوتا نہیں
انقباضی۔ انبساطی۔ حالتیں ہوتی ہیں سب
اب بتاؤ تم کہ حس ہوتی ہے پہلے یا نہیں؟

جو مقدم علم کو کہتے ہیں۔ دیتے ہیں جواب،
یہ بنائے زیست ہے اور احتیاجِ مادّی
حس کی قوت گو مقدم ہوتی ہے اس دم جناب
علم ہے بعد اسکے لیکن حس سے پہلے لازمی،

حق بجانب کون ہیں؟ اور ہیں خطا پر کون سے؟
فیصلہ اس کا کسی نے کچھ نہیں اب تک کیا"
ہم مگر احساس کو ہیں اس سے پہلے مانتے،

اور اسی پر جانتے ہیں علم کی ساری بنا

فلسفہ نفس

حیات انسانی کو مکمل تباہ کیا چیز کر رہی ہے

حیات شخصی و اجتماعی بواسطہ اور بلا وساطت

حیات شخصی کی پہلی صورت معاش و سامانِ زندگی ہے

ملازمت ہو کہ صنع و حرفت وہ کھیتی ہو یا کہ ہو تجارت

بلا وساطت ہی حرکتِ قلب و دورۂ خون اور تنفس

اسی طرح سونا۔ کھانا۔ پینا وغیرہ جو آپ جانتے ہیں

ہی پہلی صورت کو سعی۔ لازم ہی دوسری شکل بے تجسس

یہ ایسی باتیں ہیں جنکو اچھی طرح سے سب لوگ جانتے ہیں

حیاتِ جمہوری کی وہ صورت کہ جسکو ہو حاجت وساطت

وہ پہلے تزویج و بعد شادی کے غور و پرداخت بچونکی ہے

حیاتِ مجموعی کی وہ صورت نہیں وساطت کی جسکو حاجت

مذاہب اور مشغلے ہیں ایسے کہ جنسے تہذیب باہمی ہے

طاقت

"مادہ کی طرح سے طاقت بھی — مستقل گو وجود رکھتی ہے
مادہ اُس کا ہے مگر مظہر — مادّی۔ اور غیر مادّی ہے

حوادث و مشیّت

ازلی اور ابدی علت و معلول ہیں اور — جو تغیّر ہے وہ تحریک سی اجزا کی ہے
اور ناقابلِ تعیین ہیں اجزا اُن کے — یہی تغیرِ حوادث ہی مشیت بھی ہے

جہد البقا

وہ مادہ اولے جس سے بنے ہیں ہم سب — ماحول کے مناسب کرتا ہے خود ترقی
ماحول کے مناسب ہوتی اگر نہ قوّت — جہد البقا میں ہوتی ہم کو نہ کامیابی،

فلسفۂ ہستی

کشش قوت ہی اور رسّی ہے اُس کی دست قدرت میں
وہی روکے ہوئے ہے سب کو اور گرنے نہیں دیتا

بنائے ہستی عالم اگر ہیں واقعی ذرّے،
تناسب اور تشخص خود ہو یہ ممکن نہیں اصلا

ایضًا

کشش کیا شے ہے؟ کیا ہو روشنی؟ اور کیا حرارت ہے؟
مظاہر اُس کے ہیں یہ سب محیطِ کُل جو طاقت ہے
یہی سائینس کہتا ہے۔ یہی ہے قول مذہب کا
زمانہ بھر میں جو چیزیں ہیں سب کی ایک علت ہے

اسرارِ قدرت اور فلسفہ کا عجز

منتشر مادہ تھا سارے جہاں کا پہلے
یہ جو نیرنگیٔ عالم کے مظاہر ہیں۔ عیاں
نہ ہوا علم حقیقی۔ نہ ہمیں ہو سکتا،
علم کو حالتِ محسوسۂ عالم سے ہے بحث
مادہ اور حرکت دو ہیں بنائے عالم
جوہرِ فرد ہے کیا؟ اور ہے ایتھر کیا شے؟
فاعلہ دافعہ جو قوتیں ہیں منتظمہ
گردِ تاباں میں یہ شامل تھے ثوابت مانا
قوتِ دافعہ اجرام کی کیوں گھٹتی ہے؟

کائنات اُس سے بنی کیسے؟ خبر اِسکی نہیں
غیر محدود ہیں، یہ رشتے۔ خبر اِسکی نہیں
فلسفی کہتے ہیں یہ ہم سے۔ خبر اِسکی نہیں
اور بھی کچھ ہیں سوا اسکے۔ خبر اِسکی نہیں
کیوں ہیں؟ اور کیا ہیں؟ ہوئیں کیسی؟ خبر اِسکی نہیں
کیوں کشش پیدا ہوئی کس سے؟ خبر اِسکی نہیں
کیوں ہیں؟ اور اُن کے ہیں کیوں درجے؟ خبر اِسکی نہیں
نظم کیسی؟ ہوئے کیوں درجے؟ خبر اِسکی نہیں
پہلے کیوں اتنی تھی؟ کچھ سمجھے؟ خبر اِسکی نہیں

ارتقا کا ہوا قانون تو کیا اسکا سبب ؟ — انتخابی ہوئے کیوں نقطے ؟ خبر اسکی نہیں

کنہہ ذات اسکی بتا دے نہیں کوئی اینا — مبتدا کس کی ہے ؟ کچھ سمجھے ؟ خبر اسکی نہیں

گرد تاباں نظر آتی ہے فضا میں اب بہی — رنگ کیا لائیں گے یہ ذرے ؟ خبر اسکی نہیں

ارتقا آخری درجہ پہ کہاں پہونچے گا ؟ — زینے طے کتنے ابھی ہونگے ؟ خبر اسکی نہیں

ایک سے ایک کا ہے واقعی جلوہ بڑہ کر — کیوں گھٹے اور بڑہے جلوے ؟ خبر اسکی نہیں

رنگ عالم نظر آئے نہیں اب تک پورے — رنگ کو ہوتے ہیں کیوں اندہے ؟ خبر اسکی نہیں

کیا تہا جب کچہہ نہ تہا ؟ کیا ہوگا ۔ نہو گا جب کچھ ؟ — اٹھیں کس سطح سے یہ پردے ؟ خبر اس کی نہیں

قطب پر سوئی ہے کیوں قبلہ نما کی قایم ، — برق کے کیوں ہیں یہ چمکارے ؟ خبر اسکی نہیں

روح کیا ؟ زندگی کیا ؟ مادّی حاجات ہیں کیا ؟ — کیوں یہ عقدے نہیں کہل سکتے ؟ خبر اسکی نہیں

کشش عامہ کیا شے ہے ؟ سبب کیا اس کا ؟ — ہوئی کس سطح یہ ۔ اور کب سے ؟ خبر اسکی نہیں

کیوں فنا ہوتی نہیں ؟ رہتی ہے آواز کہاں ؟ — مرکے کیوں بول نہیں سکتے ؟ خبر اسکی نہیں

علم کیا چیز ہے اور اس کی حقیقت کیا ہے ؟ — علم ہے یا کہ ہے حس پہلے ؟ خبر اس کی نہیں

روح قوت ہے ؟ فنا جو نہیں ہوتی ہرگز — رہتی ہے پہر یہ کہاں جا کے ؟ خبر اسکی نہیں

عقل کیوں ہمکو دی ؟ اور دی تہی تو ناقص کیوں دی
آہ ، کس سے کریں یہ شکوے ؟ خبر اسکی نہیں

۷۸۶

ایک فلاسفر کے خط کا ضروری اقتباس

صد شکر کہ آپ پوچھتے ہیں،
لیکن کہوں حال کیا میں اپنا
کچھ کام دیا نہ فلسفہ نے
ہستی کا نہ عقدہ کوئی کھولا
منطق کی دلیلیں ہیچ نکلیں،
حاصل نہ ہوا کوئی نتیجا
ہیئت نے دکھائے دن کو تارے
حیرت میں تمام عمر رکھا
وہ شکل ہندسہ سے نکلی
ہو جاتی درست جس سے عقبیٰ
جب رکھ نہ سکے شمارِ انفاس
تو علم حساب سے نتیجا؟
کچھ علمِ طبیعیات سے بھی
سمجھایا نہ راز مادہ کا
کی صرف میں عمر صرف ساری
مستقبل و حال کچھ نہ سمجھا
اس علمِ حیات نے بھی ہم کو
کچھ راز نہ زیست کا بتایا
کہتا ہی نہیں فزی آلوجی
کیوں سانس ہے چلتے چلتے رکتا
کیا رازِ حیات کوئی سمجھے،
جب روح کا کھل سکے نہ عقدا
کچھ علمِ نبات اور حیوان
افسوس نہ میرے کام آیا
موسیقی و شاعری نے بھی کچھ
اس دل کے نہ غنچہ کو کھلایا
کام آیا۔ ہنر۔ نہ علم کوئی
سب علم و عمل فضول نکلا
ہاں علمِ الٰہیات بے شک
ہے نعمتِ دین اور دنیا
سمجھاتا ہے رازِ حق یہی تو
مذہب کو بھی کرتا ہے یہ یکتا

یہ لبِّ لباب فلسفہ ہے
سائنس کے چہرہ کا ہی غازا

اب میں ہوں اور اُسکے مشغلے ہیں
ہے شغلِ الٰہیات ہی کا

بھیجوں گا میں لکھہ کے کچھ مسائل
اور اُن کو پھر آپ دیکھیے گا

شری بھگوت گیتا یعنی ہندوں کی کتاب الٰہیات کا ضروری اقتباس

کی پانڈوں پہ کوروں نے چڑھائی
تو تاب کرشن کو نہ آئی

کرنے لگے خود بھی جا کے وہ جنگ
ارجن نے جو دیکھا ہو گئے دنگ

میدان میں رتھہ پہ چڑھ کے پہونچے
اور دیکھہ کے فوج کو یہ بولے

یہ لوگ ہیں میرے ہاتھہ پاؤں
کیوں کاٹوں میں اپنے ہاتھہ پاؤں

ہے سن سنی میرے کُل بدن میں
ہے تھرتھری میرے کُل بدن میں

سر پھرتا ہے اور دل دھڑکتا
شعلہ سا جگر میں ہے بھڑکتا

کھنچتی ہی نہیں کمان مجھہ سے
لی جاتی نہیں ہے جان مجھہ سے

کس طرح سے جان لوں میں انکی
ہمت نہیں کچھہ بھی میری پڑتی

کس کام کی ایسی فتح و نصرت
مجھہ کو نہیں اسکی کچھہ ضرورت

حاجت نہیں عیش اور طرب کی
جان اپنی ہے جیسی ویسی سب کی

اس جنگ سے کہیے منفعت کیا
بے فوج کے ۔ لطفِ سلطنت کیا

کیوں فوج کٹائیں فائدہ کیا
کیوں اُن کو لڑائیں فائدہ کیا

ہے باپ کسی کا انمیں کوئی
اور بوڑھے کا بیٹا ان میں کوئی

شاگرد کوئی۔ کوئی ہے اُستاد
ہے کوئی سُسر۔ کوئی ہے داماد

شادی کوئی کرکے آرہا ہے
سو وسوسے دل میں لا رہا ہے

ارمان ستا رہا ہے اُس کو
اور حکم لڑا رہا ہے اُس کو

اُس شخص کے دل سے کوئی پوچھے
ہیں جسکے کہ چھوٹے چھوٹے بچے

جس ماں کا تھا صرف ایک بیٹا
کیا ہوگا نہ جانے حال اُس کا

جن عورتوں کے یہاں ہیں شوہر
دل ہونگے نہ اُن کے کیسے مضطر

میں ہاتھ اُٹھاؤں گا نہ ان پر
تلوار چلاؤں گا نہ ان پر

کیا لطف ہے ایسی سلطنت کا
ہو جس میں کہ کُشت وخون اپنا

یہ کہتے ہی کہتے اُس نے پھینکی
افسردگی سے کمان اپنی

ارجن کی یہ دیکھی جب کہ حالت
تو ہوئی کرشن جی کو حیرت

بولے یہ کرشن سُنئے صاحب
یہ رائے ہی محض غیر صائب

عارف کو ہے مرگ زیست یکساں
ہوتی نہیں اُس کو فکر چندان

جب جسم ہی کو فقط فنا ہے
اور روح کو دائمی بقا ہے

مرتی ہے نہ ہوتی روح پیدا
تو فکر یہ کیوں ہے تم کو بیجا

ہیں جتنے حوادث زمانہ
اُن سب کا ہے جسم ہی نشانہ

اُن کا نہیں روح پر اثر کچھ
ہوتی ہی نہیں اُسے خبر کچھ

ہے موت کا ایک دن مقرر
اور نیکی بدی بھی ہے مقدر

تم کیا ہو جو مارو گے کسی کو
طاقت یہ کہاں ہے آدمی کو

اور روح ہے جبکہ غیر فانی
تو موت ہے مثلِ زندگانی

ہے خالقِ کائنات باقی
اور اُسکے علاوہ سب ہیں فانی

اس فانی جہان کے علاوہ
ہے ایک جہاں اور ایسا

جس کو نہیں کچھ فنا کا کھٹکا
اور ایک ہی حال پہ رہیگا

جس طرح اُسے فنا نہیں ہے
دُنیا کو کوئی بقا نہیں ہے

حادث ہے۔ نہیں قدیم دُنیا
ممکن ہی نہیں ثبات اسکا

ہوسکتا نہیں ہے عرض جوہر
ہو وہم بقا۔ فنا پہ کیوں کر

ہیں جو ازل و ابد کے نقطے،
خط ایک ہے درمیان اُنکے

دنیا وُہی درمیانی خط ہے
اور اس کو فنا بہر نمط ہے

ہیں ہیچ تغیّراتِ عالم
ہیں ہیچ تبدّلاتِ عالم

جب روح کا کچھ نہیں بگڑتا
اندیشہ ہے کشت و خوں کیا

اعمال سے روح کا تعلق
ہوگا نہ کبھی ہوا تعلق

ہاں ہستی سراب ہے تمہاری
یہ زیست حباب ہے تمہاری

افعال کی اپنی سمت نسبت
جو کرتے ہیں محض ہے حماقت

خود بینی ہے ایک قسم کی یہ
جائز ہی نہیں ہے واقعی یہ

تاثیریں یہ جتنی قدرتی ہیں
فاعل وُہی سب کی واقعی ہیں

ہیں چند نفس کے میہمانِ سب
پھر جائیں گے ملکِ جاودان سب

جس کام پہ تم ہوئے ہو مامور
کرتے رہو اُس کو تا بہ مقدور

اعمال تمہارے نیک ہونگے
تو پاؤگے لازوال رُتبے،
ہے حصر نجات اُن پہ سب کی
بیشک ہے خوشی اسیمیں رب کی
اعمال تمہارے گر ہوں اچھے
جو مرتبے چاہوگے ملیں گے
دکھلاؤ بہادری کا جوہر،
ان سب کا نکال دو کچومر
مایا ہے جو دیرہی ہے دہوکا
غفلت کا پڑا ہوا ہے پردا
ہے ساری یہ کائنات فانی
ہیں ساری یہ مرئیات فانی
ہر کام کی جب کہ ہی مکافات
یہ وسوسے پھر ہیں سب خرافات
دشمن کو دکھاؤ جا کے نیچا
ہرگز نہ کرو کسی کی پروا

عالم کے حدوث و قِدم پر ایک سرسری نظر

یہ جو روزن سے شعاعیں آرہی ہیں شمس کی
اور ان میں چھوٹے چھوٹے ذرّے آتے ہیں نظر
سالمہ کے سامنے ہر ذرّہ ان کا ہے پہاڑ
یہ مثالِ کوہ۔ اور وہ رائی کی ہے طرح پر
سالموں سے بنتے ہیں اجرام اور اجسام سب
اور تماس اُن میں نہیں ہے نام کو باہمدگر
جزو کے ابطال پر جو شیخ نے لکھی ہے بحث
تجربہ سے ہوتی ہے باطل وہ اب ہر طرح پر

ہے تعلق ان کا لیکن اس قدر باہم قریب
ہوتے ہیں دُور ان کے اجزا اور کبھی نزدیک تر
پاس اجزا ہوں اگر تو پانی بنجاتا ہے برف
اور بنتا ہے ہوا ہوتے ہیں وہ گر دُور تر
برف۔ پانی۔ بھاپ تینوں اصل میں ہیں ایک چیز
فرق جو کچھ ہے وہ اجزا ہی کا آتا ہے نظر
منجمد سیّال۔ اور سیّال بنتے ہیں بخار
اور حرارت پر ہی مبنی ہیں یہ سب ہر طرح پر
نیز ہوتی ہے حرارت میں اگر کچھ اشتداد
تھرتھری اجزا میں ہو کر ہوتی ہے نورِ بصر
یعنی یہ ہوتا ہے جو ایتھر کے اندر اضطراب
روشنی بنتا ہے اور آنکھوں کو آتا ہے نظر
آنکھ ہے بینائی کا آلہ اگرچہ قدرتی
بے مدد اس کے نہیں یہ دیکھ سکتی کچھ مگر
ہے حرارت اور یہ ایتھر کا سارا ارتعاش
ہم کو آتی ہے نظر ہر شے جو اچھی طرح پر
اور جو اجسام پوری طرح ہوتے ہیں کثیف
اُن میں پیدا کرتا ہے لرزش حرارت کا اثر
ہے فقط ایتھر کی لرزش جسکو کہتے ہیں شعاع

آتشی شیشہ پہ بنتی آگ ہے جو بیشتر
روئی جل جاتی ہے شیشہ گرم کچھ ہوتا نہیں
ہے حرارت کا اثر معجز نما یہ کس قدر
جس کو کہتے ہیں حرارت ارتعاش ایتھر کا ہے
روشنی کیا شے ہے؟ ہے اس تھرتھراہٹ کا اثر
سالمہ کہتے ہیں جس کو ہے وہ تخم کائنات
جزو سے ہوتا ہے کُل ثابت ہی پوری طرح پر
ہوتی ہیں ہر جسم سے پیدا جو امواجِ ایتھر
رنگ کی تخصیص ہے امواج کی تعداد پر
اور تکوینِ عناصر کی بِنا ہیں سالمات
اور عناصر ہی سے ہے تخلیق عالم سر بسر
جس طرح سیاروں میں رہتا ہے انکا ارتعاش
ارتعاش اس کا ثوابت میں بھی ہے اسطرح پر
اور ہوا ہے ان کا واقع بد و فطرت میں وجود
اور عالم کے تغیّر کا نہیں انہیں اثر
فلسفی کہتے ہیں وہ حادث نہیں ہے۔ ہے قدیم
بعض کو ہے اختلاف اس رائے میں بیجد مگر
وہ یہ کہتے ہیں کہ ہیں سب ایک سانچے کے ڈھلے
اور قدیم اتنے بہت ہو سکتے ہیں کسطرح پر

واقعی یہ اعتراض اُن کا بہت معقول ہے
ہے تشخّص اور تعدّد خود دلیل اِس امر پر
ہے حرارت کہتے ہیں وجہ حیات کائنات
جو نہیں جاتی ہے سورج میں دوبارہ لوٹ کر
اور اگر جاتی تو وقتِ واپسی بھی رات کو
اُتنی ہی ہوتی حرارت دن کو ہے وہ جسقدر
الغرض ہے اس طرح شمسی حرارت کو زوال
جانِ عالم یعنی نکلی جارہی ہے سربسر
یہ نتیجہ اس سے پیدا ہوتا ہے اچھی طرح،
ایک دن عالم فنا اور ہوگا سورج سرد تر
ہوگا یہ عالم - نہ سورج - اور نہ کچھ اسکے سوا
اور ثابت اس سے یہ ہوتا ہے اچھی طرح پر
ابتدا اور انتہا عالم کی ہے حادث ہی یہ
ہے قدیم اور واجب اُس کی ذات قصّہ مختصر

برقِ لم یزل

یہ چھوٹے چھوٹے سے ہیں جو ذرّے انہیں میں طاقت ہے کہربائی
بنا انہیں سے ہے سارا عالم اور اس سے قائم ہے سب خدائی

یہ کہربائی کشش کہ جس کو کہا ہے روح روانِ عالم
ہے تابع برقِ لم یزل یہ اور اس سے وابستہ جانِ عالم،
یہ برق کا طبعی خاصہ ہے کہ جس جگہ ہو زیادہ بجلی
یہ خاص اسباب کی بنا پر۔ نکل کے اسکی طرف ہی جاتی
وہ مقنا طیسی صفت کا گولہ ہے گر، تو ذرّاتِ آہنی سب
کشش سے اس کی ہیں سب یہ قایم۔ سمجھ لو تم اس کا خوب مطلب
کہاں یہ جاتی ہے روح سب کی۔ کشش یہ کیسی ہے اور کس کی
نکل کے کرتی ہے تم پہ روشن۔ چمک کی دکھلاتی ہے یہ بجلی،

فلسفۂ الہیات

تقسیمِ موجودات

واجب و ممکن یہ دو قسمیں ہیں موجودات کی
ہے وہ واجب جو نہ ہو معدوم اور رکھے وجود
اور ممکن وہ ہے جو واجب کے ہو بالکل خلاف
اور عدم بھی اس طرح سے اُسکا ہو۔ جیسے وجود

ممکن کی دو قسمیں

جس کو ممکن کہتے ہیں وہ یا ہے جوہر۔ یا ہے عرض
یعنی وہ بالذّات خود قایم ہو یا بالغیر ہو
اور عدم ہو یا وجود اُس کا۔ مگر ہر طرح سے
احتیاج علت کی ہو اپنے لئے اِن دونو کو

کیا ممکن واجب ہو سکتا ہے

ممکن کا وجود وقت علت ہو جاتا ہے دیکھیے واجب
بالغیر ہے یہ وجوب لیکن جس طرح سے صحبت و مصاحب

وجود کی اقسام

خارجی و ذہنی دو قسموں پہ مبنی ہے وجود
خارجی وہ ہے جو شے خارج میں رکھتی ہے وجود
اور وہ ذہنی ہے صورت ذہن ہی میں جسکی ہو
ہے کسی کا خارجی۔ تو کوئی ذہنی ہے وجود

مندرجہ بالا مضمون کی مزید توضیح

ممکن ہے کہ خارج میں کوئی چیز ہو موجود — اور ذہن میں وجود نہ ہو اُس کا ذرا بھی
ہو سکتا ہے یہ بھی کہ فقط ذہن ہی میں ہو — خارج میں کوئی پائے نہ کچھ اُس کا پتہ بھی

معدوم کا اعادہ محال ہے

دو وجودوں کے درمیان عدم — کبھی ممکن ہوا نہ ہو سکتا،
ہو کے معدوم اسلئے ہرگز — عود کرتی نہیں کبھی اشیا

دوسری دلیل

تشخصات میں موجود کے زمانہ ہے — اعادہ جس کا کسی طرح ہو نہیں سکتا
اسی سبب سے جو معدوم ہو گیا وہ کبھی — ہوا ہے اور نہ موجود ہوگا آیندا

متقدم و متاخر

متقدم کی پانچ قسمیں ہیں — یا تقدم فقط زمانہ کا،
ہے تقدم مسیح پر جیسے — بعثتِ پاک حضرت موسیٰ

یہ تقدم زمانہ کو بالذات — اور اُنہیں اس کی وجہ سے ہوگا
متاخر کے ساتھ ہیں وہ کبھی — جمع ہوتا ہے اور نہ ہوسکتا
دوسرے بالطبع تقدم ہو — جس طرح دو پہ ایک کا ہندسا
متاخر کے واسطے لیکن — متقدم ہے لازمی ہوتا
کبھی ہوتا ہے لیکن ایسا بھی — متقدم ہی ہر فقط ہوتا
دو بغیر ایک کے نہیں ہوتے — اور یہ دو کے ایک سے ہوتا
تیسرے بالشرف تقدم ہو — جیسے جاہل پہ ایک عالم کا
چوتھے بالرتبہ، جیسے جلسوں میں — دیتے ہیں لوگ کرسیوں کو لگا
پانچویں ہو تقدم علت — جیسے معلول پر ہی علت کا

قدیم و حادث اور انکی اقسام

کہتے ہیں قدیم جس کو اُسکی — دو قسمیں ہیں بالزمان و بالذات
اوّل میں ہیں دس عقول شامل — ثانی میں وہ رافع سماوات
دونو کو فلاسفہ کے نزدیک — بالکل نہیں ابتدا کی حاجات
حادث کی بھی قسمیں ہیں یہی دو — موجود بواسطہ ہے بالذات
محتاج ہے ثانی ابتدا کا — ہیں ممکن و مادہ کی حاجات
ممکن کے وجود کو ہیں لازم — اسباب و علل کے انتظامات

لہ متکلمین و حکمائے اسلام کا مذہب اس کے خلاف ہے اور وہ زمانہ کو حادث مانتے ہیں اور سوائے ذات باری تعالیٰ کے کسی کو قدیم بالذات و قدیم بالزمان تسلیم نہیں کرتے۔

علت و معلول

جس کا فی نفسہ وجود ہو کچھ
اور شے اُس پہ دوسری مبنی

ہے وہ علت اور اُسکی قسمیں چار
مادّی - صوری - فاعلی - غائی

جزو معلول مادّی علت
جیسے کوزہ کے واسطے مٹی

اور مٹی کے واسطے کوزہ
نہیں لازم کسی طرح پہ کبھی

شکل کوزہ کی صوری علت ہے
ہوگا کوزہ بھی وہ اگر ہوگی

فاعلی جیسے کوزہ گر کی ذات
پینا پانی کا علّت غائی

ذاتِ معلول میں ہیں دو داخل
مادّی - اور علّت صوری

جزو اُس کی نہیں ہیں خارج ہیں
علتیں جو ہیں - تیسری - چوتھی

ذہن میں پائی ہے وجود مگر
علت غائی سب سے پہلے ہی

وحی کا فلسفہ

روح کی پائی نہ گو پوری خبر
ہے مگر اُس کی خبر اصلی خبر

جب کہ مقناطیس کے قانون سے
زلزلہ دے جاتا ہے اپنی خبر

داغِ مہر - اور آلۂ موسم نما
دیتے ہیں تغیّر موسم کی خبر

وحی پھر پیغمبروں کو کس لئے
دے نہ ہر ایک بات کی پوری خبر

کرتے ہیں اجسام پیشین گوئیاں ، روح بھی دیتی ہے روحانی خبر
تیرے صدقے جاؤں اے روح الامیں تونے آکر دی ہمیں اُس کی خبر
روح کی پاکیزگی ہو گر متین ، تم کو مل جائیگی سب اپنی خبر

ایضاً

مادّے پر جو ہے شعور ہی محض کرتی تاثیر ہے کشش اپنی
"پارکر" کہتا ہے کہ وحی سے ہے سلسلہ اسطرح سے روح کا بھی

ایضاً

ہے کشش سے ترقی مادہ کی اور ہے وحی سے ترقی روح
وحی ہوتی ہے لیکن اُس پر ہی جسمیں ہوتی ہے خوب پاکی روح

ایضاً

جسے کہتے ہیں ہم سب وحی وہ ہے خدا کی ایک توجہ فاعلانہ
ہے جسمیں انفعالی اسکی قوت پیمبر کا ہے دل سب میں یگانہ

ارواح مجردہ

فرشتے غیر مرئی ہیں تو مرئی ہو نہیں سکتے
یہی ہے اعتراض اس باب میں سائنس دانوں کا
مگر ہیں غیر مرئی - آکسیجن - ہائیڈروجن بھی
جو مل کر پانی بنجاتے ہیں اور وہ ہے نظر آتا
بخارات اُس کے بھی ہو جاتے ہیں جب غیر مرئی پھر

تو یہ جھگڑا ہے کیسا غیر مرئی اور مرئی کا
نظر اسباب پر کیجے تو وہ سب کا مسبب ہے
ہمارا علم کیا۔ ادراک کیا۔ اور فہم و دانش کیا
جو آئے دائرے میں عقل کے محدود ہی بیشک
سمجھ لیں عقل سے جس کو خدا وہ نہیں سکتا

سزائے اعمال

جرم جب کرتے ہیں پڑتا بار ہے کیوں روح پر
جانتے بھی آپ ہیں فرمائے اس حال کو
جانتی ہے وہ، بدن تو خاک میں مل جائیگا
اور میں باقی رہوں گی پرسشِ اعمال کو

علم الارواح

روحِ انسانی ہے مدرک اور جوہر واقعی
روح حیوانی ہے اس کا ایک مرکب تیز تر
زندگی کی قوتیں کیوں روح حیوانی میں ہیں
فیض و نور روحِ انسانی سے ہی وہ بہرہ ور

وہ مدبر ہے بدن کی حافظِ ترکیب ہے
روحِ حیوانی ہے کیا؟ روحِ حقیقی کا ثمر
روحِ حیوانی اگر ہے تار تو بجلی ہے وہ
سوئی ہے فونو کی یہ وہ نغمہ ہائے مستتر
روحِ حیوانی بخارِ لطف و دمِ حیات
روحِ انسانی ہے عقل و مدرکہ کا مستقر
متصل ہے روحِ انسانی۔ نہ وہ ہے منفصل
اس لئے کرتا ہے جب انسان دُنیا سے سفر
جسم سے اس کا تعلق کچھ نہیں رہتا ہے پھر
وہ فنا ہوتی نہیں لیکن کسی کی موت پر
قوتِ ادراک کو کہتے ہیں جو فعلِ دماغ
وہ بتائیں خوب اچھی طرح سے یہ سوچ کر
کب دماغ ادراک کو کرتا ہے پیدا خود بخود
ہے دماغ ادراک کا اک واسطہ ہر طرح پر
عالمِ طبعی و نفسی کا ہے وہ اک واسطہ
ہے تخیل اور تحریکات کا وہ تار گھر
آلۂ ادراک ہے یہ اور تغیر اس میں ہے
اور آتی رہتی ہے اجزا میں تبدیلی نظر
مادہ ہوتا ہے جو پہلے نہ پائیں گے وہ آپ

دیکھئے بچوں، جوانوں، بوڑھوں کی حالت کو گر
اس لئے ادراک حال و ماضی کرتی ہی جو شے
لازمی ہے اس کا یکساں رہنا اپنے حال پر
روح ترکیب عناصر کا نتیجہ ہو محال
اختیار۔ عقل و ارادہ اسمیں کب ہے جلوہ گر
کیمیائی ہوئی ہے ترکیب ایسی اور نہ ہو،
جس میں یہ سب تینوں باتیں صاف آجائیں نظر
مادہ ترکیب سے مدرک نہیں ہوگا کبھی،
بلکہ یہ ادراک وجدانی ہے مبنی حکم پر
جب یہ کہتے ہو فنا ہوتی نہیں ہے کوئی چیز
روح کا فانی سمجھ لینا ہے مہمل کسقدر
مادہ قایم رہے اور روح ہو جائے فنا،
کیسی باتیں کرتے ہیں سوچیں تو ارباب نظر
امر ربی ہادی برحق نے فرمایا اسے
جامع و مانع ہے یہ تعریف قصہ مختصر

عالم ارواح اور معاد

ارتقائے جوہر ترکیب اشیا ہے حیات
روح لیکن اور شے ہے زندگی کے ماسوا
روح مثل زندگی ہرگز نہیں ہے مادّی
عالم ارواح سے ہے بلکہ اس کا سلسلا
روح وہ ہے قوت مخفی کہ جسکی وجہ سے
مادہ ہوتا ہے پیدا عقل اور ادراک کا
زندگی سیڑہی ہے تم اس سے گذر جاؤ اگر
عالم ارواح کا مِل جائے گا پہر راستا
عالم ارواح کے منکر ہیں جو سوچیں تو خود
مرکے پہر جی اُٹھنا کیا ہے زندگی کا ارتقا
نشأۃ الاولیٰ ہے جیسے۔ نشأۃ الاخری بہی ہو
روح باقی رہتی ہے اور زندگی کو ہی فنا
ارتقا آیندہ کا کہتے ہیں جس کو ہے معاد
اور اسی کا ہے تصور کُل مذاہب کی بِنا
روح ہے جیسے الگ اور کارفرمائے حیات
جسم کی کُل لذتوں سے چاہیئے رہنا جُدا

جو فنا ہو فکر اُس کی لذتوں کی ہے فضول
ہے بقا جسکو اُسے مرکز کرو لذّات کا
لذتیں بھی اس کی ہیں اسکی طرح سے پائدار
لذتِ روحانی ہو تو دیکھیے اس کا مزا
جو گیا اس راستہ پر پاگیا غم سے نجات
اور نجاتِ اخروی کا راز اس پر کھل گیا
یہ حیاتِ چند روزہ مایۂ آلام ہے
اور ہیں لذّاتِ جسمانی مصائب کی بنا

حشر روحانی ہوگا یا جسمانی

جاذبہ اور دافعہ دو قوتوں کی وجہ سے
مادہ نے دیکھیے کی ہے ترقی کس قدر
مادہ کا جزو لاینفک ہے قوت جذب کی
دافعہ ایتھر میں ہے حرکت کناں باہمدگر
بالقوہ بالفعل ہے دیکھو کشش یہ جذب کی
مادّہ سے جو جدا ہوتی نہیں ہے عمر بھر
اور قوت دفع کی جسکو انرجی کہتے ہیں
کرتی ہے ذرات میں ایتھر کے اندر سی گزر
یہ بھی کہتے ہیں انرجی اُٹھتی جاتی ہے
جذب سے اجسام ہوتے متحد ہیں جسقدر
مادہ محدود ہے یہ مجتمع ہو جائے گا
اور انرجی کے بھی رفتہ رفتہ کھنچ جائینگے پر
الغرض کی۔ اور کرے گا جو ترقی مادہ
منحصر ہے وہ ترقی واقعی ان دونوں پر
جذب یعنی فورس ہی ہوتا تو جمتا مادہ
پھیل جاتے ذرے سب ہوتی انرجی ہی اگر

کیمیاوی۔ القصالی فورس نے جب کی کشش
اور آنرجی نے حرارت روشنی کی شکل میں
اسطرح بے انتہا پیچیدہ جد وجہد سے
گیس سے سیال ہو کر ہو گئے وہ منجمد
وہ حرارت روشنی بنکر چلی ایتھر سے پھر
اُس نے پھیلائی ہوا۔ طوفان بھی برپا کئے
پھر نباتات اور حیوانات پیدا ہو گئے
فورس سے ذرے غذا کے سب گئے اجسام میں
باعثِ نشو ونما یہ قوتیں دونوں ہوئیں
طبعی قوت اور ارادی حرکتیں بھی انکو دیں
پھر درختوں سے درخت حیوان سی حیوان ہوئے
ایک طاقت ان کی حالت کو بدلتی رہتی ہے
کرکے تدریجی ترقی اس طرح وہ مادہ
فورس جسمانی ترقی کا سبب ہے مشترک
اور دماغی نیز روحانی ترقی جتنی ہے
نیز ہیں جتنے کرے اُن میں بھی ہیں دو حرکتیں
فلسفی جتنے ہیں اُن سب کا ہے اسپر اتفاق
اور کہتے ہیں ترقی ہوگی جو آئندہ وہ
اسلئے جس حال میں یہ قوت سلبی ہے فورس

مجتمع ذرات سب ہونے لگے باہمد گر
تفرقہ کی کوششیں کیں اُنمیں پھر دل کھولکر
دود تاباں ہوگیا حلقہ بہ حلقہ منتشر
اور کشش نے ثقل کی اُن پر کیا اپنا اثر
جو انرجی مہر عالمتاب میں تھی مستتر
اور اُٹھا کر بھاپ کو کردی زمیں پانی سی تر
اور یہ دونو قوتیں کرنے لگیں اپنا اثر
اور کیا اجسام سے اُن کو انرجی نے بدر
اور انرجی نے کیا احسان یہ حیوانات پر
فورس یہ کہنے لگا پھرتے ہو کیوں تم دربدر
ارتقا سمجھو اسے یا اور کچھہ اس طرح پر
دوسری رکھتی ہے کچھہ قایم شباہت کا اثر
آدمی کی شکل میں آنے لگا آخر نظر
ہیں نباتات اور حیوانات جس سی بہرہ ور
غور سے دیکھو تو ہے یہ سب انرجی کا اثر
محض طبعی ہیں وہ دونو حرکتیں اُن کی مگر
یہ مسائل کرتے ہیں تسلیم سب اس طرح پر
منحصر ہوگی دماغ وقوتِ ادراک پر
اور ایجابی انرجی ہو رہی ہے جلوہ گر

یہ وجود اور یہ عدم جلوہ انہیں دونوں کا ہی
مادہ اور اُسکی تبدیلی ہے اُسکے علم سے
اسلئے جب کچھ نہیں محدود علم اللہ کا
قرب اُسکا ہوگا حاصل اور سرورِ دائمی
جسم سے ہٹ کر ہو روحانی ترقی کس طرح
اسلئے اہلِ نظر خود اپنے دلمیں سوچ لیں
حشر جسمانی اگر ہو تو تعجب اس میں کیا
جنت و دوزخ کی بیشک صاف آئی ہی وعید
نیک جو ہیں انکو حاصل ہوگا دیدارِ خدا
قیدِ روح و جسم سے کیا بحث مطلب تو یہ ہے
جو یہ کہتے ہیں کہ لیجائیں گے ہم خود اپنی آگ
کچھ نہیں ہے بحث اسمیں مذہبی احکام کو
جنت و دوزخ کا ہی لیکن حقیقت میں وجود
عقل کو کچھ بحث ہو سکتی ہی اسمیں اور نہ ہی

تو یہ ثابت اس سے اب ہوتا ہے پوری طرح پر
اسمیں گر ہوتا قدم آتی نہ تبدیلی نظر
ہوگی تحریکِ دماغ و عقل خود اُس ذات پر
اور حواس سے دُور ہونگے وہ رہیں گے دور تر
وہ مجرد ہے ترقی پائے گی کس طرح پر
منحصر ہے جبکہ روحانی ترقی جسم پر
گو نہیں اصرار کچھ مذہب کو خاص اس امر پر
اور مکافاتِ عمل بھی ہی بقدرِ خیر و شر
اور جو بد ہیں رہینگے وہ خدا سے دُور تر
جو کرے گا جیسا وہ پائے گا ویسا ہی ثمر
اور اسی سے مدعا مذہب کا ہے نارِ سقر
اور نہ اسکے ماننے میں کچھ ہی مذہب کا ضرر
اور اُن سے جو کرے انکار وہ ہے بے خبر
اسلئے لازم ہے سب نیکی کریں دل کھولکر

اثبات واجب الوجود

ہی واجب الوجود[۵۱] خدا کی وہ ذات پاک | جس کا وجود لازمی ہے اور نہیں فنا
اور اُس کا جو وجود ہے وہ عین ذات ہی | وہ جزو ذات ہی ہے نہ ہے ذات[۵۲] سی جدا

۵۱ جیسا کہ واجب کی تعریف میں بتا دیا گیا ہے واجب الوجود اُس ذات کو کہتے ہیں جسکا وجود ضروری ہو اور عدم اُسپر طاری نہ ہو سکے اور ہر موجود دو حال سے خالی نہیں۔ یا اُسکا وجود ضروری ہوگا۔ یا غیر ضروری یعنی ممکن۔ اور اگر فرض کیا جائے کہ تمام موجودات ممکن ہیں تو جیسا کہ ہمنے پہلے بیان کیا ہے کہ ممکن اُسکو کہتے ہیں جسکا عدم و وجود برابر ہو یعنی وہ وجود میں بھی علت کا محتاج ہو اور عدم میں بھی اور ایسی صورت میں ان تمام ممکنات موجودہ کا مجموعہ ضرور کسی علت کا محتاج ہوگا۔ اور وہی علت واجب الوجود یعنی باری تعالیٰ کی ذات ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ علت کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ ہر ممکن ماضی ممکن مستقبل کی علت ہو سکتا ہے تو اُسکا جواب یہ ہے کہ ممکنات کا سلسلہ ماضی کی جہت میں ضرور ایک ایسی حد پر منتہی ہونا چاہئے کہ وہ ذات جس پر یہ سلسلہ منقطع ہوا ہے واجب ہو ورنہ ممکنات کے مفہوم سے امکان کے معنی اُٹھ جائینگے۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ ہر ممکن اپنی علت آپ ہے تو صریحًا باطل ہے اسلئے کہ علت و معلول میں تغائر کا ہونا لازمی ہے۔ اور علت معلول پر مقدم ہوتی ہے اور ہر شے نہ اپنے نفس سے مغائر ہے اور نہ اُس پر مقدم۔

۵۲ اگر وجود باری کو عین ذات نہ مانا جائے تو دو حال سے خالی نہیں۔ یا وہ ذات کا جزو ہوگا۔ یا ذات سے خارج۔ اگر ذات کا جزو ہو تو ذات باری کا مرکب ہونا لازم آئے گا اور یہ محال ہے اسلئے کہ مرکب چیز میں کم از کم دو جزو ضرور ہونگے۔ اور کل اپنے وجود میں جزو کا محتاج ہوتا ہے اور واجب تعالیٰ کی ذات ترکیب کی بنا پر اپنے اجزا کی محتاج ہوگی۔ اور احتیاج ممکن کی شان ہے نہ کہ واجب کی۔ اور اگر وجود کو ذات سے خارج مانا جائے تو لامحالہ وہ خارج ذات کو عارض ہوگا اور اس صورت میں وجود جس کو عارض مانا گیا ہے معروض کا محتاج ہوگا اور یہ ہو نہیں سکتا اسلئے کہ واجب تعالیٰ اگر اپنے وجود میں غیر کا محتاج ہو جائے تو واجب نہیں بلکہ ممکن ہو گیا۔

کتابوں کی چھپائی کا عمدہ کام

کیا آپ صاحب تصنیف ہیں

OSMANIA
COLLEG

اگر آپ کے پاس کسی اچھی سے اچھی کتاب کا مسودہ چھپوانے کے واسطے موجود ہے اور آپ اہل مطابع کی بدمعاملگیوں اور وعدہ خلافیوں سے اندیشہ کرتے ہیں تو ہمیں یہ عرض کرنے کی اجازت دیجیے کہ کارخانہ عزیزی پریس سے کوئی خدمت لینے میں انشاءاللہ آپ کو کوئی شکایت پیدا نہ ہوگی - عزیزی پریس میں کام وقت معینہ پر تیار کر دینے کے علاوہ **صحت اور صفائی کا زیادہ خیال رکھا جاتا ہے** اور کام نہایت خوشخط رنگین مطلا کئی کئی رنگ سے ایک ہی چیز چھاپی جا سکتی ہے تصاویر اور نقشہ جات بنانے کا کافی انتظام ہے - غرضیکہ کام

نہایت خوشنما اور لائق پسندیدگی کے ہوتا ہے اور بہ نسبت دوسرے کارخانوں کے نرخ میں بھی کفایت کو مد نظر رکھا جاتا ہے - امتحاناً چھپائی کی کوئی خدمت **عزیزی پریس** سے لیکر دیکھیے - آپکو خود بخود تجربہ ہو جائیگا -

منیجر کارخانہ عزیزی پریس آگرہ

کتب خانۂ جامعۂ عثمانیہ

۱۔ اراکین مجلس اعلیٰ، اراکین مجلس انتظامی ایک وقت میں [illegible] کتابیں اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔
صدور شعبہ جات و اصحاب [illegible] پانچ کتابیں ایک وقت میں اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔

۲۔ اساتذہ جامعۂ عثمانیہ و کلیات تین کتابیں ایک وقت میں اپنے پاس رکھ سکتے ہیں اور [illegible]

۳۔ طلباء بی۔ اے، ایم۔ اے دو کتابیں [illegible] ایک ہفتہ تک اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔ [illegible]

۴۔ مدت مقررہ کے بعد کتابیں واپس لی جائیں گی۔ [illegible] کتاب کا [illegible] لازم ہے۔

۵۔ بشرط موقع کتابیں [illegible] کتاب خراب ہو جائیں تو [illegible] ذمہ دار ہوں گے۔

۶۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان یا [illegible] نہ کیا جائے۔

۷۔ قلمی نسخے اور حوالے کی کتابیں باہر نہ دی جائیں گی۔ فقط